IN THE NAME OF ALLAH

THE MOST GRACIOUS

THE MOST MERCIFUL

WHOSE HELP WE SOLICIT

اُردو نثر پر تصوّف کے اثرات

مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی۔

۱۹۷۵ء

زیر نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب
ایم۔اے، ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی، ڈی لٹ۔
سندھ یونیورسٹی

مقالہ نگار

رفعت سلطانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجمالی فہرست

باب اوّل

باب دوم

باب سوم

باب چہارم ۲ـ

اردو نثر میں تصوف کی کتابوں کے ترجمے

باب پنجم

اردو نثر کے عہد بعہد ارتقائی مدارج

باب ششم

مطبوعات و مخطوطات

باب ہفتم

۱- اردو نثر پر تصوف کے اثرات کا اجمالی جائزہ

۲- اثرات و جائزے

ضمیمہ

کتابیات۔

پیش لفظ

اوّل یہ بتایا گیا ہے کہ تصوّف کیا ہے۔ اور پھر اردو نثر
اور صوفیہ متقدمین کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد
قرآنی تراجم و تفاسیر میں تصوف کے عناصر کی نشان دہی کی گئی ہے
جو اردو نثر میں ہیں۔ پھر اردو نثر میں تصوّف کی کتابوں کے
تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد اردو نثر کے عہد بعہد ارتقائی
مدارج پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر اردو نثر میں تصوّف کی
مطبوعہ اور قلمی کتابوں کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے اور
اردو نثر پر تصوّف کے اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ آخر میں

اس تحقیقی مقالے کے اہم مباحث کو "اثرات اور جائزے" کے عنوان
کے تحت یکجا پیش کیا گیا ہے۔ مقالے کے آخر میں ایک ضمیمہ بھی
ہے۔ جس میں اردو نثر میں تصوّف کی کتابوں کی اجمالی فہرست درج
ہے۔ ضمیمے کے بعد کتابیات کے تحت مقالے کے ماخذ کی نشان دہی
بھی کر دی ہے۔

اردو نثر اور تصوّف کے موضوع سے میری دلچسپی ایم۔اے
کی طالب علمی ہی کے زمانے سے چلی آتی ہے۔ اس موضوع پر میرے
اُستاد ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے ایم۔اے فائنل کے لیے
مقالہ لکھنے کی ہدایت فرمائی۔ اور جناب ڈاکٹر صاحب ہی کی نگرانی
میں میں نے اس موضوع پر کچھ کام کیا۔ یہ سنہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔
جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب کی ذات با برکات شعبہ اردو کے طلبا
و طالبات کے لیے علم و ادب کے سلسلہ میں رہنمائی کا ذریعہ تو
ہے ہی۔ اس کے ساتھ دین و اخلاق کا ایک روشن مینار بھی ہیں

آپ ہی کی تعلیمات اور ارشادات کی بدولت اس ناچیز کی توجہ تصوّف اور دین سے متعلق اردو لٹریچر کے مطالعہ اور جائزے کی طرف ہوئی۔ ایم۔ اے کا مقالہ پورا کرنے کے بعد بھی اردو نثر اور تصوّف کے موضوع پر مزید کچھ کام کرنے کا خیال رہا۔ چنانچہ قبلہ ڈاکٹر صاحب کے مشورے اور ایما سے میں نے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے "اردو نثر پر تصوّف کے اثرات" کا موضوع منتخب کر کے ڈاکٹر صاحب کی نگرانی میں کام شروع کیا۔

ایک عرصہ تک اس موضوع سے متعلق مخطوطات اور مطبوعات کا مطالعہ جاری رہا۔ اس سلسلے میں ملک کے بہت سے کتب خانوں اور ذاتی ذخیروں سے استفادہ کا موقع ملتا رہا۔ اس موضوع پر زیادہ تر مخطوطات مجھے انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانہ خاص میں اور نیشنل میوزیم کراچی میں ملے۔ نیشنل میوزیم

کراچی میں اردو مخطوطات کا اب ایک بیش بہا ذخیرہ موجود ہے ۔
بلکہ انجمن کے مخطوطات بھی نیشنل میوزیم کراچی ہی میں منتقل ہو چکے ہیں ۔
میں نیشنل میوزیم کراچی کے جناب بیگ صاحب کی بے حد ممنون ہوں

کہ موصوف کے تعاون کی بدولت مجھے ان نادر مخطوطات سے بھرپور

استفادہ کرنے کا موقع ملا ۔

یہ تو رہی مخطوطات کی بات ، مطبوعات کا ذکر خاصا

تفصیل طلب ہوگا ۔ انجمن ترقی اردو کے علاوہ لیاقت نیشنل لائبریری

میں بھی اس موضوع سے متعلق کئی مفید مطبوعہ کتابیں ملیں ۔ جناب

پیر حسام الدین راشدی کا ذاتی ذخیرہ کتب بھی دیکھنے کا موقع ملا جس کے

لیے میں جناب پیر صاحب کی بے حد ممنون ہوں ۔ بہرحال مطبوعہ کتابوں

کی تفصیل کہاں تک بیان کی جائے ۔ ان جملہ کتاب خانوں اور ذاتی

ذخیروں کے ساتھ ساتھ جناب قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب

کے ذاتی کتب خانہ سے بھی بے حد مدد ملی ۔

ڈاکٹر صاحب سلسلۂ مجددیہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور تصوّف کے موضوع سے علمی اور عملی دونوں حیثیت سے آپ کا شغف ہمارے لیے ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے تصوّف اور بالخصوص سلسلہ مجددیہ سے متعلق بہت سی تصانیف شائع فرمائی ہیں ۔ تصوّف کی متعدد عربی اور فارسی کتابوں کے متن کی تصحیح وتدوین کرکے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہیں ۔ آپ کے اس علمی کام کو میں نے اپنا رہنما بنایا اور کوشش کی ہے کہ جن بزرگوں نے اردو کے آغاز سے اب تک اردو نثر میں تصوّف سے متعلق مواد پیش کیا ہے انکی علمی خدمات کا جائزہ لے کر نہ صرف اُن کے کارناموں کو متعارف کرایا جائے ۔ بلکہ یہ بھی دکھایا جائے کہ ان بزرگوں نے دین اور تصوّف کی خدمت کے ساتھ ساتھ اردو نثر کے سرمائے میں کیسا گراں قدر اضافہ کیا ہے اور اردو نثر کو

کیسے مفید اور مؤثر اسالیب بیان دیے۔

تصوّف کے موضوع پر اردو نثر کی پہلی کتاب "معراج العاشقین" ہے۔ جو نویں صدی ہجری کے آغاز میں لکھی گئی تھی۔ تب سے برابر طبع زاد کتابوں اور ترجموں کا سلسلہ اردو نثر میں جاری ہے۔ زیادہ تر کتابیں فارسی سے اردو نثر میں منتقل ہوئیں۔ تصوّف کی ان کتابوں میں بیشتر کتابیں تصوف کی تعلیمات سے متعلق ہیں۔ یا پھر صوفیہ کرام کے اقوال و ملفوظات ہیں جنہیں کتاب کی شکل میں جمع کیا گیا ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ اور سلسلۂ چشتیہ میں بھی تصنیف و تالیف کا رجحان شروع ہی سے رہا ہے۔ اس لیے ان سلسلوں کی کتابوں کی ایک بڑی تعداد اردو کے نثری سرمائے میں موجود ہے۔ سلسلۂ قادریہ کی بھی خاصی بڑی تعداد ملتی ہے۔ بہر حال ان سب سلسلوں کا بنیادی مقصد تو ایک ہی ہے، اور جہاں تک ادب اور لسانیات کے نقطۂ نظر کا تصوّف کی نثری کتابوں کا جائزہ لینے کا تعلق ہے۔ تو یہ کتابیں چاہے کسی سلسلے

تعلق رکھتی ہوں ۔ ان کی بدولت اردو نثر کو بے حد ترقی ہوئی ۔ چنانچہ
اردو نثر کے ابتدائی دور میں دینی نقطۂ نظر سے لکھی ہوئی کتابوں
کی بدولت اردو کو جو کچھ ترقی ہوئی ۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا
ان دینی کتابوں میں اگر ایک طرف قرآنِ مجید اور احادیث شریف
کے اردو تراجم اور تفاسیر ہیں تو دوسری طرف فقہ اور تصوّف
سے متعلق کتابوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے ۔
جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب کی نگرانی میں قرآنِ پاک کے
اردو تراجم اور تفاسیر اور احادیثِ نبویؐ کے اردو تراجم کے موضوعات
پر سندھ یونیورسٹی سے محققین کو پہلے ہی ڈگریاں مل چکی ہیں ۔
زیرِ نظر مقالہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۔ اس طرح
دین نے اردو زبان و ادب کی جو خدمات انجام دی ہیں مذکورہ بالا
موضوعات پر تیار کیے ہوئے تحقیقی مقالات کے بعد اُن کی ایک

بہتر اور مکمل ترین تصویر سامنے آئی ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ سعادت سندھ یونیورسٹی کے حصے میں آئی ہے ۔ یہ دین کی خدمت بھی ہے اور زبان و ادب کی بھی ۔

میں اپنے دیگر اساتذہ کرام کی بھی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے قدم قدم پر میری رہنمائی کی ۔ ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کی میں بے حد شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اپنی ذاتی کتابوں سے میری رہنمائی کی اور ہر ممکن مدد فرمائی ۔ ڈاکٹر نعیم ندوی صاحب کی بھی میں بے حد ممنون ہوں انہوں نے میرا بہت حوصلہ بڑھایا اور میری رہنمائی اور دستگیری فرمائی ۔ ڈاکٹر ہاشمی صاحب کی بھی میں بے حد شکر گذار ہوں جنہوں نے میری ہر ممکن مدد کی اور بھرپور تعاون کیا ۔

بابُ اوّل

باب اوّل

تصوّف کیا ہے؟

تصوّف کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے - اور اس کی ابتدا مختلف حضرات کے نزدیک کہیں زرتشت سے ہے، کہیں افلاطون سے اور کہیں ہندوؤں کے قدیم ویدوں سے ہے - لیکن ہمارا تعلق صرف اُس تصوّف سے ہے جو خالص اسلامی ہے - قرآن پاک میں متعدد آیات ہیں - جن میں تزکیۂ نفس اور باطن کی تاکید ملتی ہے - خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات اس طرح بیان ہوئی ہیں:-

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ

رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(بے شک اللہ پاک نے بڑا احسان کیا مومنوں پر کہ اُن میں سے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو اُن کو اللہ کی آیات پڑھ کر سُناتے ہیں۔ اور اُن کا تزکیہ کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔)

اسلام کے اندر اخلاص و احسان، صبر و توکل کی تعلیم موجود ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی پوری زندگی اسی تعلیم کی عملی تفسیر ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشہور حدیث مروی ہے جو حدیث جبریل کہلاتی ہے۔ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام ایک انسان کے بھیس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منجملہ دوسرے سوالات کے یہ بھی دریافت کیا کہ احسان سے کیا مُراد ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ "احسان کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم

اُس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہی ہے۔ یہی احسان یا اخلاص ہے جو آگے چل کر تصوّف کے نام سے مشہور ہوا اور ہمارے سلف صالحین کی زندگیاں اسی قسم کے اخلاص یا احسان سے عبارت ہیں۔

یوں تو تصوّف کا سلسلہ خاص حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ کرام تک منتہی ہوتا ہے۔ لیکن پہلے شخص جو صوفی کے لقب سے ملقّب ہوئے وہ ابو ہاشم کوفی ہیں۔ جو سفیان ثوری کے معاصر تھے۔ بعض کے نزدیک اس لقب سے مشہور ہونے والے جابر بن حیّان تھے۔ یہ دونوں بزرگ دوسری صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ اُن سے قبل جو حضرات زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے ان کا صحابی یا تابعی ہونا ہی بہت بڑا لقب تھا۔ ابو ہاشم کے زمانے کے لگ بھگ ابراہیم ادہم، داؤد طائی۔ فُضَیل بن عیاض اور رابعہ العدویہ مشہور صوفیہ تھے تصوّف پر سب سے پہلے لکھنے والے حضرات میں یحیٰی بن معاذ رازی، جنید بغدادی شیخ ابو النصر سرّاج طوسی، ابو القاسم قُشَیری خراسانی اور داتا گنج بخش (شیخ علی ہجویری) لاہوری شمار ہوتے ہیں۔

وحدۃ الوجود کا مسئلہ سب سے پہلے حضرت بایزید بُسطامی اور شیخ جنید بغدادی

ہی نے چھیڑا۔ جس کے بعد شیخ محی الدین ابن العربی نے اس مسئلے کو ایک فلسفہ کی حیثیت سے استدلالی طور پر پیش کیا۔ اُن کی کتاب فصوص الحکم اس مسئلہ کی سب سے بڑی مُبلّغ ہے۔ لیکن امام غزالی رح کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اپنی مجتہدانہ تصانیف سے اسلامی عقائد کو اُن کی اصلی صورت میں پیش کیا اور تصوّف کو فلسفے کی غلامی سے بچالیا۔ تاہم فارسی شعراء میں سنائی۔ عطّار، رومی، عراقی، اوحدی، شبستری، خسرو، حافظ، جامی وغیرہ نے اسی وحدۃ الوجود کے راگ الاپے۔ اکثر شعراء اسی راگ کی وجہ سے صوفی شمار ہونے لگے۔ حالانکہ وہ خود اس "بے خرد افگن" سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔

وحدۃ الوجود کی تشریح اجمالاً یوں کی جا سکتی ہے کہ مخلوق، مظہر ہے جس میں صفاتِ الٰہی جلوہ گر ہوئی ہیں۔ اور چونکہ صفات، ذات سے جدا نہیں، اس لیے مخلوق بھی خدا سے جدا نہیں۔ لیکن اگر اسی عقیدے کا تجزیہ کیا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ مخلوق کا شمار حادث کے ذیل میں ہوتا ہے۔ تو جب ظاہر اور مظہر ایک ہیں تو معاذ اللہ، خدا بھی محلِ حوادث ٹھہرتا ہے۔

مولانا جامی جو وحدۃ الوجود کے بڑی مبلّغ ہیں لوائح میں لکھتے ہیں:

"توحید ما لگیانہ گردانیدنِ دل است یعنی تخلیص و تجریدِ او از
تعلق بما سوائے حق سبحانہ، ہم از روئے طلب و ارادت، و ہم از
حیثیتِ علم و معرفت، یعنی طلب و ارادتِ او از ہمہ مطلوبات و
مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظرِ بصیرتِ
او مرتفع شود۔ از ہمہ روئے توجہ بگرداند و بغیر از حق سبحانہ
آگاہی و شعورش نہ ماند۔"

(توحید کے معنیٰ دل کو ہر تعلق سے آزاد کرنا یعنی اللہ کے علاوہ
ہر چیز سے اُس کو خلاصی اور علیحدگی ہو جائے۔ طلب اور ارادہ میں
یا علم و معرفت میں، یعنی اِن کی طلب اور اس کا ارادہ تمام مطلوبوں
اور مُرادوں سے قطع تعلق ہو جائے اور اُس کی بصیرت کی
نظر سے تمام معلوم و معقول اُٹھ جائیں۔ وہ سب سے اپنی توجہ
ہٹالے اور سوائے اللہ کے اسے کوئی ہوش و آگاہی باقی نہ رہے)

جب مومن کو اللہ پاک پر کامل یقین ہو جاتا ہے تو وہ سب سے رشتہ
توڑ کر صرف اللہ سے جوڑ لیتا ہے۔ اُسی کی عبادت کرتا ہے۔ اُسی سے مدد
مانگتا ہے۔ اُسی سے ڈرتا ہے اور اُسی سے امید باندھتا ہے۔ توحید کے اس

تمام پر فائز ہونے کے بعد انسان کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ اور وہ عام انسانوں سے بالکل جُدا اور ممتاز ہو جاتا ہے۔ خدا کے سامنے جُھکنے کے بعد اُس کا سر اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ پھر وہ کسی کے آگے نہیں جُھکتا ——

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مفہوم بھی یہی ہے کہ سوائے اللہ کے ہر طاقت کا انکار کیا جائے۔ اور تمام عالم سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ کے آگے سرِ نیاز خم کیا جائے۔

توحید کے صحیح اور کامل ادراک کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرد یا قوم کی قلب ماہیت ہو جائے اور یہ کیفیت اُس کے تمام وجود پر چھا جانے کے بعد اُس کو حقیقی معنی میں انسانیت کا پیکر بلکہ ملکوتیت کا مظہر بنا دے۔ جس شخص میں توحید کا استحضار جس قدر زیادہ ہوگا اُسی قدر وہ انسانیت میں کامل ہوگا۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے متعلق ہم پڑھتے ہیں کہ رہنے سہنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے میں وہ انتہائی انکسار اور سادگی اختیار فرماتے تھے، یہاں تک کہ ایک اجنبی شخص آپ کو صحابۂ کرام کی معیت میں پہچان نہیں سکتا تھا — یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت اپنی عبدیت اور حق تعالیٰ کی عظمت کا استحضار

اس قدر تھا کہ ظاہری نام و نمود کی گنجائش ہی نہ تھی۔

ایک صحیح صوفی جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی کو اپنی زندگی سمجھتا ہے۔ خوش خلقی، صداقت، ایثار، قناعت، تواضع، عفو و احسان وغیرہ خصائل و فضائل پر کمربستہ رہتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں عین اسلام ہیں۔

اب رہا ایک صوفی کی ذیلی حیثیت تو وہ کوئی عجیب نہیں۔ میری مراد اس ذیلی حیثیت سے یہ ہے کہ وہ اپنی چند اصطلاحات وضع کر کے مذکورہ بالا فضائل کی تکمیل و تخلیص کے لیے اُن پر زور دیتا ہے۔ مثلاً حال و مقام - جمع و تفرقہ، جمع الجمع، تلوین و تمکین وغیرہ — تو ایسی اصطلاحات کے لیے صوفی سے یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ تم نے قرآن یا حدیث میں سے کیوں کر ان کو اخذ کیا ہے۔ اسی طرح اُن کے اشغال و اذکار پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اُن کا مقصد بھی یہی ہے کہ ان کے ذریعے زیادہ سے زیادہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کا شوق اور عمل پیدا ہو۔ لیکن اگر یہ مقصد حاصل نہیں تو ظاہر ہے کہ وہ اشغال بھی قابلِ اصلاح ہیں۔

مولانا جامی نے توحید کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اور جس کا ذکر آ چکا ہے وہ اپنی جگہ نہایت جامع ہے۔ لیکن اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۳۴ھ) کا قول بھی نقل کر دیا جائے۔

آپ اپنے مکتوبات (دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۱۱۱) میں فرماتے ہیں :۔

"توحید عبادت از تخلیصِ قلب است از توجہ ما دون او سبحانہ۔

تا زمانے کہ دل را گرفتاری بما سوی متحقق، اگرچہ اقل قلیل

باشد از اربابِ توحید نیست۔ تحصیل این دولت واحد گفتن

و واحد دانستن، نزد اربابِ اصول از فضول است۔"

ترجمہ: (توحید سے مراد یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف

توجہ کرنے سے بالکل خالی ہو جائے۔ جب تک دل، ماسوائے حق میں

گرفتار ہے۔ اگرچہ بہت ہی تھوڑا سا ہو، وہ شخص توحید والوں میں سے

نہیں ہے۔ (توحید کی) اس دولت کے حاصل کیے بغیر ایک کہنا اور ایک

جاننا اربابِ اصول کے نزدیک فضول ہے"۔

وجودی " نظریے والے جو حضرات مخلوق کے لیے خالق کی

صفات کو ثابت کرتے ہیں حضرت مجدد رح اُن سے سخت بیزار ہیں۔

وہ اپنے مکتوبات (دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۱۰۹) میں فرماتے ہیں :۔

"میرے مخدوم آپ کو معلوم ہے کہ وجود ہر خیر و کمال کا مبداء ہے اور عدم ہر نقص و شرارت کا منشاء ہے۔ وجود، واجب جل شانہٗ کے لیے ثابت ہے اور عدم ممکن کے لیے نصیب ہے۔ تاکہ تمام خیر و کمال حق تعالیٰ کی طرف عائد ہو اور تمام شر و نقص، ممکن کی طرف راجع ہو۔ ممکن کے لیے وجود ثابت کرنا اور تمام خیر و کمال کو اُس کی طرف راجع کرنا۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے مُلک اور مِلک میں اُس کو شریک بنانا ہے۔ اسی طرح ممکن کو واجب تعالیٰ کا عین کہنا اور ممکن کے صفات و افعال کو، حق تعالیٰ کے صفات و افعال کا عین بنانا بڑی بے ادبی اور حق تعالیٰ کے اسماء و صفات میں الحاد و شرک ہے۔"

ہم ایک طالب علم کی حیثیت سے اُن لوگوں سے جو مخلوق کو خالق کی صفات ثابت کرتے ہیں۔ صرف ایک سوال پوچھ کر بحث کو ختم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی مخلوق کے متعلق اس طرح فرمایا ہے اور کیا وہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے؟۔

بے محل نہ ہوگا اگر ہم حضرت مجددؒ کے ایک مکتوب دفتر اول۔

مکتوب نمبر (۳۱) کے کچھ اقتباسات درج کریں جن سے خود اُن کے نظریۂ وحدۃ الشہود پر روشنی پڑتی ہے اور اُن کا استدلال بھی معلوم ہو سکتا ہے ۔ فرماتے ہیں :-

" میرے مخدوم ، یہ فقیر بچپن سے توحیدِ وجودی والے حضرات کے مشرب پر تھا اور فقیر کے والد بزرگوار قدس سرہ العزیز بھی بظاہر اسی مشرب پر تھے ۔ اور باطن میں پوری پوری نگرانی ہونے کے باوجود جو مرتبۂ بے کیفی کی جانب رکھتے تھے ۔ ہمیشہ اسی طریق پر مشغولیت رکھتے رہے اور اس مضمون کے مصداق کہ فقیہ کا بیٹا آدھا فقیہ ہوتا ہے تا فقیر کو اس مشرب سے بلحاظِ علم بہت زیادہ حصہ اور بڑی لذت حاصل تھی ۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے ارشاد و ہدایت کی ۔ پناہ والے ، حقائق و معارف کے جاننے والے اور پسندیدہ دین کی تائید کرنے والے ہمارے شیخ و مولا و قبلہ حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ کی خدمت میں رسائی نصیب کی اور انہوں نے فقیر کو طریقۂ نقشبندیہ تعلیم فرمایا ۔ اور اس مسکین کے حالِ زار پر بڑی توجہ فرمائی ۔ اس طریقۂ عالیہ کی مشق کے بعد تھوڑی مدت میں توحیدِ وجودی منکشف ہو گئی ۔ اور اس کشف میں بڑھ کر زیادتی

پیدا ہوئی ۔ اور اس مقام کے علوم و معارف بکثرت ظاہر ہوئے اور اس مرتبے کے دقائق میں سے شاید ہی کوئی دقیقہ رہ گیا ہو جس کو فقیر پر منکشف نہ کیا ہو ۔۔۔۔۔۔ اور یہ حال بہت مدت تک رہا اور مہینوں سے سالوں تک نوبت پہنچ گئی ۔ ناگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت بے غایت غیب کے جھروکوں سے میدانِ ظہور میں جلوہ گر ہوئی اور اس پردے کو جو بےچونی و بیگونی کے چہرے کو ڈھانپے ہوا تھا اتار پھینکا اور سابقہ علوم جو اتحاد اور وحدت وجود کی خبر دیتے تھے، زائل ہونے لگے اور احاطہ و سریان و قرب و معیت ذاتیہ جو اس مقام میں ظاہر ہوئے تھے پوشیدہ ہو گئے اور یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ صانعِ عالم کو عالم کے ساتھ ان مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں ہے ۔ حق تعالیٰ کا احاطہ اور قرب علمی ہے ۔ جیسا کہ اہلِ حق (شکر اللہ سعیہم) کے نزدیک ثابت و مقرر ہے ۔ حق تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے بلند شان والا اور پاک ہے اور عالم، عالم ہے ۔۔۔۔۔"

اس اقتباس کے اندراج سے مقصد یہی ہے کہ حضرت مجددؒ

کے نظریۂ وحدۃ الشہود کا ارتقاء بھی معلوم ہو جائے اور یہ بات بھی واضح

ہو جائے کہ انہوں نے کس طرح وحدۃ الوجود کے نظریے سے ترقی کی ہے۔

کیونکہ انھوں نے اپنے مکتوبات کے دفتر سوم مکتوب نمبر ۸۹ میں

صاف لکھا ہے کہ مسئلہ توحید کی اکثر تحقیقات میں شیخ محی الدین ابن العربیؒ

حق پر ہیں۔ پھر دفتر اوّل۔ مکتوب نمبر ۳۱ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ۔

" خطاے کشفی، خطاے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے کہ ملامت و عتاب

اس سے دور کیا گیا ہے۔ بلکہ ثواب کے درجات میں سے

ایک درجہ ثواب اس کے حق میں ثابت ہے۔"

ایک اور جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے (دفتر دوم مکتوب ۴) کہ

صوفیۂ وجودیہ اور علماء کا نزاع محض لفظی ہے۔ اور "منصور نے

انا الحق کہا تو اس سے مراد اس کی یہ نہیں ہے کہ میں حق پر ہوں اور

حق کے ساتھ متحد ہوں، کیونکہ یہ کفر ہے اور اس کے قتل کا موجب ہے۔

بلکہ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ میں نہیں ہوں اور حق تعالیٰ موجود ہے۔"

بہر حال مختلف نظریات کی بناء پر تصوف کو نظر انداز نہیں

کیا جا سکتا۔ یہ وہ جوہر ہے جس سے روح کو بالیدگی اور قلب کو جلا پیدا

ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے عالم سے زیادہ ایک صحیح صوفی کے

قول و فعل کا اثر ہوتا ہے اور ادب جو زندگی سے عبادت ہے اس سے بہت

جلد متاثر ہوتا ہے۔

باب دوم

باب دوم

متقدمین صوفیہ کی اردو نثر

برصغیر پاک و ہند میں اردو کی ابتداء خواہ کسی علاقے سے ہوئی ہو
لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہر علاقے میں اردو کے قدیم ترین نمونے دستیاب
ہوئے ہیں ۔ اس لیے مجھ جیسے طالب علم کو یہی کہنا پڑتا ہے کہ اردو نے ہر
علاقے میں نشو ونما پائی ۔ یہ اور بات ہے کہ کہیں زیادہ ترقی ہوئی اور کہیں کم۔
اور یہ سب کچھ سیاسی حالات کی بناء پر ہوا اور مختلف علاقوں کے مختلف
گورنروں اور افسروں کا باہمی تبادلہ بھی اردو کے پھیلانے اور فروغ دینے میں
ممد و معاون ثابت ہوا ہوگا ۔ کیونکہ ایسے تبادلے صرف افراد کے نہیں تھے
بلکہ اُن کے ساتھ بڑی تعداد اُن کے عملے اور سپاہ کی ہوا کرتی تھی جو ایک
علاقے کے الفاظ دوسرے علاقے تک پہنچا دیتے تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ

قدیم اردو کے ابیات سے الفاظ (مقامی لہجے کی وجہ سے بدلنے کے باوجود) ابت کچھ ملتے جلتے ہیں۔

اس وقت تک اردو کے جتنے قدیم فقرے دستیاب ہوئے ہیں وہ عموماً صوفیہ کے ملفوظات ہیں۔ پہلا فقرہ وہ مکالمہ ہے جو حضرت بابا فرید شکر گنج رح (المتوفی ۶۷۰ھ) اور ان کے مرید شیخ جمال الدین ہانسوی کی بیوہ کے درمیان ہوا۔ حضرت رح نے شیخ جمال الدین رح کے خورد سال بچے برہان الدین کو اُن کے والد کی وفات کے بعد اپنے حلقۂ مریدین میں لے لیا تو اس بچے کی والدہ نے کہا۔ "خوجا برہان الدین بالا ہے"۔ حضرت رح نے فرمایا کہ "پونوں کا چاند بالا ہوتا ہے"۔[1]

---

[1] نقوش سلیمانی۔ صفحہ ۱۴۔ (مطبوعہ کراچی ۱۹۵۱ء) جناب درد کاکوروی نے اپنی کتاب "اردو اور شمالی ہند" (صفحہ ۲۵۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء) میں سید سالار مسعود غازی رح (المتوفی ۴۲۴ھ) کے عملیات میں سے چند فقرے نقل کیے ہیں مثلاً:

(۱) لوہے کا سیکر۔ بجر کا کیواڑ۔ گرد گورد محمدؐ اسوا دسر راکھی۔

(۲) الحمد للہ یگانہ۔ قل ھو اللہ مردانہ۔ خلائے کا کلم دل کے سا لکھ لگانا بجی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(۳) کالا ٹیلا کالا پیلا کالی بن جائے۔ اٹھو محمدؐ ہاتھ دھوئے۔ آدھی سی سیجائے

حضرت بابا فریدؒ کے خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاؒ (المتوفی ۷۲۵ھ) کے ملفوظات فوائد الفواد میں ملتے ہیں۔ جن میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ منقول ہیں :- پیاز - لنگوٹہ - کھٹ - کنڑوی - چھجہ - نگھن - دھاڑی - لٹ - وغیرہ[1]

حضرت نظام الدین اولیاؒ کے چہیتے مُرید حضرت امیر خسروؒ (المتوفی ۷۲۵ھ) کی مختلف تصانیف میں اردو کے بکثرت الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان کی مثنوی قرآن السعدین میں حسب ذیل الفاظ ملتے ہیں :-

چبوترہ - ساغر - راوت - بایک - پگ - بالا - کیورہ - سیوتی - بیل - مولسری - تنبول - بیرہ - چدنہ - ننگ - بلادر وغیرہ[2]

حضرت نظام الدین اولیاؒ کے دوسرے مشہور مرید حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ (المتوفی ۷۵۲ھ) تھے۔ اور ان کے مرید حضرت گیسو دراز بندہ نوازؒ (م ۸۲۵ھ) تھے۔ جن سے معراج العاشقین منسوب ہے اور جو بارہا شائع ہو چکی ہے۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو :-

---

[1] نقوش سلیمانی - صفحہ ۴۳ -

[2] اورینٹل کالج میگزین - نومبر ۱۹۳۹ء - صفحہ ۹ - ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی کتاب "فارسی پر اردو کا اثر" (صفحہ ۲۶ - ۲۸ - مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء) میں امیر خسروؒ کے بکثرت الفاظ اور کچھ اشعار بھی درج ہیں۔

محمدؐ ہور اللہ کے درمیان پردہ باندے ہے۔ اسے نقابِ کبریا بولتے
ہیں۔ عرفان کرسی پر محمدؐ کوں بُلائے۔ اللہ محمدؐ باتاں کو نے عشق
کوں بُلائے۔ عشق مشتاق ہو کر عاشقاں کے باتاں معشوق کوں،
معشوق کے باتاں عاشق کوں سُنائے۔ اللہ سے آواز آیا۔ اے
محمدؐ یک لک چوبیس ہزار پیغمبراں میرے طلب نیں کیا۔ میں ان
کوں طلب نیں کیا۔ تیرا فراق مجھے بہوت ہوا۔ میں تجھے اس راہ
ہو کرلیا۔ اپے معراج کیاں نشانیاں میں تجے دیتا ہوں۔ اپناں
میریاں باتاں سُن کر تیری اُمّت کوں میرے بندیاں کوں خبر دیتا ہوں۔

قریب قریب اسی زمانے میں حضرت شرف الدین یحییٰ مُنیری رح (المتوفی ۷۸۲ھ)
بہار میں ہوئے ہیں۔ آنکھوں کی ہر بیماری کے علاج کے لیے اُن کا مشہور
دوہا ہے:-

لودھ پھٹکری مُردہ سنگ۔ ہلدی زیرا ایک ایک ٹنگ
افیون چنا بھر، مرچیں چار۔ اُرد بھر تھوتھا اس میں ڈار
پوست کے پانی پوٹلی کرے۔ نینا پیڑا بل میں ہرے

یہ اُن کے استعاد ہیں۔ لیکن اُن سے منسوب ایک فالنامہ بھی ہے جس
میں ۲۷ فقرے اردو کے ملتے ہیں۔ چند یہ ہیں:-

جو ن کی نسا کیا ہوئی سو ہوئی

ناہیں کچھ کرو ۔ لیضب لاگی بات ہے۔

ایہیں ابھی ناہیں۔

ابھی ناہیں ، سوت رہو جائے۔

راج پاٹ اپل کے دیا تم کوں

آگے بڑے دن گئے ۔ اب سکھ پاوہ گے۔

ابھیں ناہیں آگو ہو چکا[1]

حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی رح (المتوفی ۷۹۸ھ) کچھوچھا (ضلع فیض آباد) کے مشہور بزرگ ہیں۔ جناب درد کاکوروی نے رسالہ نگار (لکھنؤ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۵) میں اُن سے منسوب ایک رسالہ کا یہ اقتباس دیا تھا۔

اے طالب آسمان زمین سب خدا میں ہے ۔ ہور سب میں خدا ہے۔
جو تحقیق جان اگو تجھ میں کچھ سمجھ کا ذرہ ہے تو صفات کے باہر بھیتر تمام
ذات ہی ذات ـــــ

حضرت سیّد اشرف کے ملفوظات بھی "لطائف اشرفی" کے نام سے ملتے ہیں جس میں دعائیں اور نثر درج ہیں۔ اس مجموعے میں ایک حکایت ہے کہ

[1] نقوش سلیمانی ۔ صفحہ ۴۷ ۔ ۴۸ ۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان نے علمی نقوش (مطبوعہ کراچی ۔ ۱۹۵۷ء) صفحہ ۶۰ ۔ ۶۵ میں مزید تفصیل دی ہے۔

حضرت ایک مرتبہ ردولی کے پاس سے گزرے ۔ اس کے پاس ایک گاؤں میں ایک مولانا کریم الدین رہتے تھے ۔ حضرت اُن سے ملنے کے لیے چلے تو کسی نے مولانا کو اطلاع دی ۔ مولانا نے انکساری کے طور پر کہا کہ "چھیری کے منہ کھنڈرا سمائے ۔" چھیری، بکری کو کہتے ہیں ۔ اور کھنڈرا چاولوں کے چورا کو کہتے ہیں ۔ مطلب یہ ہوا کہ بکری کو کھنڈرا کھانے کو ملے ۔ یہ اُس کی عزت افزائی ہے۔[1]

مخدوم شیخ احمد ردولوی (المتوفی ۸۳۷ھ) کے ملفوظات میں متعدد فقرے اردو میں ملتے ہیں ۔ مثلاً :۔

ایک زاہد نے اُن سے کہا "بیٹا احمد، آبِ گرم موجود است ۔ بباید کہ از آبِ سرد وضو کنی ۔"

شیخ کا ایک مُرید رات دن یہ چیختا تھا : "اے شیخ احمد ۔ مارلیو مارلیو" ۔

اس مجموعے میں یہ الفاظ مستعمل ہیں :۔

جھلنگ ۔ (چارپائی) ۔ چبوترہ ۔ بگل ۔ کھچڑی ۔ دھکا ۔ کیواڑ ۔ پالکی ۔ دیپک ۔ کمزوری ۔ (کھانا) جاجن وغیرہ[2]

ریاست ٹونک کے کتب خانے میں داستانِ امیر حمزہ کا جو نسخہ

---

[1] نقوشِ سلیمانی صفحہ ۵۰

[2] نقوشِ سلیمانی صفحہ ۵۲

ہے وہ بھی آٹھویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں شستن بمعنی نشستن ملتا ہے۔ حرکت بمعنی شرارت بھی مستعمل۔ گذشت ہر موقع پر گزشت (دال مہملہ کے ساتھ) مرقوم ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کسی ایسے نسخہ سے منقول ہے جو مغلوں سے پہلے لکھا گیا تھا۔ اس کی داستانِ دوم میں جنیبل کا لفظ آتا ہے جو بقول حافظ محمود شیرانی، آٹھویں صدی ہجری میں زیادہ رائج تھا۔ اس کے علاوہ اس میں دوسرے الفاظ و محاورات بھی ملتے ہیں۔ مثلاً۔ داستانِ دوم میں ہے:۔

"بخوشی و خرمی گردانید ند"

"در خانہ امید واری شدہ است"

"در تمام عمر تنگہ بدست ما نبود"

داستانِ پنجم میں ہے:۔

"و عمرو از غصہ جوشید و در دل می بود کہ معلم را چہ حرکت دہد"

"چون در حویلی رسیدند شور و شر در شہر مکہ افتاد"

داستانِ ششم میں یوں ہے:۔

"امیر تمام حرکت او را دریافت۔ گفت اے عمرو دیدی بکدام حرکت تنہا ہاں را بے جاں می کند"

داستان شانزدہم میں ہے:۔

"از ہیبت آن سرش بگشت" (سر کا چکر میں آنا)

"در کنارۂ آن حوض یک چھری یافت"

"زبان می داد"

"ولشکر امیر راہ برچھہ و تیر می زوند" (برچھا)

"وکسوت جوکیاں کرد" (جوگی)

"چون حمزہ التماس کارخیر کند چہ جواب دہم" (کارخیر یعنی نکاح) [1]

سیّد برہان الدین عبد اللہ بن محمود جناب سیّد جلال الدین حسینی کے پوتے تھے ۸۰۲ھ میں گجرات آکر پٹنہ میں سکونت پزیر ہوئے۔ سلطان احمد (المتوفی ۸۴۶ھ) نے جب احمد آباد آباد کیا تو وہ پٹن سے احمد آباد تشریف لائے۔ آپ کے فرزند کا نام سراج الدین سیّد محمد تھا۔ اہلِ گجرات آپ کو قطبِ عالم اور فرزند کو شاہ عالم کہا کرتے تھے۔ قطبِ عالم نے ۸۵۷ھ میں اور شاہ عالم نے ۸۸۰ھ میں وفات پائی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قطبِ عالم نماز تہجد کے لیے اُٹھے اور صحن میں آئے تو ایک لکڑی سے ٹھوکر لگی۔ آپ نے فرمایا۔ "کیا ہے، لوہا ہے یا لکڑ ہے یا پتھر"۔

[1] فارسی پر اردو کا اثر صفحہ ۳۱۔ ۳۲۔

شاہ بادک اللہ چشتی جناب نظام الدین اولیاء کے مرید اور خلیفہ تھے ، احمد آباد
میں رہا کرتے تھے ، ایک روز خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے
سراج الدین سید محمد کو بشارت دی کہ تمھارا خطاب شاہ عالم ہوگا اور
شاہ بادک اللہ تم کو یہ خطاب دیں گے۔ جب سراج الدین حضرت شاہ
بادک اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے ہی اُنھیں شاہ عالم
کہہ کر پکارا۔ اس وقت سے آپ کا یہ خطاب ہو گیا۔ شاہ عالم نے جب
یہ واقعہ اپنے والد قطب عالم کو سُنایا تو اُنھوں نے فرمایا۔ " چشتیوں نے
پکائی اور بخاریوں نے کھائی۔"[1]

پھر حضرت گیسو دراز کے مرید حضرت شمس العشاق میران جی (المتوفی سنہ ۹۰۲)
کی اردو خدمات بڑی اہم ہیں۔ آپ کے بہت سے اردو اشعار مولوی عبدالحق
نے نقل کیے ہیں۔ اور اُن کے اردو رسالہ شرح مرغوب القلوب کا
ذکر بھی کیا ہے۔ جس میں دس ابواب ہیں۔ ان میں توبہ، طریقت
حقیقت، شریعت ۔ وضو، دنیا، ترکِ دنیا، تجرید و تفرید، عشق و
معشوق، فنا و بقا وغیرہ پر بحث ہے۔ اس کا ایک اقتباس یہاں پیش

---

[1] اردوئے قدیم۔ (مطبوعہ لکھنؤ۔ سنہ ۱۹۲۵ء۔ صفحہ ۲۳ - ۲۴

کیا جاتا ہے :-

" ہور اس عالم میں خوبیاں دیوے گا - کیا ہے ابلیس کوں
بجھانے لوگاں کو ہور پرہیزگاراں کوں - پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
کہے خدا کی آشنائی جسے کوئی لوجتا ہے - انو کیا تمن ا۔ ا کو
انو تھے بوجھ - انو کہتے توں سن ہور چپ نکو اچھ -
اس چار باتاں کا بند ہے - یوں شریعت میں پہلے پاؤں
رکھو کر طریقت شریعت منج ہو " (آگے آتا ہے :-)

خدا کہیا تحقیق مال اور پنگڑے تمہارے دشمن ہیں - چھوڑ دیو
دشمناں کوں - اے کیسا غفلت ہے جو تجھے اندھلا کیا موت
کی یاد تھی تجھے لبرا کو ...."[1]

شاہ برہان الدین جانم رح ، حضرت شمس العشاق رح کے فرزند اور خلیفہ تھے
ان کی کئی تصانیف شعر میں ہیں - ایک رسالہ کلمۃ الحقائق اردو نثر میں ہے -
جس میں تصوف کے مسائل ، سوال وجواب کے انداز میں بیان کیے ہیں
اس طرح شروع کرتے ہیں :-

---

[1] " اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام " (کراچی سنہ ۱۹۵۳ء)
صفحہ ۵۵ - ۵۶

الدؤ کرے سو ہوئے کہ تھا دد توانا ہوئے کہ قدیم القدیم کا بھی
کو نہاد ہبھ ہبھ سو تیر اٹھار دسبھ ہوا بھی تو ج بھی باد۔
جد ھاں کچھ نہیں بھی تھا تہیں ۔ دو چار شریک کوئی نہیں
ایسا حال سمجھا خدا تھی ۔ خدا کوں جب ہر کرم خدا کا ہوئے۔
اس کے بعد سوال و جواب شروع ہوتے ہیں ۔ مثلاً: ـــــ

سوال ـــ یہ تن الادھا دستا ۔ ولیکن جیتا ایکار لوٹتے نہیں
بلکہ ستنتر ایکار روپ دستا ہے ، تک تل قرار نہیں ، جیوں
حرکت روپ۔

جواب ۔ اے عارف ظاہر تن کے فعل سوں گزدیا و باطن کو بت
دستے ۔ اس کا ناؤں سوں ممکن الوجود ۔ دوسرا تن سو بھی کر اس
اس کا ایندریں کا بکار و چیشٹا کرنہار اسو وہی تن ، نہیں یو
خاک وسو کھ دکھ بھوگن ہارا ۔ جیتا ایکار روپ وہی
دوسرا تن ، تو توں نظر کر دیکھ ۔ یہ تن ہم سوں گزدیا
تو گن اس کا کیوں رہے [1]

---

[1] اردو کی ابتدائی نشوونما صفحہ ۶۰ - ۶۱

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی (المتوفی ۹۹۸ھ) کے ملفوظات آپ کے

مُریدوں نے بحرالحقائق کے نام سے۔ جمع کیے تھے۔ اس میں آپ کے بہت

سے فقرے قدیم اردو میں ملتے ہیں۔ مثلاً"ـ

(۱) کسے گفت کہ میاں شیخ فضل اللہ تُرک درس کردند۔ فرمودند
"جب توتی پکڑیں گے، تب آپیں درس کہیں گے۔"

(۲) عزیزے التماس کرد کہ اگر اجازت شود ارلبین نشینم۔ فرمودند
"اِس میں ہود کیا خوب ہے۔ اِس دنیا میں کہ دل خدا سوں مشغول ہووے۔

(۳) شخصے عرض کرد کہ عارف کرا گویند۔ فرمودند۔
"عارف اُسے کہویں جو خدا سوں بھریا ہووے[۱]۔"

آٹھویں صدی سے دسویں صدی ہجری تک شمالی ہندوستان میں

فارسی زبان کی چار مشہور لُغتیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سب سے قدیم محمد بن قوام

بلارستم بلخی کی بحرالفضائل[۲] جو ۷۹۵ھ سے پہلے تصنیف ہوئی۔ اس کی دو جلدیں

ہیں۔ پہلی جلد میں فارسی کے عام الفاظ ہیں۔ اُن کے ضمن میں اکثر الفاظ کے ہندی

مترادف بیان کیے ہیں۔ دوسری جلد کے چودھویں باب میں اُن ہندی

---

[۱] اردوئے قدیم۔ صفحہ ۲۴۔۲۵ - ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان نے علمی نقوش
(صفحہ ۹۷۔۱۰۴) میں ان ملفوظات کا مفصل جائزہ لیا ہے۔

[۲] پنجاب یونیورسٹی نے بحرالفضائل کو شائع کیا ہے۔

(اردو) الفاظ کو جمع کیا ہے جو ہندی نظموں میں آئے ہیں ۔ یہ باب اس لیے اہم ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانے میں فارسی کے علاوہ ہندی (یعنی اردو) زبان عام ہو رہی تھی ۔ اور اس زمانے میں اس میں نظمیں بھی لکھی جا چکی تھیں۔

دوسری لغت قاضی خان بدر محمد دہلوی کی آداتُ الفضلا ہے جو ۸۲۲ھ میں مرتب ہوئی۔ اس کے تیس سال بعد قوام الدین ابراہیم فاروقی نے اپنے مرشد حضرت شرف الدین یحییٰ منیریؒ کے نام پر شرف نامہ کے نام سے ایک بہت ضخیم لغت مرتب کی ۔ پھر شیخ لاد دہلوی (المتوفی ۹۲۵ھ) نے سلطان ابراہیم لودھی کے زمانے میں مؤید الفضلا نام کی لغت تیار کی جو مذکورہ بالا لغتوں سے زیادہ مبسوط ہے ۔ ان لغتوں میں فارسی عربی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہوئے اکثر مقامات پر اردو مترادفات بھی بیان کیے ہیں اور مؤید الفضلا میں تو خصوصیت کے ساتھ ایسے مترادفات ملتے ہیں۔ جن کی تعداد آٹھ سو کے لگ بھگ ہے [1]

متقدمین صوفیہ کی اردو نثر کا یہ سرسری جائزہ ہے ورنہ اس زمانے کے اردو اشعار کے بکثرت نمونے مولوی عبدالحق، شمس اللہ قادری اور حافظ محمود شیرانی وغیرہ کی تصانیف میں موجود ہیں۔ اردو نثر کی مزید تفصیل آئندہ باب میں آتی ہے ۔

---

[1] اردوئے قدیم صفحہ ۳۲ - ۳۳

باب سوم

باب سوم

قرآنی تراجم و تفاسیر میں تصوّف کی جھلکیاں

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے قرآنی تراجم اور تفاسیر ہی میں تصوف کی جھلکیاں دکھلائی جائیں کیونکہ یہی نعمت ہمارے دین کی اساس ہے اور اسی سے تمام علوم کے سوتے پھوٹے ہیں۔

قرآن پاک کے متعدد ترجمے اور تفسیریں ایسے بزرگوں کے قلم سے بھی ہیں جو علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ علومِ باطنی میں بھی ایک امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے جگہ جگہ تصوّف کے نکات بیان کیے ہیں اور تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب سے متعلق مضامین کی طرف اشارہ کیا ہے ہم یہاں صرف سورۃ والضحیٰ کی چند آیتوں کا ترجمہ اور تفسیر لکھتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ ایک ہی مقام پر مختلف بزرگوں نے کس طرح اپنے

خیالات اور جذبات کا اظہار کیا ہے۔

سورۃ والضحیٰ کی ابتدائی آیتوں سے بعض بزرگوں نے یہ مفہوم ظاہر کیا ہے کہ اللہ پاک نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ جمال اور اُن کے گیسوے عنبریں کی قسم کھائی ہے اور بعض نے ضالاً سے مُراد حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سُکر اور جذب کا مطلب سمجھا ہے کہ وہ پہلے اللہ پاک کی محبت میں کھوئے ہوئے تھے اور بعد میں صحو کی طرف اقدام فرمایا۔ کوئی بزرگ لکھتے ہیں کہ پہلے وہ صرف دینِ ابراہیمی کی جذباتوں پر عمل کرتے تھے اور بعد میں وہ مکمل دین کی طرف متوجہ ہوئے، جس میں تزکیہ بھی ہے اور علم و حکمت کی تعلیم بھی۔ جو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات میں سے ہیں۔ یہاں ہم بارہویں صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری تک کی بعض تفسیروں اور ترجموں کا اقتباس دیتے ہیں تاکہ ان کے مؤلفین کے رجحانات کا اندازہ ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو سکے کہ یہ بزرگ جو صوفیہ بھی تھے سورۃ والضحیٰ کی آیات کا کس نظر سے مطالعہ کرتے ہیں۔

تفسیر مُرادیہ از شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی جو حضرت مظہر جانِ جاناں (م ۱۱۹۵ھ) کے خلیفہ تھے۔ یہ تفسیر ۱۱۸۴ھ میں لکھی گئی تھی۔

(مطبوعہ بمبئی ۱۳۶۲ھ)

- - - - - بعضوں نے یہ معنی کہے ہیں کہ ” اور پایا تجھ کو یا محمد ﷺ تیرے پروردگار

نے نا واقف بہت باتوں سے، بہت کاموں سے، پیغمبر کا منصب نہ ملا تھا،
قرآن نازل نہ ہوا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنے فضل و کرم سے پیغمبری کی
خلعت بخشی، قرآن جو سب کتابوں سے افضل ہے، بہتر ہے، تمھارے
اوپر نازل کیا، بھیجا، جو کچھ جاننا چاہیے، بوجھنا چاہیے، کیا جاہیئے،
سب کچھ سکھادیا۔ ۔ ۔ ۔

آخری فقروں سے علم باطنی کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔

تفسیر مظہری: از قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) ترجمہ مولانا
عبدالدائم جلالی (دہلی ۱۹۶۱ء)

۔ ۔ ۔ ۔ بعض نے کہا ہے کہ ووجدک ضالاً کا یہ معنیٰ ہے کہ تم
اپنے نفس سے بھی واقف نہ تھے۔ بعض صوفیہ نے اس طرح تشریح
کی کہ اللہ نے تم کو عاشقِ محب پایا۔ غبارِ عشق، حد سے آگے بڑھ چکا
تھا۔ جذب کی حالت کو بطورِ کنایہ ضلال کہا جاسکتا ہے کیونکہ مجذوب
اکثر غلط راستے پر پڑ جاتا ہے (گویا ضالاً سے مُراد ہے مجذوب)۔ حدیث
میں آیا ہے، کسی چیز کی محبت تم کو اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ پس آیت
میں مسبّب (ضلال) سے سبب (جذب) مُراد ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔

فھدیٰ یعنی تم کو شعائرِ دین بتا دیے یا عقائد سے دادا عبدالمطلب

تک پہنچا دیا۔ یا قافلے تک پہنچا دیا۔ یا اپنے نفس اور حال کو پہچاننے

کا راستہ بتا دیا۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے رب کو

پہچان لیا۔ یا محبوب کے وصل کا راستہ بتا دیا۔ یہاں تک کہ

قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر تم پہنچ گئے"۔

شاہ رفیع الدینؒ (م ۱۲۳۳ھ) نے سورۃ والضحیٰ کا ترجمہ

اس طرح کیا ہے:۔

" قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانک

لیوے ۔ نہیں چھوڑ دیا تجھ کو رب تیرے نے اور

نہ ناخوش رکھا۔ اور البتہ پچھلی حالت بہتر ہے

واسطے تیرے پہلی حالت سے ۔۔۔۔۔۔"

یہاں آخرۃ کا ترجمہ "پچھلی حالت" کیا ہے۔ جس سے سلوک

کا نکتہ بھی نکلتا ہے کہ ابتدائی سلوک سے انتہا بہت زیادہ بہتر ہے

اور بہت بڑے مقاماتِ روحانی کی آئینہ دار ہے۔

شاہ عبد القادر (م ۱۲۳۰ھ) نے سورۃ والضحیٰ[1] کے ترجمے کے حاشیے

میں (موضح القرآن میں سے) لکھا ہے:۔

"حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی۔ دل مکدّر رہا۔ تہجّد

کو نہ اُٹھے۔ کافروں نے کہا، اس کو چھوڑ دیا اس

کے رب نے۔ پھر یہ نازل ہوا۔ پہلے قسم فرمائی دھوپ

روشن کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ

کی[2] دو قدرتیں ہیں اور باطن میں کبھی چاندنا ہے۔ کبھی

اندھیرا۔ دونوں اللہ کے ہیں۔ اللہ سے دور کبھی نہیں۔ (بندہ)"

اس حاشیے سے شاہ صاحب نے اللہ پاک کے باطنی اور

روحانی انعام کی طرف اشارہ کیا ہے۔

شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) نے فارسی

میں تفسیر فتح العزیز لکھی تھی۔ محمد حسن خان مصطفیٰ آبادی نے ۱۲۶۱ھ

میں سورۃ البقرہ اور آخری دو پاروں کا ترجمہ کیا جو اسی سال دہلی

میں چھپ بھی گیا تھا۔ اس میں و وجدک ضالاً فھدیٰ

کی تفسیر یہ ہے :-

" اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا، پھر راہ بتائی تجھے۔ اس

ہدایت اور ضلال کا بیان یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو بالغ ہونے کے بعد کمال عقل اور دانائی کے سبب سے اس قدر

معلوم ہوا کہ بتوں کی پوجا اور کفر و جاہلیت کی رسمیں سب

بے اصل اور لوچ ہیں تو دین حق کی کھوج اور تلاش

کے درپے ہوئے اور پرانے بوڑھوں کی زبان سے

سنا کہ ہمارا اصل دین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال بندھا اور تدبیر سوجھی

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح خدا کی طرف پورا رجوع

ہو جاؤں اور اس کی عبادت اور بندگی کروں ۔ لیکن جب دینِ حضرتِ ابراہیمی نہ کسی کو یاد رہا تھا اور نہ کسی کتاب میں لکھا ہوا تھا اور نہ کسی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتاب پڑھ سکتے تھے ، بالفرض اس دین کے احکام کے کھوج اور تلاش کرنے میں بے قرار ہوکر تسبیح و تہلیل ، اعتکاف جنابت کا غسل ، حج کے مناسک ادا کرنے اور خلوت اور گوشہ نشینی سے ، اور اس نوع کے اور دوسرے اُمورات سے جس قدر علم معلوم ہوا اسی قدر مشغول رہتے تھے اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے اُن کو دین کے اُصول پر مطلع فرمایا اور آگاہ کیا ۔۔۔۔۔"

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد و تقویٰ اور خلوت نشینی کا ذکر ہے جو دینِ ابراہیمی سے ورثے میں ملا تھا۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب رح (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱) نے سورۃ والضحیٰ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے :-

چاشت کی قسم اور رات کی ، جب پردہ ڈالے کہ تمھیں تمھارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک پچھلی تمھارے لیے پہلی سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمھارا رب

تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا اُس نے تمھیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی اور تمھیں اپنی محبّت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔۔۔۔۔"

اس آخری جملے میں مولانا احمد رضا خاں رح نے ایک ایڈیشن میں یوں بھی لکھا ہے کہ "تمھیں اپنی محبّت میں سکر میں پایا تو صحو کی طرف راہ دی۔" دونوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم، اللہ پاک کی محبّت میں خود رفتہ تھے، پھر صحو اور محبتِ حال کی طرف آئے۔

اسی ترجمہ پر مولانا شاہ نعیم الدین مراد آبادی حاشیہ لکھتے ہیں کہ:-

"چاشت اشارہ ہے نورِ جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوے عنبریں سے۔ آخرت دنیا سے بہتر کیونکہ وہاں آپ کے لیے مقامِ محمود و حوضِ مورود و خیرِ موجود اور تمام انبیاء و رُسل کا تقدم اور آپ کی

شفاعت سے مومنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہا عزّتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آسکتیں۔

ڈپٹی نذیر احمد (م ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء) اس سورۃ کے ترجمے میں یوں لکھتے ہیں :-

(اے پیغمبر ہم کو) چاشت (کے قریب) کی قسم اور رات کی (قسم) جب (سب چیزوں کو) ڈھانک لے کہ تمھارا پروردگار نہ تم سے دست بردار ہوا اور نہ (کسی طرح) ناخوش ہوا اور البتہ آخرت تمھارے لیے (اس) دنیا سے کہیں بہتر ہے۔ اور تمھارا پروردگار آگے چل کر تم کو اتنا کچھ دے گا کہ تم (بھی) خوش ہو جاؤ گے۔ کیا تمکو اس کو یتیم نہیں پایا (یعنی پایا) پھر جگہ دی اور تم کو دیکھا کہ (راہِ حق کی تلاش میں بھٹکے) بھٹکے (پھر رہے) ہو تو (تم کو دین اسلام کا) سیدھا رستہ دکھایا۔۔۔۔

ڈپٹی نذیر احمد کو تصوّف سے دلچسپی نہیں تھی، تاہم راہِ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو" خود اس تلاش کی طرف

اشارہ ہے جس کے بعد روحانیت کے درجات حاصل ہوتے ہیں۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن (م سنہ ۱۳۳۹ھ) نے سورۃ والضحیٰ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:-

" قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے۔ نہ رخصت کر دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ بیزار ہوا اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے۔۔۔۔۔"

مولانا شبیر احمد عثمانی (المتوفی سنہ ۱۳۶۹ھ) اس کے حاشیے میں لکھتے ہیں:-

" یعنی آپ کی پچھلی حالت پہلی حالت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ وحی کی یہ چند روزہ رکاوٹ آپ کے نزول و انحطاط کا سبب نہیں بلکہ بیش از بیش عروج و ارتقاء کا ذریعہ ہے اور اگر پچھلی سے بھی پچھلی حالت کا تصوّر کیا جائے۔ یعنی آخرت کی شان و شکوہ کا جب کہ آدمؑ اور آدمؑ کی ساری اولاد آپؐ

کے جھنڈے تلے جمع ہوگی تو وہاں کی بزرگی اور فضیلت تو یہاں کے

اعزاز و اکرام سے بے شمار درجہ بڑھ کر ہے ۔ (اللہ پاک کا) ناراض

اور بے زار ہو کر چھوڑ دینا کیسا، ابھی تو تیرا رب تجھ کو دنیا اور

آخرت میں اس قدر دولتیں اور نعمتیں عطا فرمائے گا کہ تو پوری

طرح مطمئن اور راضی ہو جائے ۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ محمد راضی نہیں ہوگا جب تک اُس کی امت کا ایک آدمی

بھی دوزخ میں رہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ــــــ"

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس سورہ کے نزول سے تعلق

یہ بھی لکھا ہے کہ "چند روز نورِ وحی کے رُکے رہنے سے یہ کیونکر

سمجھ لیا جائے کہ آج کل خدا اپنے منتخب کیے ہوئے پیغمبرؐ سے خفا

اور ناراض ہو گیا ہے ۔ اور ہمیشہ کے لیے وحی کا دروازہ بند

کر دیا ہے ۔ ایسا کہنا تو خدا کے علم محیط اور حکمتِ بالغہ پر اعتراض

کرنا ہے ۔ گویا اُسے خبر نہ تھی کہ جس کو میں نبی بنا رہا ہوں وہ

آئندہ چل کر اس کا اہل ثابت نہ ہوگا - العیاذ باللہ -"

(خود نبی اور رسول کے علم کا تعلق باطن سے زیادہ ہوا کرتا ہے - کیونکہ وہ تزکیہ بھی کرتا ہے) -

مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۳ھ) کی تفسیر بیان القرآن شروع سے آخر تک مسائل السلوک سے بھری ہوئی ہے اور تصوف کے عجیب عجیب نکتے موجود ہیں - لکھتے ہیں :-

"قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب کہ وہ قرار پکڑے (قرار پکڑنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں - ایک حقیقی یعنی اس کی ظلمت کا کامل ہو جانا کہ اس کے قبل اس کا تزاید قبل حرکت کے تھا - دوسرے مجازی یعنی جانداروں کا ~~الخ~~ ~~جانداروں~~ کا اس میں سو جانا اور چلنے پھرنے اور بولنے چالنے کی آوازوں کا ساکن ہو جانا - آگے جواب قسم ہے) کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ (آپ سے)

دشمنی کی ۔ (کیونکہ اوّل تو آپ سے کوئی بات ایسی نہیں ہوئی۔ ثانیاً

حضرات انبیاء علیہم السلام کے واسطے یہ امر عادۃ اللہ میں محال ہے۔

پس آپ ، کفار کے خرافات ولغویات سے محزون نہ ہوجیے۔ آپ

برابر نعمتِ وحی سے مشرف رہیں گے اور یہ مشرف وکرامت تو آپ کے

لیے دنیا میں ہے) اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے (پس

وہاں آپ کو اس سے زیادہ نعمتیں ملیں گی) اور عنقریب اللہ تعالیٰ

آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا۔ سو آپ (ان کے

عطا ہونے سے) خوش ہوجائیں گے ۔۔۔۔ ''

اس کے بعد مولانا تھانوی نے "مسائل السلوک" کے تحت لکھا ہے:

وللآخرۃ خیر لک دونوں الف لام میں یہ بھی احتمال ہے کہ استغراق

کے لیے ہوں یعنی آپ کی ہر حالتِ لاحقہ ہر حالتِ سابقہ سے افضل

واکمل ہے ۔ پس وحی جو بند ہوگئی تھی جس کو اصطلاح میں قبض

کہتے ہیں پہلے بسط سے اکمل تھی اور پھر جب وحی جاری ہوگئی تھی، یہ

اس قبض سے افضل تھا۔ عارف کو بھی اسی کا معتقد رہنا چاہیے تو قبض سے محروم نہ ہوگا۔

اسی سورۃ کی آخری آیت کے ذیل میں مولانا تھانوی لکھتے ہیں کہ "اولیاء اللہ سے جو اپنے کمالات کا اظہار منقول ہے وہ شکراً ہوتا ہے نہ ریاءً او افتخاراً۔ یہ آیت اس میں صریح ہے"۔ گویا مولانا نے آخر تک اس سورۃ کی معنوی اور روحانی افادیت کا جائزہ لیا ہے۔

خواجہ عبدالحی فاروقی نے تفسیر پارۂ عم موسومہ "ذکری" سنہ ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء میں مرتب کی تھی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن جو ۱۹۵۲ء میں راولپنڈی میں چھپا تھا ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں سورۃ والضحیٰ کی تفسیر یہ ہے:

آفتاب کی روشنی کی قسم اور رات کی تاریکی کی جب چھا جائے کہ اے محمدؐ تمھارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ تم سے ناراض ہوا۔

جب سورج اونچا ہو کر چمکنے لگے تو دن کے ابتدائی حصے کو ضحیٰ کہتے ہیں۔ سجی کے معنی ڈھانپ لینے اور چھا جانے کے ہیں۔

ودع اصل میں دلع سے لیا گیا ہے جس کے معنی رخصت کرنے میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔ یہاں چھوڑنا اور دست بردار ہونا مراد ہے۔ قلیٰ ماخوذ ہے قلیٰ سے یعنی بغض رکھنا اور ناراض ہونا۔ تمام مفسّرین کے نزدیک یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ یہ سورت بالکل ابتدائی زمانۂ نبوّت میں نازل ہوئی تھی۔۔۔۔ قدرت نے دن اور رات کا سلسلہ قائم کیا ہے۔۔۔۔ کہ انسان محنت کرے اور قوتِ بازو سے روزی کما کر نہ صرف خود کھائے بلکہ دوسروں کو بھی کھلائے اس کے بعد رات آتی ہے۔۔ دن بھر کام کرنے کی وجہ سے اس کی جس قدر قوّتیں مضمحل ہو چکی ہیں وہ شب میں آرام کرنے کی وجہ سے عود کر آئیں اور دوسرے روز کے فرائض ادا کرنے کے قابل ہو۔

اس ہم تم وحیِ الٰہی کے نزول کو قیاس کرو۔ جب الہام نازل ہوتا ہے تو اس میں عقائد ویقینیات ہوتے ہیں۔ احکام واوامر کی تعلیم ہوتی ہے۔ منہیات وجرائم سے روکا جاتا ہے اور تمام الہامات کی

غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگ ان پر عمل کریں اور مہذّب و شائستہ بن کر ترقّی کر سکیں کہ دروحی ارتقاء ہی ہمیشہ مفید اور پائدار ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کی تفسیر فیوض القرآن جو ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی اس میں سورۃ والضحیٰ کا ترجمہ اور تفسیر اس طرح ہے:۔

"قسم ہے دن چڑھے کی (یعنی عروج سرکارِ دوعالمؐ کی) اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے (یعنی اس حجابِ ذات کی جو نورِ ظہور میں چھپا ہوا تھا) نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ آپ سے ناراض ہوا اور حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی پچھلی حالت اگلی حالت سے بہتر ہے (آپ کے لیے عروج ہی عروج ہے، آپ کی اُمت کے لیے بھی دنیا سے آخرت بہتر ہے) اور عنقریب آپ کو آپ کا رب وہ عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور (اے حبیب) کیا اللہ نے آپ کو یتیم نہ پایا (اور اس دُرِّ یتیم کو اپنے تاجِ شہنشاہی میں جگہ نہ دی اور اپنے فضل و کرم کے دامن میں نہ لیا کہ آپ کی اُمّت کا ہر گنہگار آپ

ہی کے دامنِ رحمت میں پناہ پاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (سرگشتۂ

شوق، وادیٔ عشقِ الٰہی میں) سرگرداں پایا تو (اس نے) آپ کو منزلِ مقصود

کو پہنچایا (غارِ حرا سے اُٹھا کر تبلیغ کے فرائض سونپے کہ دنیا اپنے ہادی

کو دیکھے اور ہدایت پائے) -----

سورۃ والضحیٰ کی اِن چند آیتوں کے ترجمے اور تفسیر کے ساتھ

مولانا عبد الرشید نعمانی صاحب کی بحث کا خلاصہ پیش کر دینا مناسب

ہوگا۔ جو اُنہوں نے ضالّ کے تحت علامہ جمال قریشی اور امام راغب

اصفہانی کے بیانات کے سلسلہ میں کی ہے۔ لُغات القرآن (جلد چہارم۔

مطبوعہ دہلی ۱۹۲۸ء صفحہ ۶۱ - ۶۲) میں وہ لکھتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہے ــــ

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ (اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی)۔

یعنی جو نبوّت کہ تمہاری طرف بھیجی گئی اُس کی طرف تم راہ یاب تھے

اور حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بابت ہے۔ اِنَّكَ لَفِی

ضلالِكَ القدیم (تو ابھی اسی قدیم غلطی میں ہے) اور اُن کی اولاد نے

کہا تھا اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (البتہ ہمارا باپ صریح غلطی

پر ہے) یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف آپ کے دل فریفتہ ہونے

اور اُن کی جانب آپ کے شوق کی طرف اشارہ ہے اور اسی طرح

آیۂ کریمہ قد شغفھا حُبًّا ط اِنّا لنراھا فی ضلٰل مبین

(فریفتہ ہوگیا اُس کا دل اس کی محبت میں ۔ ہم تو دیکھتے ہیں اس کو

صریح غلطی پر) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی فرمایا ـــــ

و انا من الضّالین (اور میں تھا چوک کرنے والا)۔ اس پر متنبہ

کرنا ہے کہ یہ فعل اُن سے سہواً ہوا اور آیہ اِنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا

میں (ضلال بمعنی فراموش کرنے کے ہیں۔) یعنی اگر ایک ان دونوں

میں سے بھول جاوے اور یہ وہ نسیان ہے کہ جس پر انسان کی گرفت نہیں ہے۔

بہر حال سورۃ والضحیٰ کی مذکورہ بالا آیت جس میں ضالاً آیا ہے

مغلوب بالمحبت کے معنی ضرور آتے ہیں جو صوفیہ کے نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہیں۔

بابِ چہارم

باب چہارم

اردو نثر میں تصوّف کی کتابوں کے ترجمے

زبانِ اردو کو علمی و ادبی زبان کے درجہ پر پہنچے ہوئے ابھی چند ہی صدیاں گذری ہیں۔ اس کے باوجود اس زبان نے اپنے دامن میں ہر چیز کو سمو لیا ہے۔ کیا اصنافِ نثر۔ کیا اصنافِ نظم۔ اسی طرح اردو نثر کو بھی وجود میں آئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا مگر اردو نثر نے جس تیزی سے اپنے ارتقائی مدارج طے کیے ہیں وہ ایک ترقی یافتہ زبان کے لیے کافی ہیں۔

تراجم کا سلسلہ بہت قدیم ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی انسان ایک دوسرے کی زبان سمجھنے کے لیے ترجمہ کا سہارا لیا کرتا تھا۔ اور

اس کے ساتھ ساتھ ہر دو رہیں کتابوں کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہوتے رہے

ہمارے ادب کا سرمایۂ حیات زیادہ تر عربی اور فارسی میں تھا۔ جب اردو

زبان نے عالمِ طفولیت سے نکل کر سنِ شعور میں قدم رکھا تو اس وقت ترجمہ

کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کیوں کہ زبان ہمیشہ وہی مقبول ہوتی ہے اور اسی

زبان کا ادب عوام میں زیادہ مقبول ہوتا ہے۔ جو عام فہم اور جس کو ہر

خاص و عام سمجھ سکے اور بول سکے۔

تصوف کے بارے میں آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ عربی

اور فارسی کی تصنیفات تو اسی موضوع سے بھری ہوئی ہیں۔ اردو میں

تصوف کی کتابوں کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ یہ ترجمے کئی ایک تو پہلے کے

ہیں۔ کچھ دکنی زبان میں ہیں کچھ اس طرح ہیں جن میں عربی کے ساتھ

کہیں کہیں اردو الفاظ آتے ہیں۔ کچھ اس طرح ہیں جن میں فارسی اور اردو

ملی جلی ہے۔ کچھ منظوم ہیں۔ ہم جن کا ذکر کر رہے ہیں وہ اردو نثر میں ہیں۔

ویسے تو تصوف پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور آج بھی لکھی جا

رہی ہیں۔ لیکن ہم صرف ان کتابوں کا ذکر کریں گے جو اردو نثر میں ہیں۔

اور اردو نثر میں ترجمہ کی گئی ہیں :-

خواجہ بندہ نوازکی اردو میں تصوف کی سب سے پہلی کتاب "معراج العاشقین" ہے - جو قدیم اردو نثر میں ہے - یہ بہت بڑے عالم اور صوفی تھے - یہ اردو نثر میں تصوف کی اولین کتاب سمجھی جاتی ہے - اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں بھی ہیں - جو قدیم دکنی نثر میں ہیں - ذیل میں ہم صرف ان کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جو اردو میں ترجمہ کی گئیں : ان کتابوں کا تذکرہ اور ان کے اقتباس پیش کئے جاتے ہیں - ان میں کچھ قدیم قلمی کتابیں بھی ہیں جن کو بعد میں ترجمہ کیا گیا - کچھ قدیم دکنی نثر میں ہیں اور کچھ خالص اردو نثر میں ہیں - کیونکہ سرسید کے عہد کے بعد زبان کافی حد تک صاف ہوگئی تھی -

تصوف میں اب تک کل ایک ہزار ایک سو چور الوے کتابیں ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں - بحوالہ قاموس الکتب اردو جلد اول انجمن ترقی اردو - ان میں کچھ خالص عربی میں ہیں - کچھ فارسی میں ہیں کچھ قلمی اور کچھ ترجمہ کی گئی ہیں - اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تصوف میں

اس قدر کتابیں تصنیف کی گئیں - جو کتابیں ترجمہ کی گئی ہیں ان میں سے

کچھ کا ذکر ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں -

۱- الصراط السوی - ترجمہ عقائد تورپشتی

اس کتاب کا اردو ترجمہ "عقائد مجدّدیہ" ہے - اس کتاب کے

مصنف علامہ شہاب الدین تورپشتی رح ۶۳۵ھ ہیں - اس کتاب کا ترجمہ

جناب مولانا مولوی اختر محمد خان صاحب شوطی نے بزبان اردو کیا ہے -

یہ کتاب تصوّف کی ہے جو اردو میں ترجمہ کی گئی ہے - اس میں

تین باب ہیں - ہر ایک باب میں دس دس فصلیں ہیں - جن میں نماز -

روزہ - سماع - خدا پر ایمان لانا - آخرت کا بیان نہایت موثر انداز میں

بیان کیا گیا ہے - اس کتاب کے ترجمے کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :

" ایمان کے معنیٰ کے بیان میں "

"لفظ ایمان کے معنیٰ تصدیق کے ہیں اور تصدیق کے معنیٰ یہ ہیں

کہ قائل کی بات پر یقین کیا جائے اور اس کے شخص کو سچا مانا جائے

اور لفظ ایمان امن سے ماخوذ ہے - جو خوف کی ضد ہے - اس کے

معنی ہیں ۔ امین کرنا ۔ یعنی خوف اور مہلکہ سے امن میں رکھنا۔

تفصیلاً یوں کہ جب کہنے والا کسی کو کوئی خبر دیتا ہے ۔ اور سامع

اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہوتا تو لا بہ تردد شروع ہوتا ہے

کہ یہ خبر راست ہے یا دروغ ۔ اس طرح جب کسی کو حکم کیا جاتا ہے

کہ یہ کرو مت اور محکم یا معمول اس کی حقیقت نہیں جانتا تو اس

کو امر و نہی کے حق اور باطل سمجھنے میں تردّد ہوتا ہے ۔ لیکن

جب اس کا دل قائل کی بات کو حقیقتاً مان لیتا اور اسکے حکم پر

اعتبار کر لیتا ہے تو اسکے قول یا حکم کی طرف سے کبھی بطلان

کا خیال بھی اسکے ذہن میں نہیں آتا ۔ وہ اسکی بات اور اسکے

حکم کو سچا ہی سچا یقین کرتا ہے۔"

۲ ۔ اردو ترجمہ کتاب ہدایت الطالبین :

اعنی معمولات مجدّدیہ معمولات قطب الاقطاب ہادی و

شیخ و شہاب محبوب سبحانی حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ۔ ملک فضل دین مجدّدی ۔ نقشبندی ۔

اس کتاب کا ترجمہ یعنے نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔

"ہر ایک چھوٹی بڑی مہم کے لئے استخارہ کرتے ہیں اور کئی ایک
کاموں کے لئے ایک ہی استخارہ کرتے ہیں۔ اور دعائے استخارہ
میں اُن کاموں کا نام لیتے ہیں اور کبھی استخارہ کی نماز علیحدہ
ادا نہیں کرتے بلکہ سنتوں اور نفلوں کے ادا کرتے وقت
استخارہ پڑھ لیتے ہیں۔ اور اسکو کافی خیال کرتے ہیں۔
اگر ایسے وقت میں کوئی کام پیش آجائے کہ نماز ادا
کرنے کی فرصت نہ ہو تو صرف دعائے استخارہ پڑھ
لیتے ہیں اور اگر کام کی ابتداء میں دعائے استخارہ پڑھنی یاد
نہ رہے تو اس کام کے وسط میں یا آخر میں اس کی تلافی
کر لیتے ہیں۔ اور اس کے لئے عذر کرتے ہیں"

۳۔ محل الجواهر: حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
مؤلفہ حضرت خواجہ محمد باقر بن شرف الدین العباس اعلاہوری
اس کتاب کا ترجمہ مولوی عرفان احمد انصاری قادری حلیمہ
رب خلیفہ مجاز قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین فخر خاندانِ عالیہ نقشبندیہ،
قادریہ، سہروردیہ، جناب مولانا مولوی خواجہ احمد حسین صاحب امروہوی
جن کو ملک عضل الدین ملک حسین الدین ملک تاج الدین لگے زنجی تاجران

کتب قومی منزل نقشبندیہ لاہوری بازار کشمیری سے شائع کروایا۔ اس
کتاب کا نمونہ ذیل میں درج ہے:۔

"جاننا چاہیے کہ انسان جس کو عالمِ صغیر کہتے ہیں۔ دس اجزاء
مرکب ہیں۔ جن کے اصول عالم کبیر میں ہیں۔ عالمِ کبیر مجموعۂ موجودات
خلقِ واحد کا نام ہے۔ پانچ اجزاء عالمِ خلق کے ہیں نفس
اور عناصرِ اربعہ اور پانچ جزو عالمِ امر کے ہیں۔ یعنی قلب و روح
و سر خفی و اخفیٰ۔ جس طرح عناصرِ اربعہ کے اصول عالمِ امر
میں جو فوقِ عرش ہے۔ اور لامکانیت سے مشہور ہے۔
متحقق میں عرشِ مجید کے اوپر اور دوسرے لطائف کے اصول
کے نیچے قلب کی اصل ہے۔ اسی لئے قلب عالمِ خلق و امر
برزخ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ عالم خلق کی انتہا عرشِ مجید ہے۔
اسی لئے عرش کو بھی برزخ کہتے ہیں کہ وہ عالمِ امر کی
طرف رخ کرتا ہے۔ اصل قلب کے اوپر اصل روح اور
اس کے اوپر سر اور اس کے اوپر اصل خفی اور اس کے اوپر اصل اخفیٰ ہے"

۴ - مقاماتِ احمدیہ - اردو ترجمہ - یہ ملفوظات معصومیہ جس میں حضرت قطبِ زمانی اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمت اللہ علیہ کے مناقب اور حضرت قیوم ثانی رح کے مناقب ملفوظات ومشاہدات - درجات - بشارات اور بیت اللہ شریف کے مفصل حالات درج ہیں - مصنف کا نام یہ ہے - حضرت خواجہ محمد امین الدین نقشبندی مجددی رح - اس کتاب کے ترجمہ کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

بعض اہلِ زمانہ ایسا گمان کرتے ہیں کہ آجکل پہلے سے اولیاء نہیں ہیں - اسی سبب سے صوفیوں کی صحبت دریافت کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں - اور زندگی کے مرکب کو غفلت کے پیالے میں ڈالتے ہیں - بدگمانی محض نادانی ہے اس واسطے کہ جو کچھ اس گروہ کو حاصل ہوا ہے - متابعتِ نبوی صلعم سے حاصل ہوا ہے متابعت اور ولایت کی راہ ایسی ہے کہ صرف گذشتہ اولیاً ہی کے لئے تھیں - بلکہ وہ ہمیشہ باقی ہے - اور قابلیتِ انسانی بھی موجود ہے - جو سمجھدار ہے وہ پا لیتا ہے کہ ان اسباب کے باوجود اسماء وصفات الٰہی کی خاصیتیں جو انسان میں ہیں ہرگز بے کار نہیں رہ سکتیں - اور اللہ تعالےٰ ہر ہزار یا سو یا

قرن کے بعد کسی مرشد کو مجدد بناتا ہے۔ اور خاص لوگوں کی
تربیت کے لئے مخصوص کرتا ہے۔ اور ولایت کا لباس
پہنا کا ہدایت کا پیش رو بناتا ہے اور جو حالات اور خاصیتیں
گذشتہ اولیاء سے ظہور میں آتی تھیں اس سے بھی حسب استعداد
ظاہر ہوتی ہیں۔ ہر ایک سے فرداً فرداً خصوصیات ظاہر ہوتی ہیں" (صفحہ ۲۱)

۵۔ تذکرہ خواجہ عبید اللہ احرار۔ اردو ترجمہ۔ اس میں مختصر حالات
جناب قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین اولیا زمان پیشوائے علمائے دوران
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی مجددی رح جس کو فضل الدین ککے
زئی نے شائع کروایا۔

اس کتاب کا ترجمہ اور انداز تحریر ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

" اے درویش! یہ ضروری اور لازمی ہے کہ نماز عشا سے فارغ
ہو کر کسی سے بات نہ کرے اور رو بقبلہ بیٹھ کر تلاوت، قرآن
میں مشغول ہو اور جب پڑھتے پڑھتے نیند غلبہ کرے تو آیتہ الکرسی
آمن الرسول ۲ اور تین مرتبہ قل ھو اللہ۔ تین مرتبہ قل
اعوذ برب الفلق اور تین مرتبہ قل اعوذ برب الناس
پڑھے اور ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر پھونک کر اپنے بدن پر ملے۔
اور تین مرتبہ استغفار پڑھے۔ کیوں کہ حدیث میں آیا ہے

کہ جو شخص سونے سے پیشتر تین مرتبہ استغفار پڑھتا ہے۔
اللہ تعالےٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے بعد ازاں رو بقبلہ
ہو کر دائیں ہاتھ کا تکیہ بنائے اور ذکر میں مشغول ہو جائے
حتیٰ کہ سو جائے۔"

۶۔ تعلیم سالک : اردو ترجمہ۔ یہ لطیف کی تصنیف ہے اور قدوۃ السالکین
زبدۃ العابدین منہاج العابدین حضرت خواجہ عبد اللہ المعروف خواجہ خورد رح۔ اس
کو ملک فضل الدین ملک حسن الدین ملک تاج الدین نے شائع کروایا۔ اس
کتاب کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

اس خالق کائنات کا احسان ہے۔ جس نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا
کئے۔ اور ان میں سے آدم کو برگزیدہ بنایا۔ اور اس میں اپنی
روح پھونکی اور اُسے ایمان۔ عقل چشم بینا۔ زبان گویا۔
پکڑنے والا ہاتھ۔ طاقت ور بدن۔ دانا دل اور چلتے ہوئے
پاؤں عطا فرمائے اور اسکے سینے کو اپنے اسرار کا محرم بنایا۔
یہ سب کچھ عطا کیا۔ لیکن پھر احسان نہیں جتایا۔ اگر انسان ہزار
سال بھی اس کا شکر بجا لاتا ہے تو پھر بھی بجا لا نہیں سکتا۔
اس شاہ دین اور قبلہ ارباب یقین سرور کائنات علاوہ
موجودات خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم و علےٰ آلہٖ و

واصحابہ اجمعین پر بے شمار درود اور سلام ہو۔"

۷۔ مکتوبات شریف : اردو ترجمہ مکتوبات حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی علیہ الرحمۃ ترجمہ حضرت مولوی قاضی عالم دین صاحب خلیفہ مجاز حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین محزن خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مقبول رب العالمین حضرت خواجہ حاجی حافظ عبدالغنی۔ جس کو فضل الدین ملک حسین الدین ککے زئی نے لاہور سے شائع کروایا۔ اس کتاب کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :—

"اے دوست! اللہ تعالےٰ تجھے فنا و بقا کی دولت سے مشرف فرمائے تجھے جاننا چاہیئے کہ نماز کی ایک حقیقت ہے اور ایک صورت جب تک موت اختیاری کے ساتھ مشرف نہ ہوں۔ نماز کی حقیقت ظاہر نہیں ہوتی۔ سلوک کی راہ سے اس اشرف اور مرتبہ کا حاصل ہونا دس اصولوں پر مبنی ہے۔ پہلا توبہ۔ دوسرا زاہد۔ تیسرا توکل۔ چوتھا قناعت۔ پانچواں عزلت۔ چھٹا ذکر، ساتواں توجہ۔ آٹھواں صبر۔ نواں مراقبہ۔ دسواں رضا صلوٰۃ حقیقی طالب ہیں۔ اگر جذب الٰہی کے نزول کی استعداد ہو اور سلوک پر جذبہ کے مقدم ہونے کی قابلیت رکھتا ہو تو اس کو لازم ہے کہ اوّل باطن کو توبہ خالص کیساتھ پاک کرے اور دل کو نفسانی و روحانی خواہشوں سے

خالی کرے۔ جو کہ زہد سے مراد ہے۔ پھر بھلے اور بُرے اعتقادات

سے پاک و صاف ہو کر جسم توجہ بن کر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ کی

طرف متوجہ ہووے۔"

۸۔ بحر الاسرار ۔ یعنی ترجمہ اردو مع اصل فارسی کے۔ کشف الاسرار۔ مختصر

سوانح عمری حضرت علی الجویری داتا گنج بخش صاحب لاہوری رح مولفہ جناب منشی

نور احمد صاحب خلف الرشید مولوی محبوب عالم صاحب مرحوم خطیب مسجد جامع

امین آباد ضلع گجرانوالہ جسے اللہ والے کی قومی دکان سے ملک چنن الدین

نے شائع کروایا۔ اصل کتاب فارسی میں ہے۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ پیش

کیا جاتا ہے۔

"اے طالبو! غور کرو اور سمجھو۔ غرور اور تکبر کو چھوڑ دو

راہِ حق کے مرد بنو۔ بیگانے کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ دولت

کو عذاب سمجھو۔ دولت اہلِ فاقہ کو دیدو۔ قربان کردو۔ اگر

نہ دوگے تو قبر میں کیڑے بن کر کھائیگی۔ اگر دے دوگے تو

وہ تمہاری دوست بن جائے گی۔ تمہارے ہاتھ پاؤں بھی

تمہارے دشمن ہیں جب ~~تمہارے دشمن~~ تم مرجاؤ گے

تو تمہارے پاؤں کہیں گے کہ تم بری جگہ کیوں گئے تھے۔

ہاتھ کہیں گے تم نے غیر کی چیز کو کیوں چھوا۔ آنکھیں کہیں گی کہ تم نے

کیوں بُری نگاہ سے دیکھا۔ ایسا خیال کرو کہ کسی چیز کی خواہش نہ

کرو۔ اپنے گناہوں کے لئے دن رات استغفار کرتے رہو۔ استاد

کا حق بجا لاؤ۔ کمزور خلقت پر رحم کرو۔ حرام لقمہ نہ کھاؤ۔ بے عزتی

کی جگہ پر قدم نہ رکھو۔ جو عزت کرے اس کے پاس بیٹھو۔"

۹۔ جواہرِ علویہ۔ یعنی تذکرہ خواجگانِ نقشبندیہ۔ تصنیف حضرت مولانا

مولوی محمد رؤف احمد صاحب نقشبندی مجددی جانشین و خلیفہ اعظم حضرت

شاہ غلام علی صاحبؒ نے اس کتاب کو اللہ والے کی قومی دکان سے شائع کرایا۔

اس کتاب کا نمونہ یعنی ترجمہ ذیل میں درج ہے :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بیان میں

"آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

نوشیرواں کے عہد میں عیسیٰ علیہ السلام کے چھ سو سال بعد فجر

کے وقت سوموار کے روز بارھویں ماہ ربیع الاول سال فیل

کو مکہ معظمہ میں واقع ہوئی۔ بادل نے مبارک سر پر سایہ ڈالا۔

اور آنجنابؐ سربسجود ہوئے اور پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ لا اللہ

لا اللہ - اور بہت سے معجزات ظہور میں آئے، مثلاً
فارس کی آگ کا بجھنا - دریا کا خشک ہونا اور پانی کا جاری ہونا۔"

۱۰- فیض آفتاب : مسمٰی بہ ھدایت الانسان اِلیٰ سبیل الفرقان

تصنیف لطیف عالم اکمل وفاضل بے بدل طبیب امراض روحانی قدوۃ السالکین
زبدۃ العارفین حضرت خواجہ حافظ محمد عبد الکریم صاحب نقشبندی -

اس کتاب کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :—

"واضح ہو کہ سب سے زیادہ آدمی کا دشمن اسکا اپنا ہی نفس ہے
جو ہر ایک انسان میں موجود ہے - یہ بدی کا حکم کرتا ہے اور نیک
کاموں سے بھگاتا ہے - آدمی کو اس کے دوست اور تزکیہ کرنے
اور زبردستی خدائے کریم کی عبادت پر آمادہ کرنے اور شہوت
سے روکنے کا حکم ہوا ہے - پس اگر آدمی نفس کی خبر نہ لے تو
سخت سرکش ہو جاتا ہے - پھر نصیحت نہیں سنتا - انسان کو
لازم ہے کہ اس نفس کو ہر وقت ملامت کرتا رہے - پھر
یہی نفس لوامہ ہو جاتا ہے - یعنی نفس خود اپنے آپ کو
ملامت کرتا ہے - اسی نفس کی قسم اللہ کریم نے اپنے کلام
میں فرمائی ہے ۔"

۱۱۔ قصص الانبیاء : اس کتاب کا سالِ تصنیف قبل از سنہ ۱۲۵۲ھ ہے اور سالِ کتابت سنہ ۱۲۵۲ھ ہے۔ فارسی زبان کے قصص الانبیاء کا یہ ترجمہ عبد الوہاب خان نصرت جنگ کے لڑکے عبد الصمد خان کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ کتاب نستعلیق خط میں رواں لکھی گئی ہے۔ مترجم نے تمہید میں لکھا ہے کہ فارسی قصص الانبیاء میں جن بزرگوں کے حالات نہیں تھے دوسری کتابوں سے لئے گئے۔ قصص الانبیاء کا ایک مخطوطہ اور زیرِ تبصرہ مخطوطے کی عبارت میں کسی قدر اختلاف ہے۔ عبد الوہاب خان غالباً وہی ہیں جن کو تہذیب الاخلاق عربی مصنفہ محمد مہدی واصف میں مولانا عبد الوہاب المخاطب مدار الامرا لکھا گیا ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :—

"اللہ تعالیٰ ایک ہے اور سب سے بڑی ہے اور اوسے کوئی شریک نہیں ہے۔ اور سب کو پیدا کرنے اور پرورش کرنے ہارا اور مانہارا پھر حشر کے روز جلانہارا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ایسے بڑے پیغمبر ہیں کہ سب پیغمبروں میں افضل و بہتر ہیں"

(صفحہ ۷۶ ۔ بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم طباعت انجمن پریس کراچی)

۱۲۔ مرصاد المشتاقین: اس کتاب کا سالِ تصنیف ۱۲۶۷ھ اور سالِ کتابت

۱۲۷۱ھ ہے۔ اس کتاب کے مترجم مولوی تاج الدین ہیں۔ یہ حافظ حاجی

سید عبد القادر بادشاہ قادری الحسینی کے فارسی رسالہ "حقیقۃ الضالین"

کا ترجمہ ہے۔ جس میں مترجم نے اپنی طرف سے کچھ کمی و زیادتی کی ہے۔ سن اگرچہ

مذکور نہیں ہے۔ لیکن چونکہ مولوی تاج الدین اپنی تصانیف و تراجم کے نام اکثر تاریخی

رکھتے ہیں۔ اس سے اس کا نام سنہ ترجمہ ۱۲۶۷ھ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ

کتاب ۱۲۶۸ھ میں طبع ہوئی ہے۔ اور مطبوعہ کتاب انجمن کے کتب خانہ میں موجود

ہے۔ اس کتاب کے ترجمہ کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے: ــــــ

" نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ محمد شفیع الامم و علیٰ

آلہٖ و اصحابہ الذین زبدۃ الحکم۔ اما بعد۔ بعاصی

پرمعاصی شفاعت خواہ شفیع المذنبین محمد تاج الدین

نے ایک فارسی رسالہ "تنبیہ الضالین" کی رو میں تصنیف

کیا ہے۔ سالک حق و یقین ناسک مناسک شرع متین مولوی

حافظ سید عبد القادر بادشاہ قادر الحسینی الحسنی کا دیکھا

تو فائدہ عام اور تفہیم عوام کے لئے اس کو ہندی زبان میں

کچھ تھوڑی کم و زیادتی سے ترجمہ کر کے "مرصاد المشتاقین" نام دیا۔

(صفحہ ۱۸۴ بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم
طباعت انجمن پریس کراچی)

۱۳۔ مسلک السالکین: اس کتاب کا سال تصنیف ۱۲۷۱ھ ہے۔ اس کا سال کتابت ۱۲۷۱ھ ہے۔ یہ نثر عجب شیخ احمد عشرت کرنولی کا ہے۔ یہ کتاب دراصل شاہ نور قطب عالم کی فارسی تصنیف "انیس الغربا" کا اردو ترجمہ ہے۔ "انیس الغربا" تصوف کی کتاب ہے۔ عشرت نے اپنے شاگرد عبدالرحمان کی فرمائش پر ہندی محاورہ کی صورت میں تبدیل کیا ہے۔ کاغذ چکنا ہے۔ ہلکے نیلے رنگ کا ہے خط نثلث ہے۔ انیس الغربا تصوف کی بہترین تصنیف ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ ۱۱۴۰ھ پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ میں ہے۔ عشرت نے ترجمہ میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ فارسی کے جملوں کو اردو میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ اصل کتاب میں جو شعر آئے تھے ان کا ترجمہ بھی اس طرح کر دیا ہے۔ کہ وزن بھی قائم نہ رہ سکا۔

اس کتاب کی ابتداء میں ابیات کی حمد و نعت ہے۔ جس کی پہلی و آخری بیت یہ ہے۔ ؎ کیا کروں حمد و ثنائے کردگار + فضل و رحمت ہے اسی کو سازوار
ہے دلیل استوار اس پر بنی + دی خبر اس طرح احمد نے یقین

اس کتاب کے اختتام پر اس طرح تحریر ہے: ——————

"اے بار تعالیٰ رحم کو میری غریبی پر اور ہمدم رہ میری وحشت کا اور ہو میرے واسطے ہمدم اور ہو قبول کرنے والا میری دعا - ہر دعا کرنے کے وقت -"

(صفحہ ۲۲۱ - مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم - مطبوعہ انجمن پریس کراچی)

۱۴ - کلمتہ الحق - اس کتاب کا سال ترجمہ درج نہیں ہے - البتہ سال کتابت ۱۲۴۴ھ ہے - یہ پیران دستگیر میراں محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک رسالے کا ترجمہ ہے - جو قدیم دکنی زبان میں کیا گیا ہے - مترجم کا نام مرقوم نہیں ہے - زبان بارھویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے - خط ثلث ہے - کلمتہ الحق میں کلمۂ شہادت کا تفصیلی بیان ہے - اس سلسلہ میں خدائے بزرگ و برتر کی صفات بیان کی ہیں - اور فقر کے معنی اور تصوف کے مدارج کا ذکر ہے -

اس کتاب کے ترجمہ کا انداز ذیل میں درج ہے :-

"الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ و السلام علی رسولہ محمدؐ و آلہ واصحابہ اجمعین - سمجھو توں اے سالک اے رسالہ حضرت پیران پیر دستگیر میراں محی الدین قدس اللہ سرہ العزیز روایت کرے - سو بیان لولیا جاتا ہے کہ راز رمز کی باتاں ہور کلمہ کی پچھانت معلوم کرنے کے لوگاں سوں

معلوم کرنا نہیں تو کلمہ کیا ظاہر ہے ۔ سو اس کا ظاہر کون باطن
میں ثابت کرنا بہوت مشکل ہے ۔"

(صفحہ ۲۷۵ ۔ بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو ۔ طباعت انجمن پریس کراچی)

۱۵ ۔ گنج مخفی : اس کتاب کا سال تصنیف ۱۱۱۱ھ ہے ۔ یہ بارھویں صدی
ہجری کے آغاز کی نثر کا اچھا نمونہ ہے ۔ اسے محمد شریف نام کے ایک بزرگ نے
اپنی اسی نام کی فارسی کتاب سے دکنی زبان میں ترجمہ کیا ہے ۔ مصنف کا تعلق
سلسلہ قادریہ سے تھا ۔ اور اسی سلسلہ کے بانی حضرت غوث الاعظم کے ارشادات
گرامی کو گنج مخفی میں جمع کیا گیا ہے ۔ جو انہوں نے اپنے بعض مریدوں
کے سوالات کے جواب میں فرمائے ہیں ۔ دکنی زبان کا ترجمہ محمد شریف کا ہے
جو اس نے اپنے دوست احمد خان خشیگی (خویشگی) کی فرمائش پر کیا ۔ محمد شریف
مصنف نے نثر کے ساتھ ساتھ نظم بھی لکھی ہے ۔

اس کتاب کے ترجمہ کا اندازہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

"سن کر بے حد ہور ثنائے بے عدد تبارک اللہ تعالے کون
کہ ہے وحدانیت کا محبت کی سراحی (صراحی) تے عشق کے
پیالے میں بھر کر آپس کے خاص پاک اخلاص کے دوستان
حق اور طالبانِ مطلق کو بلا کر وصل کے دکان میں مست الست

کیا ہور مراتب عالی ہور نبوت ہور ولایت ہور۔ غوثیت ہور

قطبیت کی دیا ؛"

(صفحہ ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم

طباعت انجمن پریس کراچی)

۱۶۔ معرفت السلوک : اس کتاب کا سال تصنیف ۱۱۴۲ھ ہے۔ یہ فارسی

زبان کی تصنیف ہے۔ جس کے مصنف شیخ الشیوخ بندگی شیخ محمود قدس سرّہٗ ہیں،

شاہ ولی اللہ قادری حیدری نے اس کو ہندی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ مترجم نے

عبارت کو صحیح و مقفیٰ بنانے کی کوشش کی ہے۔ ترجمہ کی غرض اس طرح بیان

کی جاتی ہے۔

ہر فارسی زبان سوا وسے ہندی زبان سوں بیاں کو

ہور آیت ہور حدیث کے معنیٰ یکیک عیاں کو

یہ نہایت عمدہ جلی خطِ نستعلیق میں ہے اور بعض خصوصیات کی وجہ سے بہت

اہم ہے۔ سید محمد ولی اللہ قادری مترجم کی دو مہریں ہیں۔ ایک آغاز

میں دوسری اختتام پر۔ معرفت السلوک کے بعد کے صفحات میں کچھ نقوش اور

نقوش درج ہیں۔ دو صفحوں پر "آیت خرقہ پوشیدن" نقل کی گئی ہے۔

اور آخر کے دو صفحات میں شجرہ خاندانِ چشت ہے ۔ جو شاہ ولی اللہ مترجم کے بعد ان کے مرید شاہ ظاہر الدین محمد چشتی پر ختم ہوتا ہے ۔

اس کتاب کے ترجمہ کا انداز ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔

" صفت ہور ثنا بے غایت ۔ ہور شکر کرنا بے نہایت ثابت ہے ۔ اس واجب الوجود کوئی ۔ جو ممکن الوجود کوئی ممتنع الوجود کے دائرہ میں پیدا کیا ۔ ہور اپنے واجب الوجود کوئی اس دونوں وجود بعد کیا ظاہر ۔ کیا بزرگ ہے ۔ بزرگی اوس کی ہور عام ہے نعمت اوس کی ۔"

(صفحہ ۲۹۵ ۔ ۲۹۶ بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم مطبوعات انجمن پریس کراچی)

۱۷ ۔ تاج الحقائق : اس کا سال تصنیف ۱۲۷۴ھ ہے اور سالِ کتابت ۱۲۷۴ھ ہے ۔ یہ مولانا وجیہہ الدین محمدؒ کی ایک تصنیف ہے ۔ اس کے نام "رواج الحقائق"، "سراج الحقائق" اور "معراج الحقائق" بھی ہیں ۔ یہ تصنیف ٹھیٹ دکنی زبان میں لکھی ۔ اسے سید الجبار علی شاہ

اب سید اکبر علی شاہ قادری نے اسے دکن سے مروجہ اردو میں منتقل کر کے

عام فہم بنایا - غالباً وہی اس کے کاتب بھی تھے - اور اس مخطوطہ کی ابتداء

کے کچھ صفحات ضائع ہو گئے تھے - ان کو کسی دوسرے کاتب نے نقل کیا ہے -

دکنی تاج الحقائق کا مخطوطہ بھی انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ

خاص میں موجود ہے - اس کتاب کے باون ۵۲ صفحے ہیں - اور ہر ایک کا

آغاز " اے طالب" سے کیا گیا ہے - آخر میں نذر و نیاز اور وضو وغیرہ کا بیان ہے -

تاج الحقائق کے افتتام پر الجار علی شاہ نے اپنی خامہ فرسائی کی

تعریف ان الفاظ میں کی ہے :-

" دکنی بات کو نثر کو اس قاعدہ قانون سے آج تک

کسی نے نہیں بولا - جو اس بات کے بانی ہم ہیں - اور یہ بات

ہم نکالے کہ اس علم میں ہم افلاطون کے ثانی ہیں

وغیرہ "

اس کتاب کے ترجمہ کا انداز ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

" تیری حکمت کون پہچانے - تیرے کام تجھے سزاوار

نہ زمین سمجھ سکے اور نہ آسمان نے اور نبی ولی نیاں

حیران اللہ اللہ ۔ سبحان اللہ مہربان اللہ یہ نیاز تمام ہوئی۔

اور یہ ایک تسبیح تمام ہوئی ۔ یک صد مرتبہ کہو یہ نیاز تو

کرتا رہے تو بے عیب پروردگار تو بے عیب ۔ پروردگار

تو بے عیب پروردگار والسلام رہے خدا کا نام ۔ اب تمام

ہوا یہ رسالہ ۔"

(صفحہ ۳۱۱ اور ۳۱۲ بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم ۔ طباعت

انجمن پریس ۔ کراچی)

۱۸۔ آداب المریدین: یہ شیخ الذکر حضرت مولانا محی الدین ابن

عربی کی تصنیف ہے اس کا ترجمہ غلام ربانی صاحب لودھی نے کیا ہے ۔

اور اس کو ملک محمد الدین صاحب ایڈیٹر صوفی اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

سے شائع کیا ہے ۔ اس میں تصوف کے نکات بیان کئے گئے ہیں ۔

اس کتاب کے ترجمہ کا انداز ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔

"تم پر زہد اختیار کرنا اور دنیا سے محبت کم کر دینا ۔ بلکہ اسے

دل سے بالکل اور یک قلم محو کر دینا ضروری ہے اگر تم

اس کی طلب ہے بازنہیں آئے تو صرف اتنی جستجو پر اکتفا

کرو کہ حلال ذریعے سے تمہیں خوراک دستیاب ہو جائے

اہلِ دنیا سے مقابلہ نہ کرو۔ کہ وہ عارضی چیز ہے۔ اور

اسے کئی زمانہ تک بقاء نہیں ہو سکتی۔ اور جو دنیا کی رغبت

کرنے والا ہے۔ وہ اپنے مقصود کو کبھی نہیں پا سکتا۔"

۱۹۔ شمائل الاتقیاء : اس کتاب کا سالِ ترجمہ ۱۰۷۸ھ ہے اور اس

کا سالِ کتابت ۱۱۰۵ھ ہے۔ شیخ رکن الدین عماد کاشانی نے جو حضرت

برہان الدین غریب کے خلفاء میں تھے ۷۳۸ھ میں فارسی زبان میں

تصوف پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کا نام شمائل الاتقیاء تھا۔ شمائل الاتقیا

کے دو مخطوطے ادارہ ادبیات حیدرآباد کے کتب خانہ خاص میں ہیں۔

یہ کتاب حلقہ متصوفین میں بہت مقبول تھی۔ دکن کے صوفیوں

اور بزرگوں نے اس کے مطالعہ کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔ اس کی اس مقبولیت

سے متأثر ہو کر سید میراں حذا غاچشتی نے جن کا پورا نام میر محی الدین

حسینی ہے (وفات ۱۰۷۴ھ) اپنے ایک ارادت مند میراں یعقوب کو

ہدایت کی کہ وہ شمائل الاتقیاء کا ترجمہ دکنی میں کریں۔ ابھی اس ہدایت پر عمل نہ ہو پایا تھا کہ پیر کا انتقال ہو گیا۔ امین الدین ثانی اپنے والد کے سجادہ نشین ہوئے لیکن وہ چار ہی برس کے بعد لاولد فوت ہو گئے۔ اب سجادگی شاہ میراں ثانی ابن سید حسین کے حصے میں آئی۔ یہ میراں جی خدانما کے نواسے تھے۔ وہ جب اپنے ماموں کے جانشین ہوئے تو میراں یعقوب نے شمائل الاتقیاء کا ترجمہ ان کی خدمت میں پیش کیا۔

شمائل الاتقیاء کے دکنی ترجمہ میں فارسی کے نسخہ کی طرح سو سے زیادہ ماخذ ان کے نام گنائے گئے ہیں۔ کتابت جلی ہے۔ اور خط نسخ میں ہے۔ ان تمام باتوں کی تفصیل مترجم کے الفاظ میں یہ ہے۔

اس کتاب کے ترجمہ کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :—

" پہلا قسم طریقت کے لوگاں کی افعال کے بیان میں ہے "۔

" دوسرا قسم حقیقت کے لوگاں کے احوال کے بیان میں ہے "۔

" تیسرا قسم خدا پیدا لانے کے وجود ہور ذات کی صفات کے بیان میں ہے۔ ہور ازل ہور ابد الاباد کے بیان میں ہے۔

ہور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ذات کی صفت ہور لغت میں ہے۔ چوتھا بھانت بھانت کے اچنبے

ہو رنا زوکی کے بیان میں - ہو رتراوز ان کی حقیقت کے رموزال

ہو ربا ریکیاں کے بیان میں :-

(صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۷ - بحوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو - جلد دوم - مطبوعات انجمن کراچی)

۲۰ - اسرار العارفین : ترجمہ دلیل العارفین - مولوی عبد الاحد ناشر نے کیا ہے

یہ مطبع مجتبائی دہلی کی طبع شدہ ہے - اس کتاب کے ترجمہ کا نمونہ ذیل میں درج

کیا جاتا ہے :

" حدیث میں آیا ہے - یعنی نماز پڑھنے والا اپنے رب سے راز

کہتا ہے - بعد اس کے اس دعاگو کی طرف منہ رخ کرکے فرمایا کہ

جب میں شیخ الاسلام سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان

ہارونی نور اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ارادہ بیعت میں

قبول کیا گیا تو آٹھ برس تک اون کی خدمت کرنے میں ایک دم

اپنے نفس کو آرام نہیں دیا - نہ دن کو دن جانا - اور نہ رات

کو رات ـــ " (صفحہ ۶)

۲۱ - اسرار بڈھانی : ترجمہ نفس رحمانی - یہ کتاب مطبع عوثیہ سے طبع ہوئی ہے -

اس کتاب کے ترجمہ کا انداز ذیل میں درج کیا جاتا ہے : ـــــــ

: جاننا چاہئے کہ ذات بیں حیثیت ہی ذاتِ محض ہے اور اوس ہستی کو
نہ ساتھ با اعتبار تعین کے اور نہ ساتھ با اعتبار لا تعین کے غیب ہویت
کہتے ہیں اور اس ذات غیب ہویت کو ساتھ ملاحظہ علم کے تعین
اوّل کہتے ہیں ۔ اور یہ تعین اوّل حرف وحدت اور محض قابلیت
ہے اور جامع

۲۲۔ الفتح الربّانی :۔ فارسی زبان میں تحریر کی گئی تھی۔ یہ غوث اعظم محی الدین کے
۲۲ وعظوں کا مجموعہ ہے ۔ اور اس میں ۱۶ صفحات کا دیباچہ ہے ۔ اس میں تصوف کے
نکات بھی واعظ کے انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت غوثِ اعظم مشہور صوفی اور
بزرگ تھے۔ دین کی خدمت انہوں نے ہر طرح کی ۔ اس کتاب میں شیخ اعظم کے سوانح
زندگی کو بیان کیا گیا ہے ۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ "فیض سبحانی" کے نام سے ہوا ہے ۔
اور اس کے مترجم احمد حسن نقوی ہیں اور اس کتاب کے ۳۱۲ صفحات ہیں اور ۱۹۰۷ء سنہ
میں مطبع مجتبائی دہلی سے طبع ہوئی۔

۲۳ ۔ خلاصۃ العلم والسلوک : یہ کتاب امام غزالی کی تصنیف ہے جو کہ فارسی
زبان میں ہے ۔ امام غزالی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ یہ بہت بڑے
صوفی گذرے ہیں ۔ جن کی دینی خدمت آج بھی مشعلِ راہ ہے ۔ ان کی اس کتاب کا
ترجمہ "احمد علی" نے کیا ہے اور ترجمہ کرنے کے بعد اس کا نام بھی وہی رہا ۔ اس

کتاب کے ۴۷ صفحات ہیں۔ اور اسے ۱۸۸۱ء میں مطبع ثمر لکھنؤ سے طبع کیا گیا ہے۔

۲۴ - عین الفقر :- اصل کتاب کا نام ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا بھی کہیں ذکر نہیں اور نہ ہی ترجمہ کرنے والے کا کہیں ذکر ملتا ہے۔ البتہ اس کتاب کا ترجمہ "اسرار طریقت" کے نام سے ہوا ہے۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ صفحہ ۱۱۵ میں درج ہے۔ یہ مطبع کشمیری لاہور سے طبع ہوئی۔

۲۵ - رسالہ وجودیہ : اس رسالہ کا ترجمہ بھی اسی نام سے ہوا ہے۔ اس کے اصل مصنف شاہ ابوالعلا احراری ہیں۔ جو مشہور صوفی تھے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی اسی نام سے "مولانا علی احمد اسرخان بدایونی" نے کیا ہے۔ یہ سینٹ جانس کالج آگرہ کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے ۱۹۵۶ء میں اسے ترجمہ کیا۔ یہ کتاب ۱۹۳۰ء میں آگرہ اخبار پریس آگرہ سے شائع ہوئی۔

۲۶ - عوارف المعارف : یہ تصوف کی بہت مشہور کتاب ہے۔ اور اس کتاب کا اردو ترجمہ "معارف المعارف" کے نام سے کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کی جلد اول ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے کیا ہے۔ یہ کتب خانہ مجلس دستور ساز پاکستان مطبوعہ سے شائع ہوئی اور اسے ۱۹۵۳ء میں شائع کیا گیا۔

۲۷ ۔ وحدت الوجود والشھود : یہ تصوف کی مشہور تصنیف شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف کردہ ہے ۔ یہ اپنے دور کے بہت بڑے صوفی اور بزرگ تھے ۔ اس کتاب کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں ۔ جو دینی امور پر بہت مستند ہیں ۔ ان کی اس کتاب کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے کیا ہے ۔ ا سے ۱۳۳۲ھ میں ترجمہ کیا گیا ۔ اس کی فہرست کا حوالہ عباسی کتب خانہ کراچی کے صفحہ ۳۷ میں بھی پایا جاتا ہے ۔

۲۸ ۔ آداب الطالبین : یہ کتاب خواجہ شیخ محمد چشتی کی تصنیف کردہ ہے اس میں بھی تصوف کے بارے میں بتایا گیا ہے ۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی اسی نام سے کیا گیا ہے ۔ اور اس کتاب کے مترجم منشی الہ دین ہیں ۔ یہ کتاب لکھنؤ سے طبع ہوئی ۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جلد ۱ اور صفحہ ۵۰ میں ملتا ہے ۔ اور اس کی فہرست گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو کے صفحہ ۲۸ میں بھی ہے ۔

۲۹ ۔ فوائد السالکین : یہ کتاب بابا فرید شکر گنج کی تصنیف کردہ ہے ۔ یہ فارسی کی کتاب ہے ۔ اور تصوف سے متعلق ہے ۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ جواہر فریدی کے نام سے کیا گیا ہے ۔ اس کی فہرست کا حوالہ اللہ والے کی قومی دکان سے ملتا ہے ۔

اور اسی نے اسے طبع کیا ہے۔

محی الدین ابن عربی
۳۱ - فصوص الحکم : یہ کتاب شیخ اکبر کی تصنیف کردہ ہے اور اسے برکت اللہ ضیاء نے ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ کرتے وقت کتاب کا نام تبدیل نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہی نام رکھا گیا ہے۔ اور اس مسئلہ سے بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ صدیق بک ڈپو لکھنؤ کے صفحہ ۵۳ میں پایا جاتا ہے۔

۳۲ - اسرار : اس کتاب کا ترجمہ بہاء اللہ آفریدی نے کیا ہے۔ اور ترجمہ کرنے کے بعد کتاب کا نام یہی رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے اصل مصنف کا نام کہیں نہیں ملتا۔ اس کتاب کے ۷۰ صفحات ہیں۔ اور اسے سنہ ۱۳۳۰ میں ہارو نرباز ادر اسٹیم پریس میرٹھ نے شائع کیا۔

۳۳ - ہدایت الانسان الی سبیل الفرقان :- یہ کتاب سلطان باہو کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کتاب کا اصل نام محک الفقراء ہے اور اس کتاب کے مترجم تاج الدین سگڑزئی ہیں۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ اللہ والے کی قومی دکان لاہور کے ص ۹ میں درج ہے۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۲ اور صفحہ ۱۹۰ میں ملتا ہے۔

۳۴ - ارشاد الطالبین : اصل کتاب کا نام ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔

"تذکرہ علمائے ہند" میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے ذکر میں "ارشاد الساکلین" کا بھی ذکر موجود ہے۔ یہ کتاب اردو زبان میں تحفۃ السالکین کے نام سے ترجمہ کی گئی ہے۔ اور اسے شیخ جان محمد تاجر کتب لاہور نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ کرنے والے کا نام کتاب میں درج نہیں ہے۔

۳۵ - اسرار الحلی فی ذکر الغنی: اس کتاب کے مصنف عبدالرحمان جامی ہیں۔ یہ فارسی کے مشہور شاعر اور عالم ہیں۔ اور نقشبندیہ سلسلہ کے ایک نامور بزرگ ہیں۔ انہوں نے فارسی زبان میں بھی تصوف پر کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں سے ان کی کتاب "اسرار الحلی فی ذکر الغنی" کا اردو نثر میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ اسے اللہ والے کی قومی کتاب لاہور سے شائع کیا گیا ہے۔

۳۶ - اتحاد الفرقہ الوصل المحرقہ "یہ کتاب مولانا جلال الدین سیوطی کی تصنیف کردہ ہے۔ مولانا جلال الدین سیوطی مشہور عالم ہیں۔ جن کی کتاب تاریخ الخلفاء اور اس کے علاوہ "تفسیر جلالین" جو ایک مشہور کتاب ہے۔ ان کی یہ کتاب عربی میں ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ غلام رسول سوڈتی مجتبیٰ نے کیا ہے۔ جلال الدین کے نام کے دو اشخاص ہیں جن میں سے ایک جلال الدین سیوطی بھی ہیں۔ یہ اپنے وقت

بہت بڑے عالم اور مصنف تھے۔ ان کی کتاب "اتحاف الفقیر لوصل الغریب" تصوف سے متعلق ہے۔ اور اس میں تصوف کے بعض اہم نکات بیان کئے گئے ہیں۔

۳۷۔ قول الجمیل: یہ کتاب شاہ ولی اللہ کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا خرم علی بلہوری نے کیا ہے اور شفاء العلیل کے نام سے کیا ہے۔ مولوی خرم علی بلہوری اپنے وقت کے مشہور عالم تھے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے خاندان کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اس تصوف کی کتاب کے ترجمہ کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں ترجمہ اور تالیف کی ہیں۔ جن میں ترجمہ مشارق الانوار" اور نصیحت المسلمین" قابل ذکر ہیں۔ مولوی خرم علی کا انتقال ۱۲۷۳ھ میں ہوا۔ ان کے مزید حالات "تذکرہ علماء ہند" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کتاب کے ۳۲ صفحات ہیں۔ اور یہ ۱۳۰۷ھ میں مطبع روزنامہ دہلی سے طبع ہوئی۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ اور صفحہ ۲۹۲ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۸۲ میں بھی درج ہے۔

۳۸۔ سعادت کونین:۔ اردو ترجمہ مع متن فیوض الحرمین۔ یہ شاہ

ولی اللہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ مولانا خرم علی بلہوری نے کیا ہے۔ اور اس کا ترجمہ شہادتِ کونین" کے نام سے ہوا ہے۔ مولانا خرم علی بلہوری اپنے وقت کے مشہور عالم تھے۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے خاندان کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اس تصوف کی کتاب کے ترجمے کے علاوہ اور بھی کئی کتابیں ترجمہ اور تالیف کی ہیں جن میں ترجمہ "مشارق الانوار" اور "نصیحت المسلمین" قابلِ ذکر ہیں۔ مولوی خرم علی کا انتقال ۱۲۷۳ھ میں ہوا۔ ان کے مزید حالات کے لئے تذکرہ علماء ہند میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب مطبع احمدی سے طبع ہوئی۔ اور اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۳ اور صفحہ ۷۴۴ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۶۱۵۰ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۳۹۔ رسالہ خزینۃ الاسرار: ترجمہ مجالس الاسرار۔ اس کتاب کا ترجمہ خیراتی نے کیا ہے۔ کتاب کے مصنف کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ اس کتاب کے ۶۱۸ صفحات ہیں۔ اور اس کتاب کی فہرست کا حوالہ ہدیہ مومنین صفحہ ا میں پایا جاتا ہے اور اس کتاب کا حوالہ فہرست کتب مخزنیہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن صفحہ نمبر ۱۴۱ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۴۰۔ جمال العارفین: اصل کتاب "خزینۂ حقیقت" کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کے مصنف داراشکوہ ابن شاہجہاں تھے۔ داراشکوہ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حالاں کہ ان پر ہندو جوگیوں کے اثرات بھی تھے۔ ان کی یہ کتاب فارسی زبان میں ہے جس کا اردو نثر میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ مترجم کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ داراشکوہ کی دوسری تصانیف "سفینۃ الاولیاء" اور "سکینۃ الاولیاء" ہیں اس کتاب کو اللہ والے کی قومی دوکان سے شائع کروایا۔

۴۱۔ حسنات العارفین: یہ ترجمہ کیا ہوا نام ہے۔ کتاب کا اصل نام "ذوز العوف" ہے۔ یہ کتاب بھی داراشکوہ ابنِ شاہجہاں کی تصنیف ہے۔ داراشکوہ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حالاں کہ ان پر جوگیوں کے بہت بڑے اثرات تھے۔ تاہم انھوں نے فارسی میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب بھی فارسی زبان میں ہے۔ اس کتاب کے مترجم کا کہیں ذکر نہیں۔ اسے اللہ والے کی قومی دوکان لاہور نے شائع کیا۔

۴۲۔ طریقت و حقیقت : اس کتاب کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے ۔ لیکن ترجمہ کرنے والے کا کہیں ذکر نہیں ۔ اس کتاب کے مصنف کا نام دارا شکوہ ابن شاہ جہاں ہے ۔ یہ سلسلۂ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ مگر ان پر ہندو جوگیوں کے اثرات تھے ۔ یہ فارسی کی تصنیف ہے ۔ اس کے علاوہ داراشکوہ کی دوسری تصنیف "سفینۃ الاولیاء" اور "سکینۃ الاولیاء" ہیں ۔ اس کو اللہ والے کی قومی دکان نے شائع کیا ہے ۔

۴۳۔ داراشکوہ کی ایک اور مشہور تصنیف "مجمع البحرین" ہے ۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے ۔ اس کتاب کو اللہ والے کی قومی دکان لاہور نے شائع کیا ہے ۔ داراشکوہ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ مگر ان پر ہندو جوگیوں کے اثرات بھی نمایاں تھے ۔ بہرحال انکی کتاب ـــ "مجمع البحرین" کا اردو نثر میں ترجمہ ہو چکا ہے ۔ اس کے علاوہ داراشکوہ کی دوسری تصنیف "سفینۃ الاولیاء" کا بھی اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔

۴۴۔ ترجمہ جامع الاسرار : یہ کتاب سلطان باہو کی تصنیف ہے ، اور اسی نام سے ترجمہ کی گئی ہے ۔ اصل کتاب فارسی میں ہے ۔ اس کا

اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔ مگر مترجم کا کہیں ذکر نہیں۔ اسے اللہ والے کی قومی دکان نے شائع کیا ہے۔

۴۵۔ ترجمہ شمس العارفین: یہ کتاب بھی سلطان باہو کی تصنیف ہے اور اسی نام سے ترجمہ کی گئی ہے۔ کتاب کے مترجم کا نام درج نہیں ہے۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۵۹ میں ملتا ہے۔

۴۶۔ عین الفقر: یہ نام ترجمہ کے بعد دیا گیا ہے۔ کتاب کا اصل نام "مخزن فیض" ہے۔ جو سلطان باہو کی تصنیف ہے۔ سلطان باہو بھی اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی اور بزرگ گذرے ہیں۔ اس کتاب کے مترجم کا کہیں ذکر نہیں۔ اسے مسلم پریس لاہور نے شائع کیا ہے۔

۴۷۔ مفتاح العارفین: - یہ کتاب سلطان باہو کی تصنیف کردہ ہے اس کتاب کا ترجمہ "گنج الاسرار" کے نام سے ہو چکا ہے۔ مترجم کا نام معلوم نہیں۔ یہ کتاب قلمی ہے۔ اور اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۰ پر درج ہے۔

۲۸ - درالاسرار : یہ اصل کتاب کا نام ہے - جو خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی تحریر کردہ ہے - یہ قلمی کتاب ہے - اور فارسی نما اردو میں ہے - جس کا ترجمہ ان کے کسی مرید نے اردو میں کیا ہے - حضرت گیسو دراز صاحب تصانیف کثیرہ تھے - یہ زیادہ تر فارسی میں لکھتے تھے اور بعض تصانیف عربی میں بھی ہیں - انہوں نے عام لوگوں کی تلقین کے لئے مذہبی رسالے لکھے - ان کا ایک رسالہ "معراج العاشقین" ہے جو خالص تصوف کی کتاب ہے اور قدیم اردو نثر میں ہے - اس کے علاوہ ان کے متعدد رسالے ہیں - مثلاً "تلاوت الوجود" "درالاسرار" "شکار نامہ" "تمثیل نامہ" "ھشت مسائل" اگرچہ ان سب کی زبان قدیم ہے - اس کتاب کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم حیدرآباد دکن و تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۱ اور ص نمبر ۲۱۰ میں بھی ملتا ہے -

۲۹ - تلاوت الوجود :- یہ بھی اصل کتاب کا نام ہے - اس کے مصنف خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ہیں - یہ قلمی کتاب ہے اور ہندی یعنی قدیم اردو میں لکھی گئی ہے - اس کتاب کا ان کے کسی مرید نے

ترجمہ کیا ہے۔ اور اسی نام سے کیا ہے۔ مگر مترجم کا نام کہیں مذکور نہیں۔ یہ

بزرگ صاحبِ تصنیف تھے۔ اور انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن کا

ذکر اس سے پیشتر آچکا ہے۔ ان کی سب سے مشہور کتاب جو کہ تصوف سے

متعلق ہے "معراج العاشقین" ہے۔ انہوں نے عام لوگوں کو تعلیم و

تربیت دینے کے لئے بعض رسائل اپنی زبان میں لکھے۔ بہت بڑے صوفی

بزرگ گذرے ہیں۔ ان کے خاندان کے دیگر افراد بھی اسی سلسلہ میں مصروف

رہتے تھے۔ اور سب صاحبِ تصنیف تھے۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ

کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست

ص ۱۶۸ میں بھی درج ہے۔ اور اس کے علاوہ ڈاکٹر مولوی عبد الحق کے

کتب خانہ خاص میں یہ حوالہ موجود ہے۔ یہ کتاب ۸۲۵ھ کی ہے۔

۵۔ معراج العاشقین :۔ یہ کتاب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی

تصنیف ہے۔ علم تصوف میں آپ کی تیس (۳۰) سے بھی زیادہ تصانیف ہیں

یہ کتاب بھی تصوف سے متعلق ہے۔ جو کہ اردو نثر میں تصوف کی پہلی

کتاب ~~ہے~~ سمجھی جاتی ہے اور بارہا چھپ چکی ہے۔ آپ کے بارے میں تحریر ہے کہ خواجہ صاحب نمازِ عصر کے

بعد طلباء اور مریدوں کو علم تصوف اور حدیث اور سلوک کا درس دیا

کرتے تھے۔ درس میں کلام اور فقہ کی کتابوں کو بھی پڑھایا جاتا تھا۔ جو لوگ

عربی اور فارسی سے ناواقف تھے۔ ان کو سمجھانے کے لئے آپ دکنی میں تقریر

کیا کرتے تھے۔ اور ایسے ہی مریدوں کی فرمائش پر آپ نے چھوٹے چھوٹے متعدد

رسالے دکنی زبان میں تصنیف فرمائے۔ ان میں معراج العاشقین اور

ہدایت نامہ زیادہ مشہور ہیں۔ اور عشق نامہ میں ان کا کئی جگہ تذکرہ

آیا ہے۔ اس کتاب کو ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے مع فاضلانہ مقدمہ کے

۱۳۴۳ھ میں تاج پریس حیدرآباد دکن سے شائع کروایا۔ اس کو بھی ان کے

کسی مرید نے ترجمہ کیا۔ اور اسی نام سے کیا۔ مگر مترجم کا نام کہیں بھی مذکور

نہیں۔ ان کی وفات ۸۲۵ھ میں ہوئی۔ یہ سرزمین دکن کے اہم مشہور

صوفی اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔

۵۱۔ نفسِ رحمانی :۔ یہ اصل کتاب ہے اور اس کتاب کا

اردو ترجمہ اسرارِ رحمانیؔ کے نام سے ہوا۔ اس کتاب کا ترجمہ سیف اللہ شاہ

قادری نے کیا ہے۔ اور اسے عوثیہ پریس حیدرآباد دکن نے شائع کیا۔ اس

کتاب کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۶۳

میں ملتا ہے۔

۵۲۔ نُہ لطون حبشیہ :۔ یہ کتاب سید اسد اللہ کی تصنیف کردہ ہے اور

اس کتاب کا اردو ترجمہ اسی نام سے یعنی "نُہ لطون حبشیہ" سے ہو چکا ہے،

اور اس کے مترجم شاہ میر ہیں۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ

مجموعہ تصوف نمبر ۸۳۹ میں ملتا ہے۔

۵۳۔ الفتح الربانی :۔ اصل کتاب کا نام ہے۔ اور یہ غوث الاعظم عبد القادر جیلانی

کی تصنیف کردہ ہے ۔ اس کتاب کا ترجمہ "تحفہ سبحانی" کے نام سے مولانا

عاشق الٰہی میرٹھی نے کیا ہے۔ اس کتاب میں غوث الاعظم عبد القادر جیلانی

کے ۶۲ وعظوں کا مجموعہ ہے جس میں تصوف کے معارف اور حقائق بیان

کئے گئے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم بہت بڑے صوفی اور اولیاء اللہ گذرے

ہیں جن کا ایک ایک نقش اور ایک ایک تصنیف آج کے لوگوں کیلئے

مشعلِ راہ ہے ۔ اس کتاب کے ۴۸۰ صفحات ہیں اور اسے مسلم بکس بمبئی نے شائع کیا ہے۔

۵۴۔ جذب القلوب :۔ یہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی کتاب ہے جو

کہ تصوف کے موضوع پر ہے۔ ~~لیکن اس کتاب کا نام ترجمہ~~

~~تمہ~~ ~~جذب القلوب کے نام سے ہوا ہے~~ اور ان کی اس کتاب کا ترجمہ

"مرغوب القلوب" کے نام سے ہوا ہے اور اس کتاب کا ترجمہ مولوی عبد الاحد نے کیا ہے۔ اور یہ کتاب نولکشور پریس لکھنؤ کے نام سے شائع ہوئی ہے۔

۵۵۔ حکایت الصالحین :۔ اصل کتاب کا نام ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا نام کہیں بھی درج نہیں ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ "مقاصد الصالحین" کے نام سے ہوا۔ اس کتاب کا ترجمہ عبد الرحمان خان نے کیا ہے۔ کتاب تصوف سے متعلق ہے۔ اس کتاب کے ۲۴ صفحے ہیں اور سنہ ۱۶۶۹ء میں لاہور سے طبع ہوئی۔

۵۶۔ الکشف المبین : یہ اصل کتاب ہے۔ اس کتاب کے مصنف امام غزالی ہیں۔ جو علم و ادب میں یکتائے روزگار تھے۔ انہوں نے تصوف کے ۵۰ نکات بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اسی نام سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مترجم مولوی عبد الرحیم لاہوری ہیں۔ اس کتاب کے ۲۴ صفحات ہیں۔ اور اس کی فہرست عباسی کتب خانہ کراچی میں ص ۹ پر موجود ہے۔

۵۷۔ گمراہ صوفی : یہ کتاب کا نام ہے۔ اور علامہ ابن الجوزی کی کتاب "تلبیس ابلیس" کی چند فصلوں کا یہ اردو ترجمہ ہے۔ جس میں تصوف

والتصوف باطل کے درمیان امتیاز دکھایا گیا ہے۔ ابن جوزیؒ صحیح تصوف اس کو قرار دیتے ہیں جو حضرت جنیدؒ۔ حضرت شبلیؒ کا مسلک و مشرب تھا۔ ان کے اقوال سے تصوف حقیقی کی تعریف کی ہے۔ اور عقائد باطلہ کا رد کیا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ "گمراہ صوفی" کے نام سے ہو چکا ہے، اور اسے مولانا عبد الرزاق بلیح آبادی نے ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب کے ۹۱ صفحے ہیں اور اسے ۱۹۳۶ء میں سندبک ایجنسی کلکتہ نے شائع کیا ہے۔

۵۸۔ کرامات: علامہ ابن تیمیہ کے رسالے کا خلاصہ ہے۔ جس کا نام کرامات ہے۔ اس میں اولیاء کی کرامت کی تصدیق کی ہے۔ مگر نتائج کے اعتبار سے حقیدہ مرض ہونے کے پہلو پیش کئے ہیں۔ کرامت کے ظہور کے لئے مجاہدات اور ریاضت کرنا دینداری کے لئے بے سود قرار دیتے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی نے کیا ہے۔ یہ ان کی اصل تصنیف کا خلاصہ ہے۔ اس کتاب کے ۲۹ صفحے ہیں اور اسے ۱۹۳۶ء میں سندبک ایجنسی کلکتہ نے شائع کروایا۔

۵۹۔ مجذوب: یہ ترجمہ کے نام سے بھی ہے۔ یہ علامہ ابن تیمیہ حرانی نے ایک استفسار کے جواب میں مذہبی احکام اور شرائع کے پیش نظر ان ہستیوں کا مقام بتایا ہے۔ جنہیں متصوفین کی اصطلاح میں "مجذوب" کہا

کہا جاتا ہے ۔ اسی استفسار کے جواب کا یہ ترجمہ "مجذوب" کے نام سے ہے اس
کتاب کے مترجم مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی ہیں ۔ اس کے ۳۵ صفحے ہیں اور اسے
۱۹۳۶ء میں پبلک لائبریری سرکلر روڈ کلکتہ میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

۶۰ ۔ ملفوظات: یہ ملفوظات عبدالعزیز دہلوی کے تحریر کردہ ہیں اور یہ
قلمی ملفوظات ہیں ۔ ان ملفوظات کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے ۔ ترجمہ کرنے والے کا
نام مذکور نہیں ۔ ان ملفوظات کا ترجمہ ۱۹۰۵ء میں مطبع مجتبائی دہلی نے شائع کیا۔

۶۱۔ آداب المریدین :- اصل کتاب کا نام ہے ۔ یہ کتاب عربی زبان
میں ہے ۔ اس کتاب کے مصنف عبد القاہر، ابو النجیب سہروردی ہیں ۔ اس
کتاب کا اردو ترجمہ اسی نام سے یعنی "آداب المریدین" کے نام سے ہی ہوا ہے اور
اسے ۱۳۱۶ھ میں آسی پریس لکھنؤ نے شائع کیا ۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ
کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ اور صفحہ ۵۰۰ میں ملتا ہے ۔ اس کے
علاوہ اس کا ذکر کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۱۷ میں بھی ملتا ہے

۶۲۔ ترجمہ نشاط العشق : اصل کتاب شیخ عبد القادر جیلانی کی
تصنیف کردہ ہے ۔ شیخ صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔
یہ بہت بڑے صوفی اور مجدد وقت تھے ۔ اس کتاب میں بھی تصوف

کے اہم نکات بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ اسی نام سے یعنی "نشاط العشق" کے نام سے ہوا ہے۔ اور اس کے مترجم عبداللہ حسنی دکنی ہیں۔ اس کا ذکر "دکن میں اردو" از مولانا نصیر الدین ہاشمی کے ص ۱۳۱ میں بھی درج ہے۔

۶۳- آفتابِ ہدایت: یہ کتاب امام غزالی کی تصنیف کردہ ہے۔ امام غزالی بھی بہت بڑے صوفی گزرے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ اسی نام سے یعنی آفتاب ہدایت کے نام سے ہوا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ عبدالوحید فاروقی نے کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۸۸۲ء میں مطبوعہ لکھنو سے طبع ہوئی۔

۶۴- تحفۃ القلوب وہدایۃ الارواح: یہ اصل کتاب کا نام ہے اور یہ کتاب عثمان نقشبندی جالندھری کی تصنیف کردہ ہے۔ اور اس کتاب کا اردو ترجمہ اسی نام سے کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مترجم کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی جس کا ترجمہ اللہ والے کی قومی دکان نے شائع کیا۔

۶۵- کشف الاسرار: یہ اصل کتاب کا نام ہے۔ اور یہ کتاب "داتا گنج بخش" کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ "بحر الاسرار" کے نام سے ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے مترجم کے نام کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ اور اسے اللہ والے کی قومی دکان لاہور نے شائع کیا ہے۔

۷۶ - عقائدِ صوفیہ : اصل کتاب کا نام "عقائدِ صوفیہ" ہے اور اس کا ترجمہ "حقیقتِ الٰہیہ" کے نام سے ہو چکا ہے - اصل کتاب کے مصنف شاہ فتح محمد ہیں - اور اس کتاب کا اردو ترجمہ علیم الدین وکیل نے کیا ہے - اس کتاب کے ۸۴ صفحات ہیں اور سنہ ۱۳۱۵ھ میں ابو العلائی پریس حیدر آباد دکن نے اسے شائع کیا -

۷۷ - "ھدایۃ الھدایت" یہ کتاب امام غزالی رح کی تصنیف کردہ ہے اور اس کتاب کا اردو ترجمہ "نہایت السعادت" ہے - اس کتاب کا ترجمہ مولوی غلام احمد نے کیا ہے - اس کتاب کے ۱۲۸ صفحات ہیں اور اسے سنہ ۱۳۰۹ھ میں محبوب شاہی پریس حیدر آباد دکن نے شائع کیا -

۷۸ - "فوائد الفواد" : یہ کتاب امیر حسن بن علاء سنجری دہلوی کی تصنیف ہے جو اپنے زمانہ کے ایک بہت بڑے فاضل اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مریدِ خاص تھے - ان کی کتاب "فوائد الفواد" میں خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات جمع کئے گئے ہیں - یہ سلسلۂ نظامیہ کی ایک دستوری کتاب مانی جاتی ہے - اس کتاب کا ترجمہ اسی نام سے یعنی "فوائد الفواد" سے کیا گیا ہے - اس کتاب کے مترجم غلام احمد خاں بریاں ہیں - اس

کتاب کے مترجم کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن ۱۹۷۶ء
میں درج ہے۔

۶۹۔ علم لدنی: اصل کتاب کے مصنف امام غزالی ہیں۔ یہ تصوف کی ایک
معرکتہ الآرا کتاب ہے۔ اور اس کتاب کا ترجمہ اسی نام سے کیا گیا ہے۔ امام غزالی
خود بھی اپنے بڑے صوفی اور بزرگ تھے۔ اسی وجہ سے انکی تصانیف بھی انکی
شخصیت کے اثر سے پر ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ غلام رہبانی نے کیا ہے اور
اسے صوفی پرنٹنگ پریس ورکس لاہور نے شائع کیا ہے۔

۷۰۔ العروۃ الوثقی: علامہ ابن تیمیہ حرانی کی کتاب "الواسطہ بین الخلق"
کا اردو ترجمہ ہے۔ علامہ نے اس میں یہ بتایا ہے کہ بندہ کو اللہ تک پہنچنے کیلئے
کس قسم کے واسطے یا وسیلے کی ضرورت ہے اولاً کتاب و سنت سے واسطہ کے
معنی بتائے ہیں۔ پھر خالق و مخلوق اور دنیاوی بادشاہ و رعایا کے وسیلوں کا
فرق بتایا ہے۔ شفاعت کے موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ ان مباحث کا لب لباب
توحید خالص کی تحقیق، شفاعت محمدی کی توضیح اور عقائد باطلہ سے اجتناب
کی تعلیم ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ مولانا فصیح الدین انصاری نے کیا ہے۔ اس
کتاب کے ۴۰ صفحات ہیں۔ اور اسے ۱۹۲۵ء میں الہلال بک ایجنسی لاہور
نے شائع کیا۔

۷۱ - روضۃ القیومیہ: یہ کتاب محمد احسان مجددیہ بن حسن احمد بن محمد ہادی
نے حضرت مجدد الف ثانی اور اُن کے بعد کے سلسلۂ مجددیہ کے بزرگوں کے حالات
میں لکھی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا ہو چکا ہے۔ جسے سید شاہ احمد کمال
نے کیا ہے۔ اسے اللہ والے کی قومی دکان لاہور نے شائع کروایا۔

۷۲ - زبدۃ المقامات: اس کتاب کے مصنف خواجہ محمد ہاشم
کشمی ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور ان کے سوانح کے سب سے
زیادہ مستند مصنف ہیں۔ یہ کتاب اللہ والے کی قومی دکان (لاہور) نے شائع کی۔

۷۳ - حضرات القدس:- یہ بدر الدین سرہندی کی کتاب ہے۔ یہ بھی حضرت مجدد
الف ثانی رح کے خلیفہ تھے۔ اور سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کے حالات کے مصنف ہیں یہ
مجددیہ سلسلہ کی کتاب ہے۔ اس کا اردو ترجمہ اللہ والے کی قومی دکان لاہور سے
شائع ہوا ہے۔

۷۴ - معارف لدنیہ:- یہ کتاب مجدد الف ثانی رح کی تصنیف کردہ ہے اس
کتاب کا اردو ترجمہ بھی اسی نام سے ہو چکا ہے۔ اسے اللہ والے کی قومی دکان لاہور
نے شائع کروایا۔ اس کتاب کے مترجم کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

۷۵ - مبداء و معاد: اصل کتاب کے مصنف مجدد الف ثانی سرہندی ہیں اس کتاب
کا اردو ترجمہ بھی اسی نام سے ہو چکا ہے۔ مجدد الف ثانی بہت بڑے صوفی بزرگ گزرے ہیں
اس کتاب کے مترجم کا کہیں ذکر نہیں ملتا اس کتاب کو اللہ والے کی قومی دکان نے شائع کیا۔

۷۶ - احیاء علوم الدین: یہ امام غزالی کی تصنیف کردہ مشہور کتاب

ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ "مذاق العارفین" کے نام سے ہو چکا ہے،
اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔ جس کا ترجمہ محمدؒ حسن صدیقی نانوتوی نے کیا ہے
یہ بریلی کالج کے پروفیسر تھے۔ اور بریلی میں مطبع صدیقی کے نام سے دینی کتابوں کیلئے
ایک مطبع قائم کیا۔ دینی کتابوں کے معاملہ میں ان کی بڑی خدمات ہیں۔ ان کے
حالات زندگی پروفیسر محمدؒ ایوبؒ قادری نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام—
محمدؒ احسن نانوتوی ہے۔ اس کتاب کی چار جلدیں ہیں۔ اور اسے ۱۲۷۶ھ
میں نولکشور لکھنؤ نے شائع کیا۔

۷۶۔ آداب المریدین: یہ امیر کبیر سیدؒ علی ہمدانی کی کتاب کا نام ہے۔
جو کشمیر میں اسلام پھیلانے والوں میں سب سے ممتاز مقام رکھتے تھے۔ ان کا انتقال
۷۸۶ھ میں ہوا تھا۔ ان مشہور بزرگ کی متعدد تصانیف ہیں اور یہ بڑے
پائے کے بزرگ گذرے ہیں۔ ان کے علاوہ "آداب المریدین" ہی کے نام
سے ایک رسالہ حضرت مجددؒ الف ثانیؒ نے بھی لکھا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ
"تحفۂ دل نشین" کے نام سے کیا گیا ہے اور اس کتاب کا مترجم محمدؒ سعید الدین
ہے۔ اس کتاب کو عزیزی پریس مدراس نے شائع کیا ہے۔

۷۷۔ قسطاس مستقیم: یہ امام غزالی کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کتاب کے نام
سے اندازہ ہوتا ہے کہ گویا یہ عربی میں ہوگی۔ بہر حال صحیح طور پر کچھ مذکور

نہیں ہے۔ امام غزالی بہت بڑے صوفی گزرے ہیں۔ اور انکی یہ کتاب تصوف سے متعلق ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ "محبت و ابراھیم" کے نام سے ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے مترجم محمد بشیر ہیں۔ اس کا حوالہ صدیق بک ڈپو لکھنؤ کی فہرست ص ۲۶ میں ملتا ہے۔

۷۸۔ منھاج العابدین: یہ کتاب امام غزالی کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ "سراج السالکین" کے نام سے ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے مترجم مولوی محمد منیر ہیں۔ اس کتاب کے ۲۵۶ صفحات ہیں اور اسے ۱۸۷۱ء میں نول کشور لکھنؤ نے شائع کیا۔ اس کتاب کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کی جلد نمبر ۴ اور ص ۴۸۶ میں ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کتب خانہ عام اہلِ اسلام مدراس ص ۶۹ میں بھی ملتا ہے۔

۷۹۔ تحفۃ السالکین: اس کتاب کے مصنف کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ اس کتاب کے مترجم مشتاق احمد ہیں۔ اس کتاب کو اسی نام سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کے ۷۴ صفحات ہیں۔ اور ۱۳۳۱ھ کی طبع شدہ ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ عہد عثمانی میں اردو کی ترقی کے صفحہ ۵۶ میں درج ہے۔

۸۰۔ الکبریت الاحمر و الاکسیر الاکبر: اس کتاب کا ترجمہ "دردو حلویٰ"

کے نام سے ہو چکا ہے۔ اس کے مترجم معشوق حسین سلطانی ہیں۔ اس کتاب کے
۷۲ صفحات ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۰۷ھ میں زاہد پریس حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی
اس کتاب کے مصنف سید ابو بکر آلجید روس ہیں۔

۸۱ - رسالہ من لگن : اس رسالہ کے مصنف شاہ محمودؒ ہیں۔ اس کا
ترجمہ اسی نام سے ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے مترجم معصوم علی خاں ہیں۔ اس
رسالہ کو عزیز دکن پریس حیدرآباد دکن نے شائع کیا۔ اس کے علاوہ اسکی
فہرست کا حوالہ ڈاکٹر مولوی عبد الحق نمبر ۲۲۲ : ۱۴ میں بھی درج ہے۔

۸۲ اسرار حقیقی : اس کے مصنف حضرت خواجہ معین الدین چشتی
ہیں۔ اس کا ترجمہ بھی اسی نام سے ہو چکا ہے۔ مترجم کا نام کہیں مذکور نہیں
ہے۔ اسے اللہ والے کی قومی دکان لاہور نے شائع کیا۔

۸۳ - تمہیدات عین القضات : (ابو الفضائل عبد اللہ) بن محمد المیانجی)
نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اور ترجمہ کرنے کے بعد اس کتاب کا نام "شرح شرح
تمہید" رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف میراں جی خدا نما ہیں اور یہ ۱۰۷۴ھ
کی تصنیف شدہ ہے۔ قدیم دکنی زبان میں ہے اور قلمی کتاب ہے۔ اس کتاب کی
فہرست کا حوالہ دکن میں اردو ص ۱۱۶ اور تذکرہ اردو شہ پارے و رسالہ۔

اردو اپریل ۱۹۲۸ء میں بھی درج ہے ۔ اس کتاب کے علاوہ کتب خانہ نواب سالارجنگ

مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست صفحہ ۴۱۹ میں بھی درج ہے۔

اس کتاب کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ تاکہ اس زمانہ کے

اردو اور اردو نثر کا اندازہ لگایا جا سکے۔

"اللہ بڑا صاحب ہے ۔ اسکوں بہت سراہنا ہووے ۔

بہت نوازنا کہ اس کے خدائی سے دونوں عالم پیدا کئے ہیں

عقل گیاں' انکھیاں حیراں ہیں"

۸۴ - ترجمہ عین العلم : اس کتاب کے مؤلف نورالدین بن

ابوالحسن بغدادی ہیں ۔ اس کتاب کا ترجمہ بھی اسی نام سے ہوا ہے ۔ اس

کے مترجم نجم الدین احمد ہیں۔ اس کے ۲۷۱ صفحات ہیں ۔ اور ۱۲۸۷ھ میں

مطبع مظہر العجائب مدراس نے طبع کیا۔

۸۵ - تذکرۃ السلوک : اس کتاب کے مترجم شیخ عبد القادر

جیلانی ہیں ۔ ترجمہ ہونے کے بعد بھی اس کتاب کا یہی نام ہے ۔ اس کتاب

کے مترجم نجم الغنی خاں ہیں ۔ اس کتاب کے ۲۷۶ صفحات

ہیں ۔ اور یہ ۱۳۱۸ھ میں مطبع الحکم حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔

اس کا تذکرہ کتب خانہ اہلِ اسلام ودر اس صفحہ ۴۶ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۸۶۔ ضیاء القلوب : اصل کتاب کا نام یہی ہے۔ یہ کتاب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی کتاب ہے۔ یہ تھانہ بھون کے رہنے والے تھے۔ ان کے مریدوں میں مدرسہ دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم اور رشید احمد گنگوہی بہت مشہور ہیں۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں حصہ لیا تھا۔ اور اس کے بعد ہجرت کر کے حجاز چلے گئے۔ وہیں ان کا انتقال ہوا۔ یہ بزرگ شعر بھی کہتے تھے۔ انکی کتاب "ضیاء القلوب" کا ترجمہ "تصفیۃ القلوب" کے نام سے ہوا ہے۔ مترجم کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ اس کا حوالہ مجموعہ رسائل لستہ صفحہ ۱۸ میں بھی ملتا ہے۔

۸۷۔ مذاق العارفین : امام غزالی کی کتاب ہے جو کہ "احیائے علوم الدین" سے ترجمہ کی گئی ہے۔ ہمارے پیشِ نظر اس کا نو لکشوری ایڈیشن ہے جو ۱۹۵۵ء میں بار ہفتم شائع ہوا تھا۔ اسے مطبع تیج کمار لکھنؤ نے چھاپا ہے۔ جو مطبع نو لکشور کے وارث ہیں۔ "احیائے علوم الدین" کا یہ ترجمہ محمد احسن نانوتوی نے کیا ہے۔

اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔

"واضح ہو کہ ایک دوسرے سے محبت فی اللہ کرنی اور دین میں بھائی بننا اصل قرابت ہے اور جو لطافتیں کہ عادات میں سے نکلتی

ہیں۔ ان سب میں یہ زیادہ لطیف ہے۔ لیکن اسکی کچھ شرطیں

ہیں۔ جن کے باعث آدمی دوست فی اللہ کے زمرے میں گنے

جاتے ہیں۔ اور چند حقوق ہیں کہ ان کے لحاظ سے یہ دوستی

آمیزش کدورت اور وساوس شیطانی سے خالی ہو جاتی ہے۔

جو اس کے حقوق کی بجا آوری سے قریب خدا اور ادائے

مشروط سے درجاتِ عُلیٰ حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم اسکی

تفصیل تینؔ فصلوں میں بیان کرتے ہیں"۔ (جلد دوم صفحہ ۱۹۷)

۸۸ - صبح کا ستارہ : یہ امام غزالیؒ کی کتاب "دقائق الاخبار" عربی کا اردو

ترجمہ ہے۔ مترجم مولانا محمد عباس ابن ناصر علی جاجموی ہیں۔ اسے رحمٰن برادرس

کراچی نے ایجوکیشنل پریس کراچی سے چھپوا کر شائع کیا۔ اس کا ترجمہ ۵۵ صفحات

پر آیا ہے۔ اس کے بعد مترجم کی تحریر ہے۔ اس میں نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آدم علیہ السلام، اور فرشتوں کا بیان ہے۔ موت۔ قبر اور قیامت کا بیان ہے۔

غرض کہ نصیحت کی عجیب پُر تاثیر کتاب ہے اور اللہ سے تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔ یہی

تعلق تصوف کی روح ہے۔

اردو ترجمہ صاف وسادہ ہے۔ ذیل میں نمونہ درج ہے:۔

"کہتے ہیں کہ خلق جب قبروں سے اٹھے گی۔ اسی جگہ سب کے سب چالیس

برس تک کھڑے رہیں گے۔ نہ کھائیں گے نہ پیئیں گے، نہ بیٹھیں گے نہ بولیں گے (ص ۴۴)

اور فرشتوں کا بیان ہے ۔ موت ۔ صبر ۔ اور قیامت کا ذکر ہے ۔ غرض

کہ نصیحت کی عجیب پُر تاثیر کتاب ہے ۔ اور اللہ سے تعلق کو مضبوط کرتی

ہے ۔ یہی تعلق تصوف کی روح ہے ۔

اردو ترجمہ صاف اور سادہ ضرور ہے ۔ نمونہ ذیل میں درج ہے

"کہتے ہیں کہ خلق جب قبروں سے اُٹھے گی اس جگہ

سب کے سب چالیس برس تک کھڑے رہیں گے ۔ نہ

کھائیں گے ۔ نہ پئیں گے ۔ نہ بیٹھیں گے نہ بولیں گے (ص ۴۴)

۸۹ ۔ رسالہ وفات : یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب کا ترجمہ

ہے ۔ جسے مولوی ثناء اللہ ندوی نے کیا ہے ۔ اور ادارہ تحقیق و تصنیف

کراچی نے سنہ ۱۹۶۴ء میں شائع کیا ہے ۔

اس کتاب پر مفتی انتظام اللہ شہابی نے مقدمہ لکھا ہے

واضح رہے کہ مفتی صاحب وہی بزرگ ہیں جنہوں نے "قاموس الکتب"

کی تدوین کی ہے) اس کتاب میں اصل مصنف نے سبب تالیف یہ بیان

کیا ہے کہ اگرچہ دل کی صفائی اور وجد و حال کے حصول کے بغیر اسرار توحید کا سمجھنا

نا ممکن ہے۔ اور عقل کی زبان اس کی کیفیات بیان کرنے سے عاجز ہے۔

لیکن چونکہ بعض کم ہمت وجد و حال کے درجہ تک نہیں پہنچ سکے اور ظاہر و

باطن کا اتحاد چشم بصیرت سے نہ دیکھ سکے۔ لہٰذا شریعت و حقیقت کو

مخالف سمجھ کر شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور علماء و عرفاء کو ایک

دوسرے کا مخالف سمجھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے عارفوں

سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور علماء کے عقائد کے منکر ہو کر ملحدوں کے گروہ

میں شمار ہوتے ہیں۔ اور بعض علماء کے معتقد اور صوفیوں کے منکر ہو

کر ان اندھوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جن کی شان میں آیا ہے کہ ـــــ

من کان فی ھٰذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ

(جو اس دنیا میں بے بصیرت ہیں وہ آخرت میں بھی بے بصیرت ہونگے)

چنانچہ جہاں تک علم حقیقت اور شریعت کی مطابقت کے لئے چند

رموز بیان کئے گئے ہیں۔ تاکہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے قائل و معتقد

ہو کر متحد ہو جائیں۔ اور ایک دوسرے کا انکار نہ کریں۔ شریعت و طریقت
کو ایک سمجھیں اور ایک کو دوسرے کا مخالف نہ سمجھیں۔ توفیق اللہ کے
ہاتھ ہے۔

کتاب کا نام "روضات" یعنی باغات کیوں پسند کیا گیا ہے
اس کے بارے میں مصنف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس رسالے میں جو
کچھ بیان کیا گیا ہے وہ بے سند نہیں ہے۔ بلکہ ہر بات قرآن و حدیث یا
مشائخ کے اقوال کی سند و دلیل سے بیان کی گئی ہے۔ طالبانِ جادۂ تحقیق
کے لئے ہر نکتہ ایک باغ ہے۔ جو بدایات کے ثمرات سے پُر ہے۔ اس لئے
اس کا نام "روضات" رکھا گیا ہے۔ مترجم نے اپنے اردو کے ترجمے کا نام
بھی روضات ہی برقرار رکھا ہے۔ کوئی نیا نام تجویز نہیں کیا۔ جیسا کہ ترجموں
میں بالعموم پایا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس رسالے کا یہ نام بہت خوب ہے
ذیل میں مترجم کے ترجمے کی عبارت کا ایک نمونہ نثر میں پیش کیا جاتا ہے

سجادہ رنگین کرنے کی تفسیر

"میلے کپڑے کو پانی سے دھوتے ہیں۔ لیکن صاف نہیں ہوتا

تو اس کو صابن لگا کر صاف کرتے ہیں۔ اور ساتھ صابون کو

دھو کر پہنا دیتے ہیں۔ کپڑے میں لگا نہیں رہنے دیتے۔ لیکن

یہ علاج اس وقت کرتے ہیں۔ جب دوسرے علاج کارگر

نہیں ہوتے۔

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا"

(صفحہ ۱۱۳ - ۱۱۴)

۹۔ شفیق الصالحین (المعروف بہ تحفۂ دستگیر)

یہ کتاب شیخ شفیق الصالحین اردو ترجمہ شیخ عبدالقادر جیلانی رح

کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کا ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کا دوسرا نام

تحفہ دستگیر بھی ہے۔ ترجمہ کرنے والے حکیم اللہ رکھا قریشی خلف الرشید

میاں عین بخش قریشی ہیں اسے شیخ غلام حسین اینڈ سنز تاجرانِ کتب

کشمیری بازار لاہور نے خورشید عالم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا تھا۔

یہ بڑے سائز کے ۸۱۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

اس کتاب کی ترتیب وتدوین مولانا ظہور احمد نے کی ہے۔

مترجم نے شروع کتاب میں شیخ عبد القادر جیلانی رح کے سوانح بھی درج کئے ہیں۔ ولادت، حلیہ، لباس، خلق۔ کرامات۔ سیاحت ومجاہدت۔ تدریس وفتوٰی اور وفات۔ غرض آپ کی پاکیزہ زندگی کے ہر اہم پہلو سے متعلق مختصر مگر ضروری معلومات درج کر دی ہیں۔ جن سے ان کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

نمونہ ترجمہ یہ ہے

جب کوئی شخص کسی شیخ کی خدمت میں آداب سیکھنے کے واسطے ارادہ کرے تو سب سے اوّل اس کے دل میں صدق وایمان ہو کہ اس زمانہ میں یہ پیر صاحب بہتر ہیں۔
(ص ۲۴۶)

۹۱۔ منہاج العابدین۔ (اردو)

یہ امام غزالی کی تصنیف ہے اس کا اردو ترجمہ مولانا عابد الرحمٰن صدیقی مدرس و ناظم الکتب خانہ دار العلوم ٹنڈو الہیار سندھ نے کیا ہے اور اسے محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتاب کراچی نے شائع کیا ہے۔ ترجمہ پر تقریظ مولانا شمس الحق افغانی سابق وزیر معارف قلات کے قلم سے ہے۔

منہاج العابدین امام غزالی کی تصنیفات میں ایک جامع مگر مختصر اور نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ جس کا ترجمہ ۲۷۸ صفحات پر کیا ہے روح شریعت و اصلاح ظاہر و باطن کا لب لباب اس میں جمع کر دیا گیا ہے جو تصوف کا اصل اُصول ہے۔ اصل کتاب عربی میں تھی جس کی وجہ سے عام اردو داں طبقہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے تھے۔ مترجم نے اس کو نہایت سلیس اور رواں اردو میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ امام غزالی کے مقاصد و مطالب نہایت دل نشین طریقے سے شگفتہ اور صاف عبارت میں ادا کئے گئے ہیں۔ بقول مولانا شمس الحق افغانی مرحوم اصل کتاب کی طرح

دل اس کا (ترجمہ کا) انمو پڑتا ہے"۔ [1]

مترجم نے کتاب کے دیباچے میں امام غزالیؒ کے حالات بھی درج کئے ہیں جو طبقات الشافعیہ جلد چہارم سے ماخوذ ہیں۔ اور ساڑھے چار صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ تصوف کی ابتدا اور اس کی حقیقت اور امام غزالی کے فنِ تصوّف میں مقام سے بھی عالمانہ بحثیں کی ہیں۔ جو تصوّف کی تاریخ کے طالب علموں کے لئے مفید ہیں۔

منہاج العابدین میں اول علم کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ پھر توبہ کا بیان ہے۔ پھر زبان کی اصلاح اور امراض قلب مثلاً حسد۔ کبر وغیرہ کی اصلاح کا بیان ہے۔ پھر نفس کی اصلاح رضا بر راضی رہنے کا بیان ہے۔ آخر میں خوف و رجا اور اللہ کی نعمتوں اور حمد و شکر کا بیان ہے۔ جو تقویٰ اور احسان کی بنیادیں ہیں۔ غرض کہ یہ کتاب تصوّف کے تصنیفی سرمائے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے اور اس کے اردو ترجمے سے تصوف سے متعلق اردو کے نثری سرمائے میں گرانقدر اضافہ ہوا ہے۔ اب ذیل میں —

---

[1] منہاج العابدین اردو۔ شائع کردہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی صفحہ

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کے ترجمے کی عبادت سے ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے

"ایک شخص نے ستّر سال تک عبادت کی۔
محنت، مشقت کو برداشت کرتا رہا۔ اور
اس کے بعد ایک ساعت کیلئے غور و فکر
کرتا ہے۔ تو یہ ایک ساعت کی غور و فکر
اللہ تعالیٰ کے نزدیک ستّر سال کی
عبادت سے افضل اور بہتر ہو جاتی ہے۔
(منہاج العابدین اردو ص ۲۳۴)

مکتوباتِ صدی (اردو) مکتوبات صدی فارسی زبان میں حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (المتوفی سنہ ۷۸۲ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ سَو مکتوبات ہیں۔ جو اُنہوں نے اپنے ایک مریدِ خاص قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کے نام لکھے تھے۔ یہ مکتوبات تصوّف کے تصنیفی سرمائے میں آج تک خاص قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان کا اردو ترجمہ جناب ڈاکٹر سیّد شاہ محمد نعیم ندوی اُستاد شعبۂ اردو نے بڑے اہتمام سے اپنے مقدمے کے ساتھ دو جلدوں میں چھپوایا۔ جو اس وقت ہمارے

پیشِ نظر ہے۔

پہلی جلد میں چالیس مکتوبات کا اُردو ترجمہ شامل ہے۔
یہ جلد ۱۹۶۸ء میں ہیکو آرٹ پریس لاہور میں طبع ہو کر حیدرآباد
سندھ سے شائع ہوئی۔

ان چالیس مکتوبات کے مترجم جناب ڈاکٹر سید شاہ
محمد ندوی کے عم محترم یعنی سید شاہ نجم الدین احمد
علیہ الرحمۃ تھے۔ جنہوں نے اپنا ترجمہ ابتداء میں اخبار
"اتحاد" بہار شریف پٹنہ کی ضروری اشاعتوں میں شائع
کرایا تھا۔ بعد میں اس کو کتابی شکل دے دی گئی۔ جو
۱۹۳۶ء میں پہلی مرتبہ مطبع اتحاد پریس بہار شریف ضلع
پٹنہ سے دو جلدوں میں شائع ہوا۔ جناب ڈاکٹر

نعیم الدین کے شائع کردہ ترجمہ کی پہلی جلد گویا دراصل ان چالیس مکتوبات کے اردو ترجمے کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ یہ ایڈیشن ۳۹۱ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

مکتوباتِ صدی دوسری جلد جس میں بقیہ ساٹھ مکتوبات کا اردو ترجمہ شامل ہے۔ ڈاکٹر ندوی صاحب نے اسے بعد کو سید الیکٹرک پریس ملتان میں چھپوا کر شائع کیا۔ موصوف کا مقدمہ اسی دوسری جلد کے آغاز میں شامل ہے۔ جس میں صاحبِ تصنیف یعنی حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے سوانح اور تصانیف پر نہایت شگفتہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس دوسری جلد میں ساٹھ مکتوبات کا اردو ترجمہ حضرت شاہ الیاس بہاری فردوسی رح نے کیا تھا۔ یہ ترجمہ غیر مطبوعہ تھا۔ ڈاکٹر نعیم ندوی نے اسے بہار شریف پٹنہ سے حاصل کرکے پہلی مرتبہ چھپوا دیا ہے۔ دوسری جلد ۳۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مکتوباتِ صدی کے بارے میں ڈاکٹر سید شاہ نعیم ندوی تحریر فرماتے ہیں:-

"مخدوم (شیخ شرف الدین یحییٰ منیری) کے ایک مرید خاص

قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کے نام ہیں۔ جو اپنی غیر معمولی مشغولیت اور فرائض منصبی کی انجام دہی کی وجہ سے حضرت مخدوم جہاں کی خدمت میں حاضری سے معذور رہتے تھے۔ ان کے اصرار پر ان کی تعلیم کے لئے یہ مکتوبات لکھے گئے۔ مخدوم جہاں قاضی صاحب کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ وصال کے وقت جہاں اوروں پر نوازشیں کیں۔ وہاں ان کو بھی بُلا کر فرمایا، قاضی شمس الدین کو کیا کہوں۔ قاضی شمس الدین تو میرے فرزند ہیں۔ متعدد بار میں نے کبھی ان کو فرزند اور کبھی برادر لکھا ہے۔ انہیں کی وجہ سے میرا علم درویشی ظاہر ہوا۔ انہیں کے لئے مجھ کو لکھنا پڑا۔ وشنز کو لکھا ہے۔

(ص ۲۷۸ ۔ جلد دوم)

مکتوباتِ صدی میں تصوف کے تمام اہم مسائل زیرِ بحث لائے گئے ہیں، اور مکتوبات الیہ کی سمجھ کے مطابق دلائل و امثال سے بڑے محققانہ انداز میں سمجھائے گئے ہیں۔ یہ مکتوبات ۷۴۷ھ میں سپردِ قلم ہوئے۔ شیخ شرف الدین کے مریدِ خاص اور کاتب حضرت مولانا زین بدر عربی نے ان مکتوبات کی نقل اپنے پاس رکھ لی تھی۔

ان مکتوبات کے متعلق علماء و مشاہیر وقت کے بعض اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کی علمی و ادبی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مکتوبات بست و ہشت: یہ مکتوبات حضرت مخدوم جہاں[1] قدس اللہ سرہٗ العزیز نے اپنے سب سے زیادہ چہیتے اور عزیز مرید حضرت سیدنا مظفر بلخی قدس اللہ سرہٗ العزیز کو لکھے ہیں۔ جن کے متعلق فرمایا ہے:۔

"من مظفر جان شرف الدین، جان مظفر تن شرف الدین
شرف الدین مظفر، مظفر شرف الدین"

کہا جاتا ہے کہ مخدوم جہاں نے حضرت مولانا کے نام دو سو سے زیادہ خطوط لکھے تھے۔ مگر حضرت مولانا ان کو عوام کی نگاہ سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے وفات کے وقت یہ وصیت فرمائی تھی کہ یہ تمام خطوط ان کے ساتھ قبر میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اتفاق سے یہ اٹھائیس خطوط الگ رکھے ہوئے تھے۔ جو دفن ہونے سے رہ گئے۔ اور اب کتابی شکل اختیار کر لی ہے۔

مکتوبات کے متعلق اہل قلم حضرات اور مشاہیر وقت کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں:۔

[1] یعنی مخدوم شرف الدین یحیٰی منیری

۱۔ محسنین درگاہوی صاحب تاریخ سلسلۂ فردوسیہ:۔

"مخدوم الملک کی تمام تصانیف اور ملفوظات یوں تو اہم اور مشعلِ راہ ہیں۔ لیکن ان کے مکتوبات کی اہمیت، مقبولیت اور افادیت بالخصوص بہت زیادہ ہے[۱]۔"

۲۔ سید صباح الدین عبد الرحمٰن صاحب بزمِ صوفیہ:۔

"مکتوبات صدی میں تصوف کے تمام اہم مسائل پر مختصر مگر محققانہ مباحث ہیں[۲]۔"

۳۔ خلیق احمد نظامی استاد شعبۂ تاریخ علم او یونیورسٹی علی گڑھ:۔

"طریقۂ فردوسیہ کو ہندوستان میں پروان چڑھانے کا کام شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیا۔ کے مکتوبات تصوف کا بیش قیمت ذخیرہ ہیں[۳]۔"

۴۔ مولانا مناظر احسن گیلانی:۔

"دینی و علمی برتریاں جو حضرتِ مخدوم کو بارگاہِ ربانی سے ارزانی فرمائی گئی ہیں نثر نگاری میں سعدی۔ شیرازی کے بعد یحییٰ کا نام ہند ہی میں نہیں بلکہ ایران میں بھی اگر لیا جا سکتا ہے تو شاید وہ بہار کے مخدوم الملک ہی ہو سکتے ہیں۔ مکتوبات کی شکل

[۱] تاریخ سلسلۂ فردوسیہ ص ۱۹۲ [۲] بزمِ صوفیہ ص ۳۷۷ - ۳۵ [۳] تاریخ سلسلۂ فردوسیہ ص ۱۹۷

میں جو ارقام فرمایا ہے۔ فارسی زبان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔[1]

۵۔ سید ضمیر الدین احمد صاحب سیرۃ الشریف:۔

"اگر ان مکتوبات کے مضمون کو خیال کرو اور انکی غرض کو سوچو
تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سارے مکتوبات کا مضمون رشتہ
خداوندی اور بندگی ہے۔[2]"

۶۔ مولانا عبدالحق قدس اللہ سرہٗ العزیز:۔

"حضرت مخدوم کی تصانیف بہت عالی ہیں۔ آپ کی تمام تصنیفات
میں مکتوبات کی شہرت بہت زیادہ ہے"

۷۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز:۔
"مکتوبات شیخ شرف الدین تفیر صد سالہ کا برکف دست نمود"
(حضرت شیخ شرف الدین کے مکتوبات نے میرے سو سال کے
کفر کو میری ہتھیلی پر رکھ کر دکھلا دیا۔)

۸۔ حضرت جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہٗ العزیز:۔
" حضرت شیخ الدین کے مکتوبات ایسے ہیں کہ بعض

---

[1] بحوالہ سبیل الرشاد۔ جلد اول۔
[2] سیرت الشریف ۳۴۹۔

مقامات ابھی میری سمجھ میں نہیں آئے۔"

۶۔ حضرت شاہ عبداللہ شطاری رح قدس اللہ العزیز سرہٗ:۔

"ہم پر ایک حالت میں انکشاف ہوا۔ یعنی معراج روحانی میں

عرشِ اعظم تک رسائی ہوئی۔ تو ساقِ عرش پر بہ میں نے

اکابرینِ طریقت کے القاب لکھے دیکھے۔ حضرت بایزید بسطامی

کا لقب سلطان العارفین مشہور تھا۔ اور حضرت شیخ

شرف الدین کا لقب سلطان المحققین درج لوح نظر آیا۔"

پھر حضرت عبداللہ شطاری رح نے فرمایا:۔

"کیوں نہ حضرت مخدوم رح کی بزرگی پر اصحابِ شریعت و طریقت کا

اتفاق ہے۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"بندہ معتقد کسے نیست۔ ہمہ بزرگان یکے اند۔ اما بندہ معتقد

سلطان المحققین حضرت شیخ شرف الحق والدین منیری و بزرگی حضرت

خواجہ فرید الدین عطار ہم، وجائے کہ ایں ہر دو بزرگان

رسیدہ اند کسے کمتر رسیدہ است۔ و آنچہ کہ این ہر دو

بزرگان حقائق و دقائق راہ دین بیان کردہ اند۔ کسے

بیان نہ کردہ است۔ (معدن الاسرار بحوالہ سیرت الشرف)

۱۰۔ حضرت احمد لنگر دریا رح :۔

"سبحان اللہ ! زہے حوصلہ مخدوم جہاں قدس اللہ سرہ العزیز کہ حالے و مقامے کہ حضرت الشان را بود معلوم است، اما ہیچ وقتے سر بہ بیرون نہ دادند۔ زہے قوت و زہے مقام تمکین کہ حضرت الشان را حاصل شدہ بود۔ و آنکہ یکبار در گرمی وقت سخن فرمودہ اند سرائے آں چہ نوع عذر کردہ اند (مونس القلوب)

ابوالفضل آپکی شان میں لکھتا ہے :۔

"آں تشنہ لبان با خمۂ آب کہ جنبش تشنہ گرداند
نوشید لبش تشنہ تر شرف الدین منیری"

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری رح نے اوراد غوثیہ کے شروع میں سالک کے لئے چند وصیتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے ۔" اگر مرشد حاضر نہ باشد مکتوبات شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری مطالعہ کند تا فریب نفس و وسواس خناس دریابد"

مکتوبات صدی کی علمی و ادبی حیثیت

مخدوم جہاں کے متبحر علمی کا اعتراف علمائے کرام اور صوفیہ اکرام دونوں

کو ہے۔ دونوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ آپ کا قلم سرِ مو کبھی حدودِ شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ مسائل کو سلجھانے کا جو طریقہ آپ نے اختیار کیا وہ ایسا ہے کہ سمجھ کے ساتھ ساتھ دل میں بھی اتر جاتا ہے۔

"آنچہ از دل خیزد بر دل ریزد" آپ میں تصنع نہیں ہے۔ جو بھی کہتے ہیں۔ اسے فہم و ادراک کے ساتھ اپنے مخاطب کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ سیدھی سادھی بات سیدھے سادے انداز میں کہتے ہیں۔ کہیں بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ جہاں کہیں ایسی ضرورت پیش آئی اور منطقی سے کام پڑا ہے وہاں وہ بلند پردازی، دقتِ نظر اور محققانہ انداز بیان پایا جاتا ہے۔ مولانا شمس الدین کے نام جو خطوط ہیں اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ کا علم بہت کھوڑا ہے۔ برخلاف اس کے جو خطوط حضرت مولانا مظفر بلخی رح کے نام ہیں ان میں اکثر مقامات ایسے ہیں جو عام فہم ہیں۔

مخدوم جہاں سے پیشتر بھی ملفوظات اور مکتوبات کا دستور موجود تھا۔ مگر بہت ہی محدود تھا۔ ملفوظات اکثر روایتوں اور حکایتوں پر موقوف تھے۔ یعنی ان میں علمی مضامین کا فقدان تھا۔ اس لئے اہلِ علم اس کو قبول کرنے سے گریز کرتے تھے۔ منقولی دلائل سے زیادہ کام لیا جاتا تھا۔ معقولی دلائل کا کہیں دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ مخدوم جہاں نے ملفوظات میں مسائل

کے بیان کا وہ انداز اختیار کیا۔ جس نے ملفوظات کی کایا پلٹ دی۔ محققانہ اور فلسفیانہ انداز میں مسائل کو اس طرح سمویا ہے کہ ہر مکتبِ خیال کے لوگوں کو پوری طرح تشفی ہوگئی۔

مخدوم جہاں کے عہد میں مکتوبات کو اہم موضوعات کے اظہار کا ذریعہ نہیں بنایا گیا۔ مخدوم جہاںؒ نے اسے ایک مستقل ایک فن بنا دیا۔ جو مضامین مستقل طور پر ایک ایک کتاب میں سموئے جا سکتے تھے انہیں ان چھوٹے چھوٹے خطوط میں لکھ کر عام کر دیا۔ اس وجہ سے ان کی مستقل تصنیفات سے زیادہ مکتوبات اور ملفوظات زیادہ شائع ہوئے۔ چوں کہ ملفوظات میں روزمرہ کے تذکرے ہیں اور مکتوبات قدرتی طور پر مختصر ہیں۔ اس لئے اول میں سہولتِ بیان اور دوسرے میں اختصار ہے۔ ملفوظات و مکتوبات میں مخدوم جہاں کی ذہانت و ذکاوت نمایاں ہے۔ ان کے خیالات میں اچھوتا پن ہے۔ اور انداز بیان نے اسے اور بھی چار چاند لگا دیئے۔ ان کو تھوڑی دیر میں ہی پڑھا جا سکتا ہے ان کے پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی نئی چیز معلوم ہوئی ہے۔ جو اس سے پہلے معلوم نہیں تھی ان کو اگر بار بار پڑھیں تب بھی یہی احساس ہوتا ہے۔

صاحب سیرۃ الشریف لکھتے ہیں:-

مکتوبات و ملفوظات کو اٹھا کر دیکھو تو مخدوم کی یہ خصوصیتیں ان کتابوں میں کیسی درخشاں نظر آتی ہیں۔ اور اس وقت تک نہ صرف بہار میں بلکہ تمام ہندوستان

ادبیات کا ذخیرہ پائے ہوئے ہیں۔ مخدوم کا ایک ایک مکتوب اور مخدوم کے ملفوظات
کی ایک ایک بحث بڑی بڑی ضخیم کتابوں کا کام دیتی ہے۔ اس آزادی۔ شوخی
اور قوت کے ساتھ بیان کا حق ادا کیا گیا ہے کہ یہ خاص طور سے کہا جا سکتا ہے کہ اس طرز
بیان کا مخدوم بلا اشتراک اجارہ لئے ہوئے تھے۔ (سیرۃ الشرف ص ۳۴۷)

مکتوباتِ مخدوم جہاں کو اعلیٰ انشاء پردازی کا نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے
کہ اعلیٰ انشاء پردازی کی تمام خصوصیات ان میں بدرجۂ اتم موجود ہیں، زبان
کی بے تکلفی، محاورات کا برمحل استعمال۔ روزمرہ تمثیلات، اشارات اور
استعارات وغیرہ سے بھی نہایت حسن کے ساتھ کام لیا گیا ہے۔ فصاحت وبلاغت
کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ یہ ایسے ادبی جواہر ریزے ہیں جو صفحۂ قرطاس پر بڑے سلیقہ
سے سجائے گئے ہیں۔ ان میں جابجا فارسی اشعار کے برمحل استعمال سے اس
کو لالہ زار بنا دیا گیا ہے۔ ان کے لکھنے میں تکلف و تصنع نہیں استعمال کیا گیا۔
بلکہ نہایت خلوص و محبت سے لکھے گئے ہیں۔ اور ان کا ایک مقصد تھا کہ بندے
کا رشتہ اللہ سے جوڑ دیا جائے۔

مکتوبات کی زبان نہایت صاف ستھری اور نکھری ہوئی ہے۔ تصنّع
اور تکلف کا بھی نشان کہیں نہیں ملتا۔ خالق ومخلوق کا باہمی رشتہ اور
انسانی اخلاق کے بارے میں مضامین کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ مسئلہ توحید
کو جس خوبی کے ساتھ سمجھایا ہے وہ ان ہی کا حق ہے۔ مخدوم کی تعلیم۔ ان کا

اللہ تعالیٰ سے تعلق ، ان کا مخصوص انداز بیان یہ وہ عوامل تھے جو مکتوبات کو تکمیل
کے درجہ تک پہنچا سکے۔ یہ مکتوبات مرحوم حیاں کی جذبات کا خلاصہ ہیں اس لئے
کی اخلیات کا ذکر کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ان مکتوبات کی علمی وادبی کیفیت بکمال ہے
اگر ان مکتوبات کے مضامین پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ سارے
مکتوبات کا ایک ہی موضوع ہے۔ اور وہ رشتۂ خداوندی "عبدگی" ہے۔ اس سلسلہ
میں جتنے بھی مضامین لکھے گئے ہیں وہ سب کے سب اسی ایک نکتہ کی توضیح و تشریح
ہیں ۔ یعنی اللہ اور بندے کا رشتہ کیا ہے۔ بندگی کیا ہے۔ اس کے فرائض و
ذمہ داریاں کیا ہیں ۔ بندہ کا اپنے پروردگار کے ساتھ کیسا اور کیا ہوتا ہونا چاہیئے
یہی وہ باتیں ہیں جو مختلف انداز سے مختلف پہلوؤں میں دکھائی گئی ہیں۔ مکتوبات
کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی روح ہے۔ جو کہ سارے مکتوبات میں
کارفرما ہے قرآن، تفسیر، حدیث ، تاریخ ، منطق اور فلسفہ وغیرہ جس
جس سے بحث کی گئی ہے سب کی سب ایک ہی نکتہ کی توضیح و تشریح ہے ۔ دنیا کی
خرابی کا ذکر ہو یا عبدگی کا ۔ حق العباد کا تذکرہ ہو یا حق النفس کا و معاشرت
و تمدن کا بیان ہو یا علم وجہل کا ۔ سب کی غرض و غایت ایک ہی ہے ۔ اور سب
کی بازگشت اسی اصل کی طرف ہے۔

دنیائے ادب میں شعر و شاعری کو ایک اہم مقام حاصل ہے اور یہ ایک

حقیقت ہے کہ جس قدر سوز و گداز اس سے پیدا ہوتا ہے۔ کسی دوسری چیز سے نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ اسرار و رموز کے اظہار کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اس لئے بھی اس فن کی اہمیت زیادہ ہے۔ مخدوم جہاں نے تعلیم شریعت و طریقت کا جو کہ بیڑا اٹھایا تھا۔ اس لئے انھوں نے اس سے بہت کام لیا۔

مخدوم جہاں شاعر نہیں تھے۔ مگر ان کے دوہے موجود ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ فارسی کے ایسے اشعار بھی ملتے ہیں جو فارسی شعراء کے دواوین میں نہیں ہیں۔ اگر قیاس کیا جائے کہ وہ اشعار خود مخدوم جہاں کے ہیں تو بعید از عقل نہ ہوگا۔ جہاں کہیں آپ نے دوسروں کے اشعار لکھے ہیں۔ وہاں ذکر کر دیا ہے کہ فلاں کا ہے۔ مگر جہاں کسی کا نام نہیں ہے۔ وہاں اس طرح لکھا ہے "کسی دیوانے نے کہا ہے" نہ دیوانہ خود مخدوم جہاں ہیں۔ ایک جگہ تو نام کو بطور تخلص بھی استعمال کیا ہے۔

شرف زنار و لبیت یکے شد
تو خواہی خواجہ شو خواہی غلام

کچھ دو ترجموں کے بارے میں

دونوں جلدوں کے مکتوبات کا اردو ترجمہ دونوں ترجموں

نے عمدہ طریقہ پر کیا ہے۔ زبان دونوں کی اس قدر عمدہ اور ادبی ہے کہ شاید وباید۔ تصوف کی کتابوں میں ایسے اچھے اچھے ترجمے اس سے بہتر شاید ہی اردو میں ملیں۔ اب ہم ایک دو ترجمے بحثیں کرتے ہیں۔ جن سے ان ترجموں کی زبان اور انداز ظاہر ہوتا ہے۔

شاہ نجم الدین کے اردو ترجمے کا انداز یہ ہے:۔

"برادر شمس الدین تم جانتے ہو کہ ارادت کس کو کہتے ہیں۔ ارادت دل کے اس میلان کا نام ہے۔ جو خیال کو ایک خاص چیز کی طرف جاوے۔ اور ایسی تحریک پیدا کردے۔ جس سے وقدر طلب ظاہر نہ ہو۔ یعنی اس چیز کی تلاش میں لگا رہے۔ اب اس بات کو دیکھو کہ جو چیز مراد و مقصود ہے وہ کیسی ہے۔ اگر اعلیٰ ہے تو ارادہ بھی بہتر وبرتر ہے۔ اس لئے عقیدت ارادت کی یہ شان کہی گئی ہے کہ ہر قسم کی آمیزش دینی و دنیاوی اغراض و تغیر تبدل زمانی سے پاک ہو اور اسباب و وجوہات کی رکاوٹیں اس میں حائل نہ ہو سکیں۔ اور کسی طرح کی خواہش اس پر غالب ہو کر اس کو منقطع نہ کر سکے۔ بلکہ وہ آدمی جس میں ارادت سی حلوہ گری ہوئی ہے ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف حضرت

التفات کی جانب متوجہ ہو جائے۔ اور جب تک منزلِ مقصود

تک نہ پہنچے ہرگز ہرگز دم نہ لے"۔

(ستائیسواں مکتوب جلد اوّل ص ۱۹۱)

اور دوسری جلد کے مکتوبات مترجم شاہ الیاس پائس بہاری کے ترجمہ کا

نمونہ یہ ہے:-

"میرے بھائی شمس الدین اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے۔

سنو نیک بختی اور بد بختی اللہ تعالیٰ نے دو خزانے بنائے

ہیں۔ ایک کی کنجی بندگی ہے اور دوسرے کی معصیت۔

جس کو ازل میں خوش نصیب بنایا ہے نیک بختی کے

خزانے کی کنجی جو طاعت ہے اس کا ہاتھ میں دیدی ہے

اور وہ جس کو ازل میں شقی و بدبخت بنایا ہے شقاوت

کی کنجی جو معصیت ہے۔ اس کے سپرد کر دی۔ آج ہر شخص

کو اپنے ہاتھ پر نظر کرنا چاہیئے کہ کون سی کنجی اس کے

ہاتھ میں ہے۔ اسی کو حکم اور سنتِ الٰہی کا جاری

ہونا کہتے ہیں کہ سعید و شقی آج پیدا و ظاہر ہے لیکن

علمائے آخرت کی نگاہ جب پہلے ہی ان کو دیکھ چکی ہیں۔ برخلاف علمائے دنیا
کے کہ وہ نہیں دیکھتیں۔"

(مکتوبات جلد دوم مکتوب صحیح ۷ ص ۱۴۹)

حیات و تعلیمات حضرت داتا گنج بخش :- اس کتاب کے مصنف پروفیسر شیخ عبدالرشید ہیں۔ مشیر ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان لاہور۔ سابق پروفیسر و صدر شعبہ تاریخ ڈائریکٹر ہسٹاریکل ریسرچ ڈین فیکلٹی آف آرٹس، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ اس کتاب کا ترجمہ ڈاکٹر ناظر حسین زیدی لیکچرر اورینٹل کالج لاہور۔ مطبع عالیہ ۱۳۰ ٹمپل روڈ لاہور سے طبع ہوئی۔

حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش نے متعدد کتابیں تصنیف کی تھیں جن کا ذکر انہوں نے اپنی قابل تصنیف "کشف المحجوب" میں کیا ہے۔ اور جن کی فہرست پروفیسر نکلسن نے کتاب مذکور کے انگریزی ترجمے میں دی ہے یعنی ایک دیوان "منہاج الدین" جس میں تصوف کا قاعدہ بیان کیا ہے۔ اور اصحاب صفہ کے حالات کے علاوہ حسن بن حلاج کی مکمل سوانح عمری لکھی ہے۔ "اسرار الحذق و المؤنۃ" جس

میں صوفیوں کی دلق مرقع پہنن کا ذکر ہے۔ "کتاب البیان لاہل العیان" وصل و اقبالِ الہٰی سے متعلق ہے۔ بحر القلوب اور ایک بے نام کتاب جس میں ایمان کا بیان ہے۔

جن تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی دستیاب نہیں ہے اس کے علاوہ بھی کشف الاسرار " مختصر سا رسالہ ہے جو ان سے منسوب ہے اور لاہور میں طبع ہوا ہے۔ اگر اس کو حضرت ہجویری کی تصنیف نہ تسلیم کیا جائے تب بھی اتنا ضرور ہے کہ یہ رسالہ انکی تعلیمات کا بہت اچھا نمونہ ہے۔ اور انکی مشہور تصنیف کے ساتھ پوری مطابقت رکھتا ہے۔

کشف المحجوب کو فارسی زبان میں تصوف کی پہلی اہم تصنیف ہونے کی وجہ سے بے حد محترم مقام حاصل ہے۔ یہ کتاب محض ناموں اور حوالوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ اس میں بہت سے گذشتہ اور معاصر صوفیوں کا ذکر ہے۔ حضرت علی ہجویری کو محض انکی تعلیمات وہدایات سے غرض ہے۔ جن کا تجزیہ انہوں نے بہت باریک بینی سے کیا ہے کتاب کی تاریخ تصنیف ٹھیک ٹھیک متعین نہیں ہو سکتی ہے۔ داتا صاحب کو اس کی تالیف میں کافی عرصہ لگا ہوگا کیونکہ لاہور میں انکی کتابیں ان کے ساتھ نہ تھیں۔ " کشف المحجوب " کو ابوسعید ہجویری کی التماس پر تصنیف کیا گیا تھا جس نے درخواست کی تھی کہ

" مجھے طریقت کے صحیح معنی اور صوفیوں کے مقامات سے آگاہ فرمائیے۔ نیز ان کے عقائد۔ نظریات صوفیانہ تمثیلوں اور عشقِ حقیقی کی ماہیت سے بھی آگاہ کیجئے یہ بھی بتائیے کہ انسان کے قلب میں عشق کیوں کر

ظہور کرتا ہے۔ عقل اس کے ادراک سے کیوں کر محروم رہ جاتی ہے۔ روح اس کی حقیقت جاننے سے کیوں قاصر رہتی ہے۔ نفسِ ناطقہ کو عشق کا خلوص کس لئے مدہوش کر دیتا ہے۔ میری یہ بھی التماس ہے کہ تصوّف کے عملی پہلو جو مذکورہ بالا نظریات سے متعلق ہیں ان کی بھی وضاحت کی جائے"۔

یہ کتاب ۲۵ ابواب پر مشتمل ہے۔ جو مزید فصلوں میں تقسیم کر دیے گئے ہیں۔ دیباچے میں حقیقی تصوّف اور اس کی اہمیت کا بیان۔ صوفیوں کا ذکر زمانی ترتیب کے لحاظ سے ہے۔ اور ان کو مندرجہ ذیل طبقوں میں تقسیم کیا ہے:۔

اصحاب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلفائے راشدین تابعین یعنی صحابہ کے پیرو۔ تبع تابعین بعد کے صوفی بزرگ جو بوقتِ تصنیف زندہ نہ تھے اور مصنف کے معاصر آخری حصّہ میں جغرافیائی ترتیب سے جن ملکوں کے صوفیوں کا تذکرہ ہے وہ یہ ہیں:۔

شام - عراق - پارس - کرمان - خراسان ، ماوراء النہر - غزنی

کتاب میں صوفیوں کے مندرجہ ذیل فرقوں کا بھی بیان ہے:

محاسبیہ - قصاریہ - طیفوریہ - جنیدیہ - نوریہ

سہلیہ - حاکمیہ - خزازیہ - خفیفیہ - سیاریہ - حلولیہ -

کتاب کی گیارہ فصلوں میں کشف الحجاب کے عنوان

سے صوفیوں کے عقائد و شعائر درج ہیں - مثلاً معرفتِ الٰہی

توحید - ایمان - تزکیۂ نفس - نماز - زکواۃ - روزہ

حج - معاملات - یا حقوق العباد اور ضوابط زندگی -

صوفیوں کی عام اصطلاحیں اور ان کے حقیقی

معنی سماع وغیرہ ہیں -

بابِ پنجم

بابِ پنجم

۵۔ اردو نثر کے عہد بعہد ارتقائی مدارج

* * *

ہم اردو نثر کو نہایت ہی ابتداء سے بحث کرتے ہیں اور اس میں جہاں جہاں اور جس جس مقام پر صوفی اور بزرگ آتے ہیں اور انہوں نے اپنی قابلِ قدر تصانیف سے لوگوں کے دلوں میں علم کی شمع روشن کی اس کا بھی تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اردو نثر پر وقت کے ساتھ ساتھ تصوف نے کیا اثر ڈالا۔ اور تصوف کس طرح اردو زبان اور اردو نثر میں داخل ہوا۔ اردو نثر میں کون سی ایسی تصانیف ہیں جو تصوف سے متعلق ہیں۔ اور تصوف کے نکات سے بھری ہوئی ہیں —

سرزمین پنجاب میں مسلمانوں کے مستقل قیام اور مختلف ممالکِ اسلامیہ کے مسلمانوں اور ان کی زبان کے اجتماع اور اہلِ ہند سے تعلقات نے ایک مخلوط زبان کی ضرورت اور صورت پیدا کر دی۔ اہلِ ہند برج بھاشا بولتے تھے۔ مسلمانوں کی زبان فارسی تھی۔ ضرورت پیدا ہوتے ہی ایک نے دوسرے کی زبان سیکھنا شروع کر دی۔ لیکن گیارھویں صدی عیسوی کی یہ بول چال کتب خانہ میں محفوظ نہیں ہے۔ البتہ اس زمانہ کی نظم سے تصدیق ہوتی ہے

سلطان محمود غزنوی کے فرزند و جانشین مسعود غزنوی کے زمانے میں ایران کا مشہور شاعر منوچہری ہندوستان آیا۔ اس نے اپنے فارسی کلام میں سندی زبان کے بعض الفاظ نظم کئے ہیں۔

مثلاً ؎ الاتا ہو نناں دار نہ روزہ

الاتا سندواں گیر نہ لنگھن

ابراھیم غزنوی سنہ ۴۵۱ھ / ۱۰۵۹ء تا سنہ ۴۹۲ھ / ۱۰۹۸ء کے عہد میں ہندوستان میں مسعود سعد سلمان اور ابوعبداللہ النکتی پیدا ہوئے۔ انہوں نے ہندی زبان میں شعر کہے۔ اور اپنے ہندی دیوان بھی مرتب کئے۔

اس کے بعد پرتھوی راج کے زمانہ میں ہندی شاعری میں عربی الفاظ پائے جانے لگے۔ اور ایک شاعر چاند بردائی نے ایک طویل ہندی نظم پرتھوی راج راسو کے نام سے لکھی۔ جس میں پرتھوی راج اور اس کے زمانے کے عام حالات تاریخ و تجارت۔ معاشرت۔ رسم و رواج اور رزم و بزم وغیرہ کے متعلق لکھے ہیں۔

پھر محمد غوری ۵۷۱ھ / ۱۱۷۵ء تا ۵۸۸ھ / ۱۱۹۲ء تک رہا۔ اس کے عہد میں اردو زبان کی وسعت ہوئی۔ اور مسلمان جہاں جہاں پہنچے وہاں ان کے ساتھ ساتھ ان کی مادری زبان بھی وہاں پہنچی۔ اور نئی مخلوط زبان اردو کو ترقی ہوتی گئی۔ مسلمان اب تک اپنی بول چال خط و کتابت وغیرہ کے لئے فارسی زبان میں ہی سے کام لیتے تھے۔ لیکن بوقتِ ضرورت اہلِ ہند کے ساتھ نئی مخلوط زبان (اردو) میں معاملہ کرتے تھے۔

اب تک پنجاب و گجرات وغیرہ پر مسلمانوں کا تسلط ہوا تھا اور انھی علاقوں میں اردو کی اشاعت ہوتی رہی۔ دہلی پر سب سے پہلے ۵۸۸ھ / ۱۱۹۲ء میں قبضہ ہوا۔ قطب الدین ایبک ۶۰۳ھ / ۱۲۰۶ء میں دہلی کا پہلا بادشاہ بنا۔ اس

زمانہ سے اہلِ دہلی فارسی زبان سے مانوس ہوئے۔ محمد غوری کے جس لشکر نے قطب الدین کی سپہ سالاری میں دہلی پر قبضہ کیا اس میں زیادہ تعداد اُن مسلمانوں کی تھی جو کافی عرصہ سے پنجاب میں رہتے تھے۔ اور پنجاب کی مقامی زبان بھی جو "برج بھاشا" کی ایک صورت تھی بولتے تھے یا بول سکتے تھے۔ دہلی کی مقامی زبان میں "برج بھاشا" ہی کی ایک شکل تھی۔ اور پنجاب کی زبان کچھ مختلف تھی۔ اتنی ہی مختلف تھی جتنی امتدادِ زمانہ اور لب ولہجہ کے اختلاف سے ہر زبان ہوتی ہے۔ اب دہلی کی فضا میں دہلی کے لب ولہجہ کا غلبہ ہوا۔ اور دہلی کی بھاشا پنجاب کی بھاشا عربی۔ فارسی سب زبانیں ملنا شروع ہو گئیں۔

اردو زبان اور اردو نثر و نظم کی ترویج اور اشاعت میں اولیاء اللہ کے فیض و برکات کو بھی بہت دخل ہے۔ مسلمانوں کے ابتدائی قیام سندھ ہی سے صوفیہ کرام ہندوستان تشریف لائے اور اپنے نور سے اہلِ ہند کے دل و جان کو روشن کرنا شروع کیا۔ ان بزرگوں کی نظر میں ملک و قوم۔ مذہب و دولت کی کوئی قید نہ تھی۔ ان کا فیضان ہندو اور مسلمان دونوں پر یکساں تھا کتنے ہی لوگوں نے اولیاء اللہ سے فیض حاصل کیا۔ اس فیض یابی کی خاطر اگرچہ اہلِ ہند نے فارسی کی مشق بہم پہنچائی۔ لیکن فیض رسانی کے خاطر اولیاء اللہ کے

زبان کے فیض ترجمان بھی اکثر ہندی الفاظ جاری ہوئے۔ ان میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری متوفی ۴۵۶ھ / ۱۰۶۳ء حکومتِ غزنویہ کے زمانہ میں لاہور تشریف لائے اور مزارِ پاک بھی وہیں پر ہے۔

حضرت معین الدین چشتی ۵۳۷ھ / ۱۱۴۲ء تا ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء راجہ پرتھوی راج کے زمانہ میں اجمیر تشریف لائے۔ داتا صاحب اور خواجہ صاحب کا کوئی قول ہندی زبان میں نہیں ملتا۔ تاہم خواجہ اجمیری کی زبانِ ہندی کے متعلق شہادت ملتی ہے۔ یعنی ملک محمدؐ جائسی کی نظم اکھراوتی کا شارح تمہید شرح میں لکھتا ہے[1]

"قول نکتہ کہ ہیچ اولیاء اللہ بزبانِ ہندی تکلّم نکردہ اند زیرا کہ اوّل از جمیع اولیاء اللہ قطب الاقطاب خواجہ بزرگ معین الحق والملۃ والدین قدس اللہ سرہ بدین زبان سخن فرمودہ"

حضرت بابا فرید شکر گنج ۵۸۲ھ / ۱۱۸۶ء تا ۶۶۴ھ / ۱۲۶۵ء غلام خاندان کی حکومت کے زمانہ میں پاک پٹن (پنجاب) میں سکونت اختیار فرمائی۔ خواجہ بختیار کاکی رح

---

[1] اردو زبان کی ابتدائی نشوونما میں صوفیہ کرام کا کام"۔ مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو۔ پاکستان۔

فیضِ باطن پایا۔ صرف پنجاب ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کو اپنے نورِ باطن سے منور کیا۔ ان کے زمانہ میں مسلمانوں کو پنجاب و حکومتِ سندھ کو فتح کئے ہوئے دو سو برس کے قریب گذر چکے تھے۔ اردو زبان کی تشکیل ہو چکی تھی۔ پھر اُن کے بہت سے خلفاء اور ہزارہا مرید پنجاب اور تمام ہندوستان میں پھیلے ہوئے تھے۔ اہلِ ہند کی تعلیم و تلقین کے لئے باباصاحب ہندی زبان سے بھی کام لیتے تھے۔ چوں کہ بہت پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ اس وجہ سے سب اولیاء اللہ سے زیادہ ان کے اقوال و اشعار مشہور ہیں۔ مثلاً "سیر الاولیاء" مؤلفہ سید مبارک معروف بہ میر خورد میں درج ہے۔

"شیخ شیوخ العالم قدس سرہٗ العزیز (یعنی بابا شکر گنج) فرمود بزبانِ ہندی "پونوں کا چاند بھی بالا ہے"۔ یعنی ماہِ شب چہار دہم در اوّل شب خورد می باشد کہ بتدریج بکمال می رسد[1]

ان کے بعد حضرت شاہ علی بو علی قلندر پانی پتی متوفی ۷۲۴ھ / ۱۳۲۴ء سلطان علاؤ الدین خلجی کے زمانہ میں تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء ۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ء تا ۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ء

[1] داستانِ تاریخ اردو از مولانا حامد حسن قادری

خلیفہ حضرت بابا فرید شکر گنج ؒ پیر و مرشد حضرت امیر خسرو ؒ سے کوئی قول ہندی زبان کا منقول نہیں ہے۔ لیکن ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔

بکلام حق را در روز عشاق بالآہنگ پوربی شنیدم [۱]

حضرت امیر خسرو ۶۵۱ھ/۱۲۵۵ء تا ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء۔ انہوں نے حضرت نظام الدین سے تربیت حاصل کی۔ سلطان غیاث الدین بلبن (خاندانِ غلاماں) سے سلطان محمد تغلق تک انکی گیارہ شاہانِ دہلی کا زمانہ دیکھا اور سات بادشاہوں کی ملازمت کی۔ یہ اُن باکمال لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالےٰ صدیا سال کے بعد کبھی پیدا کرتا ہے۔ وہ عالم بھی تھے۔ دنیا دار بھی تھے۔ اور ولی کامل بھی تھے۔ شاعر بھی تھے۔ فارسی زبان کے تین دیوانِ مرتب کئے۔ ہندی زبان میں بہت کچھ کہا۔ جس کا ذکر اپنے دیوان کے دیباچے میں کیا ہے۔ ان کو ہندی زبان سے محبت تھی۔ اور اپنی فارسی نظموں میں جابجا ہندی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ چوں کہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔ اس لئے ہم زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔

ان کے بعد پھر حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری متوجہ

---

[۱] اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیہ کرام کا کام۔ از مولوی عبدالحق ص ۱۳۔ بحوالہ داستان تاریخ اردو از مولانا حامد حسن قادری ص ۱۳

سنہ ۶۸۲ھ / ۱۲۸۰ء ملک کا ایک مقصبہ منیر آپ کا وطن ہے ۔ پوربی اور ہندی کے شاعر تھے ۔ ان کا سب کا سے بڑا کارنامہ ملفوظات ہیں ۔ جو ایک بیش بہا سرمایہ ہیں ۔

اب ہم اردو نثر کی سب سے پہلی تصنیف کی طرف آتے ہیں ۔ خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اردو میں ایک رسالہ "اخلاق و تصوف" پر سنہ ۷۸۰ھ / ۱۳۰۸ء میں تصنیف کیا ۔ میر بندعلی دُرد کاکوروی رسالہ نگار لکھنؤ" بابت دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء میں لکھتے ہیں کہ " سید اشرف جہانگیر نے اپنے سلسلے کے ایک بزرگ مولانا ابو جیہہ الدین کے ارشادات کو اردو زبان میں (جس کو اس زمانہ میں ہندی کہا کرتے تھے) خود جمع کیا ہے ۔ یہ قلمی کتاب ۲۰۷ صفحہ کی ہے اس کے ۱۱۸ کی ایک عبارت کا ٹکڑا یہ ہے :-

"اے طالب آسمان و زمین سب خدا میں ہے ہور
سب خدا میں ہے ۔ جو تحقیق جانے ۔ اگر تجھ میں سمجھ کا
کچھ ذرّہ ہے تو صفات کے باہر بغیر سب ذات ہی ذات"

نثر اردو میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں ہے[1] ۔ سید اشرف سمنانی سنہ ۶۸۸ھ / ۱۲۸۹ء میں پیدا ہوئے ۔ اور ۱۲ سال کی عمر کو بجاب مرزی لیغ کر سنہ ۶۸۸ھ / ۱۲۸۹ء میں وفات پائی ۔ خالق باری کے سال تصنیف معلوم نہیں ۔

---

[1] داستان تاریخ اردو ۔ از مولانا حامد حسن قادری ص ۳

لیکن چوں کہ امیر خسرو سید اشرف سے عمر میں ۲۵ سال بڑے ہیں۔ اس لئے خالق باری کو مقدم رکھا گیا۔ یہ ممکن ہے سید اشرف صاحب کی کتاب پہلے لکھی گئی ہے اور اردو زبان میں تصنیفِ اولین ہی ہو۔ بہر حال اولیت ان ہی دونوں میں دائر ہے۔ بعض محققین کی نظر میں "خالق باری" کا انتخاب حضرت امیر خسرو سے مشتبہ ہے۔ اس نظریہ کی بناء پر اگر خالق باری کسی بعد کے مصنف کا کارنامہ ہے۔ تو پھر سید اشرف جہانگیر کا رسالہ "تصوف" ہی اردو کی پہلی کتاب ہے۔

اب تک تو اربابِ تحقیق متفق الرائے تھے کہ شمالی ہند میں اٹھارہویں صدی عیسوی (بارھویں صدی ہجری) سے پہلے تصنیف و تالیف نثر کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ فخر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اردو کی تصانیف کا آغاز ہوا۔ اب سید اشرف جہانگیر کے رسالہ تصوف کے علم میں آنے سے وہ نظریہ باطل ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ دکن میں اردو زبان کی پیداوار پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہانگیر نے نظم و نثر دونوں کی بنیاد ڈالی تھی۔

دکن میں اردو کا آغاز: ~~۷۱۲ھ~~ ۱۳۱۲ء - علاءالدین خلجی بادشاہ

کے غلام سردار ملک کافور نے سنہ ۷۰۶ھ / ۱۳۰۶ء میں دکن میں حملے شروع کیے۔ اور ۶ سال
میں سنہ ۷۱۲ھ / ۱۳۱۲ء تک تمام مہاراشٹر (ملک دکن) کو سلطنتِ دہلی میں شامل کر لیا۔ اور
مسلمانوں کی حکومت راس کماری تک وسیع ہوگئی۔

یہ اسلامی لشکر جو دہلی سے دکن گیا۔ اردو زبان بھی ساتھ لے گیا۔

ان لوگوں کے دکن میں رہنے کی وجہ سے دکن میں اردو کا آغاز ہوا۔ اس نے
اہلِ دکن کو اردو سکھائی۔ اس زمانہ سے پہلے وہاں اُردو رواج شروع نہ ہوا تھا۔
اور واقعات سے ثابت ہوگیا ہے کہ اس وقت تک پنجاب دہلی اور تمام شمالی
ہند میں اردو کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور نثر و نظم دونوں شروع ہو چکی تھیں۔

گجرات میں اردو کا آغاز: سنہ ۶۹۶ھ / ۱۲۹۷ء۔ اس سال علاء الدین
خلجی نے گجرات کو فتح کیا۔ خلجیوں اور تغلقوں کے عہدِ حکومت میں گجرات کے
سلطنتِ دہلی کا صوبہ رہا۔ مسلم کے ساتھ ہمیشہ ہر ملک میں مسلمان علماء و زہاد اور
اولیاء اللہ بھی پہنچ جاتے تھے۔ اس طرح ہر مقام پر ہر زمانے میں اسلامی تمدن
و معاشرت اور اسلامی حکومت و شریعت کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم ظاہر
و باطن بھی رائج و شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ گجرات میں بھی ابتدائے فتح گجرات
سے ہی اربابِ علم و اہلِ دل کا اجتماع شروع ہو گیا۔ شیخ گنج العلم تحصیل علم

سے لئے گجرات گئے۔ گجرات میں مسلمانوں کے سبب سے اردو کی ابتداء ہوئی اور
آہستہ آہستہ ترقی ہوتی رہی۔

شیخ وجیہ الدین گجراتی کے چند مقولے بحرالحقائق میں درج ہیں۔

مثلاً (الف) "اس سین ہور کیا خوب ہے۔ اس دنیا میں کہ دل
خدا سوں مشغول ہووے"

(ب) "عارف اسے کہویں جو خدا سوں بھریا ہووے"

اردو کی اہمیت اور مقبولیت: ۷۳۳ھ / ۱۳۳۳ء۔ ابن بطوطہ (افریقہ) کا رہنے
والا تھا۔ اس کی مادری زبان عربی تھی۔ سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں ۱۳۳۳ھ
میں ہندوستان آیا۔ اور عربی زبان میں اپنا سفرنامہ لکھا۔ اس نے بردہ۔ پردانہ
بارگہ۔ سراچہ۔ ناخدا۔ وغیرہ فارسی الفاظ کے ساتھ ساتھ سے اردو کے الفاظ بھی
استعمال کئے ہیں۔ مثلاً ٹٹو۔ منڈی۔ ڈولہ۔ کہار۔ کنگھر۔ ان الفاظ کے ہندی
حرف کو عربی حروف سے بدل لیا ہے۔ بعض جگہ الفاظ میں تغیر بھی کر لیا ہے۔
مثلاً کتیری (کھچڑی) جوتری (چودھری) جوکیہ (جوگی) قطارہ (کٹارہ) اسی
طرح آہستہ آہستہ یہ سب الفاظ عربی اور اردو فارسی سے ہوتے ہوئے اردو
میں بھی پہنچ گئے۔ یہ ایک مختصر سا جائزہ تھا جو ہم نے اردو نثر اور زبان اردو
کے بارے میں بتایا ہے۔ اب اردو نثر کا تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ پنجاب دہلی اور تمام شمالی ہند میں اردو زبان کی ابتداء یعنی گیارھویں صدی عیسوی سے اٹھارہویں صدی کے آغاز تک کسی مستقل و مکمل تصنیف نثر یا نظم مطبوعہ یا غیر مطبوعہ موجود یا مفقود کا پتہ نہیں چلتا۔ بجز امیر خسرو کی خالق باری اور سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ نثر کے جو تبرکاتِ ادبی سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اردو زبان کی ایجاد کا سہرا پنجاب کے سر ہے[1] اور شاعری و تصنیف کا طرۂ شمالی ہند کے سر ہے لیکن یہ کارنامے امتیاز و اعزاز سے بڑھ کر کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ برخلاف دکن کے کہ اردو زبان کے رواج میں دکن پنجاب سے تین سو برس پیچھے ہے اور دہلی سے تقریباً سوا سو برس رہا[2]۔ اس پر بھی دکن نے اردو کی اتنی قدر کی کہ چودھویں صدی عیسوی سے اٹھارہویں صدی تک نثر و نظم کی صدہا کتابیں کر دیں۔ جن میں نثر کی بھی ہیں۔ اور علم و فن کی مختلف اصناف شامل ہیں۔

ترقی زبان و ادب کے معاملے میں دکن اس طرح آگے رہا کہ اس تمام مدت میں شاہی زبان اور دفتری و عدالتی زبان فارسی رہی۔ مخلوط زبان

---

[1] داستان تاریخ اردو۔ از مولانا حامد حسن قادری ص ۲۹

[2] " " " " " " " ص ۲۹

(اردو) بننے اور بڑھنے لگی تھی۔ لیکن اس کو شاہی سرپرستی حاصل نہ ہوئی۔ اس لئے اس عرصہ میں تصنیف و تالیف سب فارسی میں ہوئی۔

دکن کا سب سے پہلا اردو مصنف شیخ گنج العلم۔ یہ علاؤ الدین خلجی کے زمانہ میں دہلی میں ۷۰۶ھ ۱۳۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ بیجاپور میں ۷۹۵ھ ۱۳۹۳ء میں وفات پائی۔ شیخ صاحب کثیر التعداد فارسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ دکنی اردو میں بھی چند مختصر رسالے مسائل شرعیہ کے متعلق تصنیف فرمائے۔ دکن میں اردو زبان کی سب سے پہلی کتابیں یہی ہیں۔ لیکن یہ رسائل اب ناپید ہیں۔

اب ہم اردو کی سب سے قدیم کتاب کی طرف آتے ہیں۔ جو نثر میں ہے۔ یہ کتاب "معراج العاشقین" ہے۔ جو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز کی تصنیف کردہ ہے۔ خواجہ گیسودراز ۷۲۰ھ ۱۳۲۰ء میں بمقام دہلی میں پیدا ہوئے۔ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے فیض باطنی اور اجازت و خلافت پائی۔ فیروز شاہ بہمنی کے زمانہ میں ۸۱۵ھ ۱۴۱۲ء میں دہلی سے حسن آباد (گلبرگہ) آئے۔ احمد شاہ اول بہمنی کے زمانہ میں ۸۲۵ھ ۱۴۲۲ء میں وصال فرمایا۔ عربی فارسی کے بڑے اعلیٰ پایہ کے مصنف تھے۔ اپنے مریدوں اور عام طلبہ کو درس بھی دیا کرتے تھے اور عوام کی آسانی کے لئے کبھی کبھی دکنی اردو میں بھی سمجھاتے تھے۔ آپ کے چند مقولے

اور اشعار کتابوں اور بیاضوں میں پائے گئے ہیں۔ شاعری کے علاوہ خواجہ صاحب کے بعض رسالے دکنی اردو کے دستیاب ہوئے ہیں۔ جن میں سے "معراج العاشقین" کو انجمن ترقی اردو نے شائع کر دیا ہے۔ اس کی عبارت کا نمونہ یہ ہے:۔

"اے عزیز اللہ! بندہ نمایاں پہچان کو جانا۔ نہیں تو شرع جاتا ہے۔ اوّل اپنی پہچانت بعد از خدا کی پہچانت کرنا۔"

"حرص کے کان سوں غیر نہ سننا۔ سو حدتک سوں بہ بوئی نہ لینا سوں۔ لذت کی زبان سوں بہ گوئی فکر نہ سو۔ کیا کی شہوت کون غیر جاگا خرچیا سو۔ پیر طبیب کامل ہونا سجن پہچان دوا دنیا۔"

"معراج نامہ" اور رسالہ "بارہ ماسہ" بھی حضرت خواجہ بندہ نواز کی تصنیف ہے ان کے نمونے یہ ہیں:۔

"تحقیق خدا کے میانے ستر ہزار پردے اوجالے کے ہور اندھیارے کے۔ اگر اس میں تے پردہ اٹھ جاوے تو اس کی آنچ تے میں جلوں۔ (معراج نامہ)"

سوال: "ایمان کے جھاڑاں کیا اور ایمان کی ڈالیاں کیا اور ایمان کے پات کیا۔ اور ایمان کا وطن کیا۔ اور ایمان کا بیج

اور ایمان کا پوست کیا۔ ایمان کا سر کیا۔ اور ایمان کا جیو کیا؟"

جواب : "ایمان کا جیو قرآن ، ایمان کی جڑ توبہ۔ ایمان کی ڈالیاں

سو بندگی ۔ ایمان کی بات پرہیزگاری ۔ ایمان کا تخم سو علم۔

ایمان کا پوست سو شرم ۔ ایمان کا وطن سو مومن کا

دل ہے ۔ (در رسالہ سہ بارہ)

سلطنتِ عادل شاہی ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء تا ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ء

بہمنی سلطنت کے چودھویں حکمراں محمود شاہ کی غفلت و کمزوری سے

سلطنت کا زوال شروع ہوا ۔ تو بیجاپور (جو سلطنت بہمنیہ کا ایک صوبہ تھا) کے

گورنر یوسف عادل شاہ نے ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء میں خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ اور

بیجاپور میں عادل شاہی حکومت قائم کر دی ۔ آخر ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب

عالمگیر نے بیجاپور کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔

اکثر شاہانِ بیجاپور خود عالم و شاعر اور قدر دان تھے۔ سلاطین

بہمنی نے اردو کو دفتری زبان بنا دیا تھا۔ عہد عادل شاہی کے پہلے اور دوسرے

بادشاہ نے پھر اردو کی جگہ فارسی کو رواج دیا۔ اور تقریباً ۵۰ سال تک دفتر

پر فارسی کی حکومت رہی ۔ پھر آہستہ آہستہ اردو زبان دکن میں عام ہو گئی۔

اور نثر کے مصنفین بھی موجود تھے۔

شمس العشاق شاہ میراں جی: یہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور دکن آکر خواجہ بندہ نواز کے خلیفہ کے خلیفہ سے بیعت کی۔ دکن نے شاہ صاحب سے بڑا فیض پایا ہے۔ دکن کے بڑے علماء و صوفیہ میں ان کا شمار ہے۔ ان کی تصانیف اردو نثر میں موجود ہیں۔ تصانیف نثر میں سے "شرح مرغوب القلوب" "جل ترنگ" اور "گل باس" قلمی موجود ہیں۔ پہلے رسالے کا نمونہ یہ ہے۔

"خدا کہیا، تحقیق مال اور نیکرا[1] تمہارے دشمن ہیں۔ چھوڑ دیو دشمناں کوں۔ اے کیا غفلت ہے جو تجھے اندھلا[2] کیا موت کی یاد تجھے[3] تجھے مبرا کیا[4]

"سب رس" نام کا ایک رسالہ "شاہ میراں جی" نے ملا وجہی کی "سب رس" سے پہلے لکھا۔ اس کا نمونہ یہ ہے۔

"اول تجھے جو کوئی سکھلاتا ہے۔ اسے پوچھ توں منجھی سکلانا سو تجھ پر کھلا ہے۔ اس کا کام اس پر نہیں کھلا۔ سو تجھ پر کیا کھلے گا۔ توں کیا سمجھ کر

---

[1] اولاد [2] اندھا [3] تجھ سے
[4] بسرا کیا۔ بھلا کیا۔

بھولیا ہے ۔ بھولینگا تو ادھر ادھر کیاں چار حکایتاں ۔ اس حکایتاں

سو کیا حاصل ۔"

شاہ برہان الدین جانم : یہ شاہ میراں جی کے فرزند ہیں ۹۹۰ھ ۱۵۸۲ء میں وفات

پائی : کلمۃ الحقائق ۔ ان کی نثری تصنیف ہے اس میں تصوف کے مسائل سوال و

جواب کے طور پر بیان کئے گئے ہیں ۔ گذشتہ صفحات میں ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں ۔

مگر اب ضمنی طور پر کہیں کہیں ان کا ذکر آ جاتا ہے ۔ نمونہ بھی اس سے پیشتر پیش

کر چکے ہیں ۔

شاہ امین الدین اعلیٰ : شاہ برہان الدین جانم کے فرزند و جانشین ہیں ۔ انہوں

نے نثر میں کئی رسالے لکھے ایک نثری رسالہ "گنج مخفی" ہے ۔

سلطنت قطب شاہی ۱۵۱۸ء ۹۱۸ھ تا ۱۰۹۸ھ ۱۶۸۷ء

شاہان گولکنڈہ بھی اردو کے بڑے قدر دان تھے ۔ تین بادشاہ اردو کے

شاعر اور صاحبِ دیوان تھے ۔ اس دور میں نثر کی کتابیں بھی لکھی گئیں اور گذشتہ

دونوں عہدوں سے بہتر لکھی گئیں ۔

شاہ میراں جی خدا نما : ان کا نام سید میراں حسینی ہے ۔ انہوں نے عین القضات

"عین القضات" مصنفہ عین القضات ہمدانی" کا ترجمہ اردو میں کیا ۔ جس کا

جس کا نام شرح تمہید ہمدانی ہے ۔ اس کا ترجمہ ایک نسخہ ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء میں لکھا گیا ۔
یہ کتاب دکن کی قدیم تصانیف اردو میں ضخیم ہونے کے سبب خاص اہمیت رکھتی ہے ۔

مولانا عبداللہ : یہ قطب شاہ کے زمانہ میں تھے ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء میں "احکام الصلوٰۃ" کے نام سے ایک رسالہ دکنی اردو میں لکھا گیا ہے ۔ جس میں فقہ حنفی کے مطابق احکام شریعت بیان کئے ہیں ۔ نمونہ یہ ہے :-

"روح قبض ہوا ۔ اس کیا انکھیاں موچنا ہور پاؤں
دراز کرنا ہور ۔ ہاتھ دراز کرنا دونوں پہلو کی طرف و
لیکن سینہ پر نا رکھنا ۔ ہور اس کی ٹھڈی ہور سر کوں
ملاکر بندنا ۔ یو سب سنت ہے ۔ ہور مرنے تھے
اوّل اس کے سر کوں قطب کی طرف سلانا ہور
موئے بعد از غسل دنیا اسی طریق سوں ۔"

ملا وجہی : عہد قطب شاہی کا سب سے ممتاز شاعر و مصنف تھا ۔ اس نے چار بادشاہوں ۔ ابراہیم قلی قطب شاہ ۔ محمد قلی قطب شاہ ۔ محمد قطب شاہ اور عبداللہ قطب شاہ کا زمانہ دیکھا ۔ عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء میں ایک کتاب "سب رس" نثر میں لکھی ۔ چند سال ہوئے ۔ عبدالحق

صاحب نے اپنے مقدمہ اور فرہنگِ لغات قدیم کے ساتھ شائع کر دی۔ اصل کتاب
ٹائپ کے تین سو صفحوں پر چھپی ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب دکن کی قدیم اردو
کتابوں میں سب سے بڑی ہے۔ سب رس کا دوسرا نام "قصۂ حسن و دل" ہے
فرضی قصے کی صورت میں عشق و عقل اور حسن و دل کے معرکے بیان کئے
ہیں۔ افراد قصہ کے نام۔ مہر۔ وفا۔ ناز۔ غمزہ۔ ناموس۔ زہد۔ توبہ وغیرہ
رکھے ہیں۔ اور اس پیرایہ میں ان جذبات و واردات کے حقائق بیان کئے ہیں

اگرچہ وجہی نے اس کتاب میں کہیں اس امر کا اظہار نہیں کیا
لیکن اصل قصہ ان کے دماغ کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ سب سے پہلے محمد یحیی ابن سیبک
فتاحی نیشاپوری متوفی ۸۵۲ھ (۱۴۴۸ء) نے فارسی نظم میں لکھا ہے۔ اس کا
نام "دستورِ عشاق" ہے۔ فتاحی نے اس قصے کو مختصر طور پر فارسی نثر میں
لکھا ہے۔ اور اس کا نام حسن و دل رکھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وجہی
کو مثنوی "دستورِ عشاق" دستیاب نہیں ہوئی۔ بلکہ نثری "حسن و دل"
مل گیا۔ اس میں ادنیٰ سے تصرف کر کے وجہی نے اردو میں لکھ دیا
اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ "حسن و دل" کی فارسی نثر مقفیٰ و مسجع
ہے۔ وجہی نے بھی "سب رس" میں ایسی ہی اردو نثر لکھی ہے۔

نمونہ یہ ہے :-

"آغازِ کتاب"

"تمام مصحف کا معنی الحمدللہ میں ہے۔ معتم ہو تمام الحمدللہ کا معنی بسم اللہ میں ہے۔ قایم ہو تمام بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک نقطہ میں رکھیا ہے۔ کریم سچ دیکھو خاطر لیا آنال' حدیث بھی یوں آئی ہے کہ "العلم نقطۃ" وکثر ھا الجھال۔ یعنی علم یک نقطہ ہے۔ جاہلوں اسے بڑھا دے جہالت کو اس حد لگن لیائے۔"

"آغازِ داستان"

"نقل ایک شہر تھا۔ اس شہر کا نام سیتان۔ اس سیتان کے بادشاہ کے ناؤں۔ عقل، دین و دنیا کا تمام اس تے چلتا اس کے حکم باج ذرا کہیں نہیں ہلتا۔ اس کے فرمانے پر جو چلے۔ ہر دو جہاں میں ہوے بھلے۔ دنیا میں خوب کہوائے چار لوگوں میں عزت پائے۔"

"ختمِ داستان"

الحمدللہ دونوں کو ہوا وصال۔ اپنا دل خوش تو سب عالم خوش حال دل کوں ملیا۔ جیو کا جانی ہوو وصال مبارک

یوخوشی ارزانی۔ اپنی جفا دل بڑی۔ تو میسر ہوئی یو وصال کی

گھڑی۔ مردانِ شفقت امید کے دروازے کھولے ہیں۔

من طلب شیئا وجدٌ فوجد کر بولے ہیں۔ اپنی جو کوئی

جس کام جدھر دیا۔ ان نے وو کام کر دیا۔"

میراں یعقوب: مشہور کتاب "شمائل الاتقیاء" مصنفہ شیخ برہان الدین

اورنگ آبادی کو میراں یعقوب نے ۱۰۷۸ھ ۱۶۶۷ء کے بعد اردو میں ترجمہ کیا۔ اس

کتاب میں تصوف کے مسائل ہیں۔ مضامین کو چار قسموں میں بیان کیا گیا ہے

"پہلا قسم: طریقت کے لوگوں کے افعال ہور سالکاں کے

مقاماں ہور مریداں ہور طالباں کے طلباں ہور اس

کے عجائبات ہور باریکیاں کی شرح میں بیان

کیا گیا ہے۔"

سبب ترجمہ: "اپنی حیات کے وقت منجے[1] اشارت کئے تھی

جوں شمائل الاتقیاء کتاب کوں ہندی زبان میں لیاوے

تا یہ کسی کو سمجھا جاوے۔ اس وقت مجھے بیا دِنی تاکہ

یہ کسی یک ہزار ستر پر آٹھوں سال کوں رحلت کئے پران

---

[1] منجے ۔ مجھے

کے کہا بچے عارف حق رسید عارفوں کے نور دیدے ۔ مصطفیٰ کے کلیجہ ہو ۔ مرتضیٰ کے ہنیں ، شاہ پیراں ابن سید حسینی سلمہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے زمانے میں کتاب لکھنے کا شروع کیا ۔ جی کچھ آتا تھا ، سو پیر کی مدد سوں آساں لکھا جاتا تھا۔"

" ذکر معجزہ و کرامت ہور ولیاں کوں کرامت ہے کہ اینو[۲] پورا علم دھرتے ہیں ۔ و لے مغلوب و بیخود ہیں ۔ جیکچہ[۳] اینو تھے[۴] ظاہر ہوتا ہے ۔ سو اسے کرامت کہتے ہیں ۔ اما معونت[۵] او سے جو لعضے دیوانے جو پورا علم و معرفت ہنیں دھرتے ہیں ، الو تھے[۴] کچھ خرق عادت لیکی کہیں[۶] ہنیں ہوتا ہے ۔ سو چیز ظاہر ہوتا ہے ۔ ہور منذر اح اسدّ راخ اسے کہتے ہیں جو لعضے بے ایمان لوگوں کچھ سحر ہور منتر ہور اس وزان[۸] کے چیزا ظاہر کرتے ہیں[۹]

دکن مغلیہ بادشاہوں کے عہد میں

سنہ ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۷ء تا سنہ ۱۱۴۲ھ / ۱۷۳۰ء

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۰۹۵ھ میں بیجاپور اور ۱۶۸۷ء میں

---

[۱] اور [۲] اینو ۔ یہ لوگ [۳] جو کچھ [۴] سے [۵] ۔ وہ ہے ۔
[۶] ان [۷] کبھی [۸] و ضع [۹] ماخوذ از دکن میں اردو ۔

گولکنڈہ پر قبضہ کر کے پھر دکن میں مغلیہ سلطنت قائم کر دی۔ اس زمانہ میں بھی دکن میں بھی اردو ترقی اور تصانیف کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن ہر عہد میں نثر کی تصانیف نظم کے مقابلہ میں بہت کم ہوئی ہیں۔ اس عہد کا بھی یہی حال ہے تاہم بعض کتابوں کے نام اور بعض کے نمونے ملتے ہیں۔

سید شاہ محمدؒ قادری اورنگ زیب کے زمانے میں تھے۔ رائچور کے خاندان "نور دریا" کے بزرگ تھے۔ اور شیخ امین الدین اعلیٰ کے خلیفہ، چند رسائل تصوّف اردو نثر میں لکھے ہیں۔

شاہ ولی اللہ قادری خلف شاہ حبیب اللہ قادری نے ۱۱۱۵ھ ۱۷۰۴ء میں "معرفت السلوک" (مصنف شیخ محمود) کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ کا ۱۱۵۸ھ ۱۷۴۵ء میں انتقال ہوا۔ اس کتاب کا موضوع تصوّف ہے۔ نمونہ یہ ہے:—

"بولتا ہے کمترین مرید ہور والیس ترین شاگرد جاادب کش درگاہ اہالی عاجز فقیر محمدؐ ولی اللہ حکم کئے کھلوں حضرت شہباز ولایت معدن ہدایت آفتاب عالمتاب بزرگ اولیاء کے بڑے اتقیاء کے ہو جیدر نشین محمدؐ مصطفےٰ کے۔ صاحب شریعت ہور طریقت کے۔ دربار حقیقت

اور معرفت کے وارث محمد رسول اللہ حضرت شاہ حبیب اللہ

قادری باقی رکھے اللہ انو کوں ''

''من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے بیان میں بیان کروں

ہور اس کی شرطاں کی شرح کوں عیاں کروں ۔ کیا واسطے کہ سر من

عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے نکتیں کے تحقیق کرنا بہوت مشکل

ہے ۔ کیا واسطا کہ یو کلام صاحب دل کا ہے ۔ نہ ہر ایک بے دل

کا ہے ۔ ہور عارفاں نے اس بات میں بہوت کتاباں کئے ہیں''

سید شاہ میر بھی اس زمانہ کے بزرگ ہیں ۔ وقت راجوتی وطن تھا ۔ ادوپنر

میں رسالہ ''اسرار توحید'' لکھا ہے ۔ ایک اور رسالہ حقائق بھی شاہ میر کی تصنیف

سے ہے ۔ جس کا ایک نسخہ ۱۱۹۷ھ ۱۷۸۳ء کا لکھا ہوا نصیر الدین ہاشمی صاحب نے

دیکھا ہے [1] اس کا نمونہ یہ ہے :۔

قل انما انا بشر مثلکم ۔ جو خدائے تعالیٰ فرمایا یعنی

میں معبود نہیں [2] ۔ بلکہ تمہارے سا عبد ہوں ۔ خدا کی لسنت ۔

ہور [3] خدا نہیں بلکہ بندہ ہوں ۔ خدا کا رسول ہوں ۔ تم نہیں [4]

---

[1] داستانِ تاریخ اردو ۔ از مولانا حامد حسن قادری

[2] نہیں [3] اور [4] تم مجھ سے ہو حق

مجھ سوں ہے ۔ ہور میں خدا سوں ہوں ۔ لینی تمنیں میرے نور
ہیں ۔ ہور میں خدا کا نور ہوں ۔ اپس[1] سوں مجکوں جدا
مت جانو ۔ ہور مجھے اپس میں دیکھو ۔ ہور سمجھو کہ خدائے
تعالیٰ مت[2] رکھیگا ۔ تمنا ہو تمس[3] بات کا کہ "لقد من اللّٰہ"

طوطی نامہ : یہ ان کتابوں میں سے ہے جو "الف لیلہ" اور کلیلہ دمنہ کی طرح نہایت مقبول ہوئیں۔ اور بہت سی زبانوں میں ان کے ترجمے اور خلاصے لکھے گئے۔ طوطی نامہ بھی دراصل سنسکرت میں لکھا گیا تھا۔ جس میں طوطے کی زبانی ستر کہانیاں لکھی گئی ہیں۔ مولانا ضیاء الدین نخشبی بدایونی سنہ ۷۵۱ھ (۱۳۵۰ء) نے ان ستر کہانیوں میں سے باون کہانیوں کا انتخاب کر کے سنہ ۷۳۰ھ (۱۳۲۳ء) میں فارسی میں لکھا اور طوطی نامہ نام رکھا۔ زبان مشکل تھی اور اس سے لطف اندوز ہونا نہایت دشوار تھا ۔ اس لئے محمد قادری نے گیارھویں صدی ہجری میں اُن باون (۵۲) کہانیوں میں سے ۳۵ کہانیوں کو عمدہ اور با محاورہ فارسی میں لکھا اور طوطی نامہ ہی نام رکھا۔

ترجمہ کا نمونہ یہ ہے :- یہ صرف اس لئے لکھا جا رہا ہے کہ اس سے اردو نثر کے ارتقائی مدارج کا پتہ چل سکے کہ نثر نے کس طرح عہد بعہد

---

[1] آپ خود ۔ [2] رکھا [3] تم

ترقی کی منزلیں طے کیں۔

"پچھے سیں طرح طرح صفت وثنا پیدا کرنے والے زمین و

آسمان کی کیفیت و حقیقت یوں ہے کہ داستان وقصہ اور

حکایات حضرت مجتبیٰ ؑ کوں بیچ طوطے نامے کے ساتھ عبارت

سخت و دقیق کے لکھے ہیں۔ اس سے بیتن حوفضل و بیان

دار واسطے معلوم ہونے تمام لوگوں کوں محمد قادری نیک کرے

اللہ تعالےٰ مرتبہ انو کا بیچ عبارت سلیس اور آسان کے کھلی

ہوئی عبارت اور خطاں کے ہوے روزمرہ و جواب سوال کے

دولت مند ان کے تیئں لائق ہوے لکھتے ہیں"

اس کا خوش خط قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ اس کا اردو ترجمہ

بھی ہے - لیکن پوری کتاب کا ترجمہ نہیں ہے۔ اور آخر میں نام اور سنہ نہیں لکھا

ہوا - ڈاکٹر محی الدین قادری نے اپنی تالیف (اردو شہ پارے) میں اس طوطی نامہ

کی طویل عبارتیں نقل کی ہیں۔ اس کا مختصر سا نمونہ یہ ہے:۔

" بڑائی اور سناد اور دوزی اور پرہیزگار مسافری کو نکلے

اور ایک رات بیچ جنگل دہشت بھرے ہوئے کہ بتا باگاں

کا ڈر سیں - اس جنگل کے پانی ہوتا تھا۔ یکایک اپنا

اس جاگا میں بڑا سچی یعنی ہوا - وہ چاروں یار مصلحت

مصلحت کرے کہ ہم ہر ایک سو اتفق باری کرے یک ایک کے بھر نگہبانی کرے"

دکن مغلیہ حکومت کے بعد

محمدؐ باقر آگاہ ویلور (صوبہ مدراس) کے رہنے والے تھے ۱۲۲۰ھ ۱۸۰۵ء میں انتقال کیا۔ انہوں نے ۱۱۸۵ھ ۱۷۷۱ء میں اور اس کے بعد متعدد کتابیں عقائد و فقہ کے متعلق اردو میں لکھیں۔ یہ زمانہ دکن میں مغلیہ تسلط کے بعد کا ہے۔ اس زمانہ میں شمالی ہند (دہلی آگرہ وغیرہ) میں نثر کی تصنیف کچھ کم نظر آتی ہیں۔ مرزا رفیع سودا کا دیباچہ اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور مولانا شاہ عبدالقادرؒ کے تراجم قرآن مجید بعد کی چیزیں ہیں۔

[1] باقر آگاہ کی مندرجہ ذیل عبارت ان کے منظوم رسائل کے دیباچہ کا اقتباس ہے :-

"بعض علماء متاخرین خلاصہ عربی کتابوں کا نکال کر فارسی میں لکھے ہیں۔ تاکہ وہ لوگ جو عربی پڑھ نہیں سکتے ان سے فائدہ پاویں لیکن اکثر عورتاں اور عام ابنائے فارسی سے بھی آشنا نہیں ہیں اس لئے یہ عاصی مطلب قسم اوّل کا بہت اختصار کے ساتھ لکھ کر

---

[1] دکن میں اردو بحوالہ داستان تاریخ اردو از مولانا حامد حسن قادری ص ۴۵

دکنی رسالوں میں بولا ہے۔ اور ہر رسالہ کے وزن علیحدہ ہونے
سے خواہش و آرزو پڑھنے والوں کی زیادہ ہو وے۔ چھو رسالہ
اوّل کے مع رسالہ عقائد سنہ ایک ہزار ایک سو اور اسّی
اور پانچ میں اور ایک ہزار و یک سو ور اسّی اور چھ میں
سنہ ۱۱۸۵ھ و سنہ ۱۱۸۶ھ بنے ہیں۔ اور ان سب رسالوں
میں شاعری میں کیا ہوں۔ بلکہ صاف اور سادہ کہا ہوں
اور اردو کے بھاکے میں نہیں کہا۔ کیا واسطے کہ رہنے والے
یہاں کے اس بھاکے سے واقف نہیں ہیں۔ اے بھائی
یہ رسالے دکھنی زبان میں ہیں۔

محمد باقر آگاہ نے اپنی مثنوی گلزارِ عشق کے دیباچے میں
اردو نثر اور شاعری سے متعلق بہت سے نکات بیان کیے ہیں۔ اس
بحث میں اُن کے اصلی مزاج لیجی متصوفانہ مزاج بھی ظاہر ہو جاتا
ہے۔ وہ اولیائے کرام کی شرعی زندگی اور اُن کی پاکیزہ طینت کا
ذکر کرتے ہوئے بدعات کے خلاف لکھتے ہیں:-

"مقصود یہ ہے کہ رسوم مذکور البتہ بدعت اور شریعت با حقیقت سے بعید دور ہیں۔ ہر مومن پر لازم ہے کہ انہیں نہ کرے بلکہ ہمیشہ پیروی پر کتاب و سنت کے کان دھرے۔ باوجود اس کے اگر سر رشتگانِ ناز و نیاز کا اُس کے معنی رسا استنباط کرے تو بے شک اس میں مضائقہ نہیں۔ یہ نقل تو سُنا ہوئے گا کہ یک کاہل نے ترکاری فروش سے سُنا کہ "سویا سو چوکا" یہ سنتے ہی نعرہ مارا اور کہا کہ جن نے سو گیا سو غفلت کی سہو میں پڑا اور دوسرا بزرگ کہ البجیا (یعنی ککڑی) دھیلے کو ہے۔ آہ کھینچ کر کہا کہ سبحان اللہ یعنی نیکوں کی قیمت دمڑی۔ پس ہم سے بدوں کو کون پوچھتا ہے؟۔۔

(رسالہ صحیفہ لاہور۔ جنوری ۱۹۷۳ء۔ مضمون از ڈاکٹر جمیل جالبی)

اس کے بعد دہلی وغیرہ میں تصانیف نثر کا عام رواج ہوتا ہے اور تھوڑے عرصہ میں اس کثرت سے اردو اس قدر اعلیٰ تصانیف پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے ساتھ ہی دکن کی تصانیف کا پلہ جھک جاتا ہے لیکن اس کا مطلب نہیں کہ دکن میں ادو نثر کا دامن بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ بلکہ دکن میں بھی ادو نثر میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ارکاٹ کی اسلامی سلطنت کے زمانہ میں شرف الملک

مولانا محمد غوث رح جو دربارِ ارکاٹ کے مدار المہام اور اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔ کیدانی فقہ حنفی کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ان کا انتقال سنہ ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۳ء میں ہوا۔

ان کے زمانے کی نثر اور انکی تحریر کا نمونہ یہ ہے :-

" بوجہ کے تحقیق بندہ آزمائی جاتی ہے۔ درمیان اسکے کہ

بندگی کرے خدا کی اور ثواب پاوے اور درمیان اس کے کہ

گناہ کرے خدا کی اور عذاب کیا جاوے اور آزمائش تعلق

رکھتی ہے ساتھ شرعی چیزوں کے کہ کرے اسے و ساتھ خلاف

شرع چیزوں کے کہ چھوڑ دیوے اسے۔ اس واسطے

ضرور ہوا بیان کرنا شرعی چیزوں کا و خلاف شرع چیزوں کا "

قاضی بدر الدین علف شرف الملک: سنہ ۱۲۰۸ھ / ۱۷۹۳ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۳ء

میں انتقال کیا۔ یہ کئی درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے تیرہ اردو

کی ہیں۔ فقہ شافعی سیرتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرتِ صدیقِ اکبر۔ سیرتِ

شیخ عبد القادر جیلانی رح۔ ترجمہ و حواشی حدیث، تفسیرِ قرآنِ مجید، بڑی

ضخیم اور قابلِ قدر کتابیں ہیں۔ یہ اردو نثر میں ہونے کے ساتھ ساتھ تصوف

سے بھی متعلق ہیں۔ ان میں تصوف کے بہت سے مسائل پیش کئے گئے ہیں

اس کتاب کے نمونہ "فوائد بدریہ (سیرت النبیؐ) کے دیباچہ کا اقتباس یہ ہے:

"دیکھا کہ بازار علم کا بہت کاسد ہوگیا ہے اور علم کے جاننے

والے دنیا سے گزر گئے۔ اب کوئی زبان عربی یا فارسی میں کتاب

تصنیف کرے تو کچھ فائدہ اس پر مرتب نہیں۔ جن کو ان

زبانوں کی معرفت حاصل ہے۔ ان کے لئے بہت سی کتب

موجود ہیں۔ اور کسی کو خواہش مند نہیں پایا۔ تب

زبان ہندی میں یہ کتاب لکھنا شروع کیا۔ تاکہ عوام

مومنوں کو اس سے فائدہ حاصل ہووے اور اپنے

پیغمبر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے واقف

ہو کہ انکی پیروی خوبی کے ساتھ کریں"

فیض الکریم (تفسیر قرآن مجید)

"واعتصمو بحبل اللہ جمیعًا۔ اور مضبوط پکڑلو اللہ کی

رسی سب ملکر۔ اللہ کی رسی سے مراد اللہ کی دین ہے یعنی

دین اسلام اختیار کرو۔ اس کو رسی سے تعبیر کیا۔ کیونکہ

باریک تنگ راہ میں گزرنا چاہیئے اور پیر پھیلنے کا

اندیشہ ہووے تو رسّی جس کے دونوں طرف راہ کے دو
جانب سے باندھے ہوں پکڑ لے تو اوس کو خوف نہیں
رہتا۔ حق کی راہ بھی بہت باریک تنگ ہے۔ اکثر لوگوں
کے پیر اس میں لغزش پاتے ہیں۔ جس نے دینِ اسلام
مضبوط پکڑا اوبڑے خوف سے نجات پایا۔"

شمالی ھند میں سنہ ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء تا سنہ ۱۲۱۵ھ / ۱۷۹۹ء

شمالی ہند یعنی دہلی اور موجودہ صوبہ جات متحدہ آگرہ۔ اودھ و لقصانِ
نثر کا اصلی اور مستقل دور محمد شاہ بادشاہ دہلی زمانۂ حکومت سنہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۹ء تا
سنہ ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء ہے۔ اس عہد سے شروع ہوتا ہے اور یہ اردو نثر کا تقریباً دوسرا
دور تھا۔

اس زمانہ میں فضل علی فضلی جن کا تخلص فضلی تھا ایک اردو نثر
کی تصنیف "دہ مجلس" یا "کربل کتھا" (کربلا کی کہانی) کا نام اور پتا
ملتا ہے۔ جو ملا واعظ حسین کاشفی کی فارسی کتاب "روضۃ الشہدا"
کا ترجمہ ہے۔ لیکن فضلی کا نہ تو صحیح نام دریافت ہوتا ہے۔ نہ ہی پوری کتاب
ملتی ہے[1]۔ تذکرہ نویسوں نے اس کے نام و حالات میں بڑا اختلاف کیا ہے

[1] یہ کتاب جرمنی کے ایک کتب خانے سے دریافت ہوکر سنہ ۱۹۶۵ء میں دہلی سے چھپ چکی ہے۔ اسے مختار الدین احمد

مولانا احسن مارہروی نے اپنی بے نظیر تالیف (نمونۂ منثورات) میں جو
اپنی قسم کی اردو میں پہلی کتاب ہے ۔ فضل علی فضلی محمد شاہی عہد میں تھا۔
اس نے یہ کتاب سنہ ۱۱۴۵ھ میں لکھی اور پھر سنہ ۱۱۶۰ھ میں اس کی اصلاح
ونظرثانی کی ۔ اس کتاب کا صرف دیباچہ تذکرہ شعرائے ہند" (مؤلفہ ومترجمہ
مسٹر فیلن و مولوی کریم الدین) میں منقول ہے ۔ اور کافی طویل اور نہایت
دلچسپ ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا اقتباس بطور نمونہ پیش
کیا جاتا ہے :-

"آخر اوقات بعد کتاب خوانی سب یہ عذر کور کرتیں کہ
صد حیف و صد افسوس جو ہم کم نصیب عبارت فارسی
نہیں سمجھتے اور رونے کے ثواب سے بے نصیب رہتے ہیں
ایسا کوئی صاحبِ شعور ہووے کہ کسی طرح من وعن
ہمیں سمجھا دے اور ہم سی بے سمجھوں کو سمجھا کر رُلا دے
مجھ احقر افقر کی خاطر میں گذرا کہ اگر ترجمہ اس کتاب
کا برنگینیِ عبارت اور حسنِ استعارات ہندی قریب
الفہم عامہ مومنین و مومنات کیجئے تو بموجب اس کلام
باِنظام کے من بکی علی الحسین او تبا وجبت له الجنة

بڑا ثواب لیجئے"

مرزا رفیع سودا دہلوی: سنہ ۱۱۲۵ھ ۱۷۱۳ء میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۱۹۵ھ ۱۷۸۱ء میں وفات پائی۔ اردو نثران کے رسالہ سبیلِ ہدایت کا دیباچہ ہے۔ اس رسالہ میں مرثیہ کی شرح کے لعد اردو نثر درج ہے۔ اس میں بیدا حقیقی عبارت ہے۔ اس کا نمونہ یہ ہے :-

"انسان کو جس فن سے آپ کو کما ینبغی ماہر نہ کرے چاہئے کہ اس میں اپنی حد سے سخن باہر نہ کرے۔ گفتگو نے جاہل پیاہوے عالم موردِ انفعال بلکہ خموشی ہے۔ اس کی برابر صد وفضل کمال ---- کہ نہ آگاہ جس فن کا آگاہ ہے اس فن سے۔ یونی بولے گویا ہر دو لب اس کے دروازۂ رسوائی کے پاٹ ہیں کہ عمداً اپنے منہ پر کھولے ---- مخفی نہ رہے کہ عرصہ چالیس برس کا بسر ہوا ہے کہ گوہر سخن عاصی زیب گوش اہلِ ہنر ہوا ہے۔ اس مدت میں مشکل گوئی

دقیقہ سنجی کا نام رہا ہے۔ اور سدا مرغ مخنی عرش

آشیاں گرفتار دام رہا ہے۔"

قافیہ پیمائی اس زمانہ کا عام انداز تھا۔ صرف سوداؔ کی خصوصیت

نہیں۔ سو برس بعد تک عقفی نثریں لکھی گئیں ہیں۔ سوداؔ کے دیباچہ تک

شمالی ہند کی کوئی مستقل و مکمل تصنیف نثر معلوم و متعارف نہیں ہے۔

اس حساب سے سب سے پہلی نثر کی کتاب مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا اردو

ترجمہ قرآن ہے۔ شاہ صاحب حضرت ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ

کے دوسرے صاحب زادے تھے۔ ان سے بڑے شاہ عبدالعزیز صاحبؒ

تھے اور ان سے چھوٹے دو بھائی تھے۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ اور شاہ

عبدالغنی صاحبؒ۔

شاہ ولی اللہ صاحب ان علماء میں سے تھے جو صدیوں بعد کہیں

پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" میں احکام و علل

شریعت کے جو اسرار و معارف بیان کئے ہیں۔ وہ دنیائے اسلام میں

ان سے پہلے کسی نے بیان نہیں کئے تھے۔ اس اعتبار سے ان کا مرتبہ امام رازی

اور امام غزالی سے بڑھا ہوا ہے۔ ان کے سب صاحب زادے ایسے

عالم فاضل اور ولی کامل تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے علاوہ اور تصانیف
کے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ ۱۱۵۰ھ ۱۷۳۷ء میں کیا تھا۔ ان کے دوسرے صاحبزادے
شاہ رفیع الدین صاحب نے بھی اردو ترجمہ کیا۔ ترجمہ دشوار فہم ہے۔ اس
کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کی وسعت و بلاغت اور قرآن مجید کی معجز نما
عبارت ترجمہ کی گرفت میں نہیں آسکتی اور شاہ صاحب جیسے محتاط بزرگ
کو آیت آیت اور لفظ لفظ پر یہ خیال تھا کہ کوئی ایسی کمی بیشی نہ ہو جائے جس
سے مطلب کچھ سے کچھ ہو جائے اس لئے ان کے نزدیک بہترین صورت یہ تھی
کہ ہر لفظ اور ہر حرف کا ترجمہ عربی کی ترتیب کے مطابق لکھ دیا جائے۔ اب
ان کے ترجمہ کا کچھ حصہ بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے:۔

اے رب ہمارے مت پکڑ ہم کو اگر بھول گئے ہم یا خطا
کی ہم نے۔ اے رب ہمارے اور مت رکھ اوپر ہمارے بوجھ
جیسا رکھا تو نے اس کو اوپر۔ ان لوگوں کے پہلے ہم سے تھے
اے رب ہمارے اور مت اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں طاقت
واسطے ہمارے ساتھ اس کے۔ اور معاف کر ہم سے
اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم کو۔ تو ہے دوستدار ہمارا۔
پس مدد دے ہم کو۔ اوپر قوم کافروں کے۔
(سورہ بقر کی آخری آیت دعا)

اس زمانہ میں شاہ عبدالقادر صاحب نے ترجمہ کیا ۔ یہ ترجمہ بھی بامحاورہ اور سلیس نہیں ہے ۔ تاہم شاہ صاحب نے لفظ بلفظ اور حرف بحرف کا ترجمہ کرنے کے مقابلہ میں ادائے مفہوم اور وضاحت مطلب کو زیادہ پیش نظر رکھا ہے اس لئے ان کا ترجمہ پہلے ترجمہ کی نسبت بہت مختصر اور صاف ہو گیا ہے اس لئے نہایت مقبول ہوا ۔ اور کثرت سے چھپا گیا ۔ سورۂ انعام کی ان ہی آیتوں کا ترجمہ درج کرتے ہیں :-

اے جماعت جنوں اور انسانوں کی کیا تم کو نہیں پہنچے تھے
رسول تمہارے اندر کے سناتے تم کو میرے حکم اور ڈراتے
اس دن کے سامنے آنے سے بولے ہم نے مانے اپنے گناہ
اور ان کو بہکا دیا دنیا کی زندگانی نے اور قائل ہوئے اپنے گناہ
پر کہ وہ تھے منکر "

یہ ترجمہ صاف و سلیس ہے ۔ لیکن دونوں ترجموں کے الفاظ کشیدہ ہیں پہلا ترجمہ دوسرے سے زیادہ صاف ہے ۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنے ترجمہ پر تفسیری فوائد بھی لکھے اور اس کا نام موضح قرآن " رکھا ۔ یہ انکی اپنی عبارت ہے ۔ شاہ عبدالقادر صاحب کا انتقال ۱۲۳۰ھ / ۱۸۲۵ء میں ہوا ۔ شاہ رفیع الدین صاحب کا ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۸ء میں اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء میں یعنی تریسٹھ

ولادت کے برعکس ۔

ان مقدس ترجموں کے بعد اس زمانہ کی مستقل نوطرز مرصع ہے جس میں میر محمد عطا حسین خان تحسین نے قصہ چہار درویش کو رنگین و دقیق اردو میں لکھا ہے کہ چہار درویش کا قصہ خدمت میں سنانے کے لئے لکھا تھا۔ تحسین نے فارسی میں بھی "انشائے تحسین" "تواریخ فارسی" اور "ضوابط انگریزی" لکھی ہیں۔ نوطرز مرصع میں عربی و فارسی الفاظ پر تراکیب اور تشبیہات و استعارات کی اتنی کثرت ہے۔ مثلاً اس زمانہ کی نثر کا اندازہ یہ ہے :-

"بعد ایک لمحہ کے وہ ماہ شب چہار دہم، رونق افزا حدیقۂ فردوس نما کے ہو کر اوپر مسند زرلفت نقروی کے جلوہ آرائی ہوئی واہ جی واہ جس وقت وہ قمر طلعت داخل باغچہ نمونہ جنت کی ہوئی عطرِ گلاب رخسارہ زلیخائے شب ماہتاب کا تقویت بخش دماغ تماشائیوں کا ہو کے زینت آرا بزم کامرانی کا ہوا یوسف عکسِ بیاض نگینہ ہائے الماس انجم کا اوپر خاتم مینا رنگ سبزۂ زمین خلد آئین کے زیب افزا دیدۂ نورانی کا ہوا —"

اردو نثر اور اردو ادب کے لئے جو خدمات یورپین مصنفین نے دی ہیں

ان میں سے ہم صرف ایک مصنف کا ذکر کریں گے۔ اور وہ ہے اردو زبان کا سب سے بڑا عاشق مصنف اور مولف فرانسیسی عالم پروفیسر گارسن دتاسی اس شخص کو اردو زبان سے اس قدر عشق تھا کہ فرانس میں بیٹھا تھا۔ اردو کے بارے میں اسکی رفتار اور ترقی کا مطالعہ کرتا رہتا۔ اپنے دوستوں اور انگریز حکام کی معرفت اردو کے متعلق ہر قسم کی معلومات حاصل کرتا تھا۔ اور ہر سال کے آخر میں اپنی یونیورسٹی میں اردو کی اس سال کی ترقی پر لیکچر دیتا تھا۔ جس میں اردو کی ادبیات۔ شاعری۔ مصنفین اور اخبارات وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا۔ ۱۸۵۰ء سے لے کر ۱۸۶۹ء تک ۱۹ لیکچر دیئے۔ جن کا ترجمہ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد نے ۸۰۰ صفحوں پر مجلد کتاب میں شائع کر دیا۔ اس کے علاوہ گارساں دتاسی نے اردو زبان کی تاریخ بھی لکھی۔ اردو کتابوں کے ترجمے کئے ہیں۔ اور بعض اردو کتابوں کو اپنی ادارت میں شائع کیا ہے۔ گارساں دتاسی نے فارسی۔ عربی۔ سنسکرت۔ اردو ہندی کی خدمت کی ہے۔ اور مذہب۔ فلسفہ۔ تصوف۔ تاریخ۔ سیرت۔ قصص۔ شاعری تذکرہ وغیرہ علوم و فنون کے متعلق تصنیفات و تالیف کی ہیں۔ انہوں نے اردو زبان میں ۱۷ کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں ترجمہ۔ خطبہ۔ شاعروں کے تذکرے وغیرہ پر قلم اٹھایا ہے۔

باب ششم

باب ششم

مطبوعات و مخطوطات

(مطبوعات)

مطبوعہ کے تحت وہ کتابیں ۔ وہ رسالے اور وہ مجموعے زیر بحث آتے ہیں جو مختلف مطابع سے طبع ہوئے ہیں ۔ ان کی طویل فہرست "قاموس الکتب" اردو انجمن ترقی اردو میں ملتی ہے ۔ ان میں سے اور کچھ ان کے علاوہ کتابوں کے مقام اشاعت ان کے کچھ اقتباسات وغیرہ ذیل میں درج کرتے ہیں ۔ جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انسان نے زمانۂ قدیم سے لے کر آج تک علم کی پیاس بجھانے کے لیے کتنی جد و جہد کی ۔ کبھی خود کتابیں لکھتا رہا ۔ کبھی اس کو ازبر کرتا رہا اس طرح علم کتنی ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد آج اس مقام پر پہنچا ہے کہ آج بھی علم کے پیاسا کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم کے سمندر میں ایک قطرۂ شبنم ہے ۔

ذیل میں تصوف کی مطبوعہ اردو کتابوں کا تعارف اور تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے ۔

۱۔ ~~کتاب لغت~~ "تلبیس الابلیس کشف الناموس ابن الجوزی شمس الدین" ابوالفرح بن الجوزی کی تصنیف کردہ ہے۔ یہ اردو نثر میں ترجمہ کی گئی تھی۔ اسے فاروقی پریس دہلی نے شائع کیا تھا۔ اس کا حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ لیتا ور جلد نمبر ایک اور صفحہ ۱۸۰ پر پایا جاتا ہے۔ اس کتاب کے پانچسو بتیس ۵۳۲ صفحے ہیں۔ اور یہ ۱۳۲۳ھ کی تصنیف ہے۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۳ میں بھی درج ہے۔

۲۔ یہ کتاب چہار انہار تصوف جو ابوالحسن شاہ احمدی کی تصنیف ہے۔ یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے پانچسو اٹھتر ۵۷۸ صفحات ہیں۔ اور لکھنؤ سے شائع کی گئی ہے۔ یہ ۱۳۰۸ھ کی تصنیف ہے۔ اس کا حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن صفحہ ۲۱ پر پایا جاتا ہے۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۲ میں بھی درج ہے۔

۳۔ رسالہ اثبات سلوک متفرقات: یہ تصوف پر ایک مختصر رسالہ ہے جو اردو نثر میں لکھا گیا ہے۔ ابوالحسن شاہ احمدی کی تصنیف ہے۔ اس کے ۵۷۸ صفحات ہیں۔ اور اسے لکھنؤ سے شائع کیا گیا۔ یہ ۱۳۰۷ھ کی تصنیف ہے۔ اس کا حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن صفحہ ۲۲۰ میں پایا جاتا ہے۔

اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۳ اور ۵۰۴ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۴۔ هدایة الطالبین: یہ کتاب ابو سعید محمدؒ دہلوی کی تصنیف کردہ ہے

اس میں تصوف کے نکات ہدایت کے انداز میں پیش کرے گئے ہیں۔ یہ کتاب

اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے ایک سو آٹھ صفحات ہیں اور

اسے کتب خانہ حسنی الحسینی ٹنڈو آدم ملک عبد اللہ شاہ حکیم کے حوالے

سے لیا گیا۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۴ میں بھی

پایا جاتا ہے۔

۵۔ الحقیقت الباهرة فی اسرار الشریعت الطاهرة۔ یہ کتاب ابو الحمید

کی تحریر کردہ ہے۔ یہ دہلی کی چھپی ہوئی ہے۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ

حسنی الحسینی حکیم شاہ ٹنڈو آدم سے لیا گیا۔ اس کتاب کا تذکرہ

قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۵ میں بھی درج ہے۔

۶۔ الاحسان: یہ کتاب احسان الدین محمدؒ کی تصنیف کردہ ہے یہ

تصوف کی کتاب ہے۔ اس میں لفظ صوفی کی تشریح اور علمی تصوف

کی ابتدا اور تاریخی ترقی کی کیفیت اس میں پیش کی گئی ہے۔ یہ سنہ ۱۹۲۸ء میں

الناظر بک الحسینی لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ اس کی فہرست کا حوالہ صدیق

بک ڈپو لکھنؤ کے صفحہ ۱۴ اور الفہرست صفحہ ۱۹ پر پایا جاتا ہے۔ اس

کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب میں بھی صفحہ ۵۰۵ پر پایا جاتا ہے۔

۷۔ تحفۃ الصوفیہ : یہ کتاب احمد علی صوفی کی تصنیف کردہ ہے۔ اس میں صوفیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور یہ کتاب اردو نثر میں لکھی گئی ہے اس کے ۱۶ سولہ صفحات ہیں۔ اور یہ ۱۳۵۴ھ میں اعظم اسٹیم پریس دکن سے شائع ہوئی۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۷ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۸۔ اسرار التصوف مع ناز و نیاز :۔ یہ مثنوی اور کتاب احمد علی خان حکیم کی تصنیف کردہ ہے اس کے دو ۲ حصے ہیں۔ حصہ اول و حصہ دوم میں ۳۴۴ صفحات ہیں۔ مثنوی کے علاوہ اس میں تصوف کے نکات اور رموز و اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے اور ۱۳۱۱ھ میں لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ اس کی فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ اور صفحہ ۵۰۲ میں پایا جاتا ہے۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۷ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۹۔ علم التصوف : اس کتاب کے مصنف خواجہ عباد اللہ اختر ہیں، یہ بھی تصوف کے رموز و واقعات سے بھری پڑی ہے۔ اردو نثر میں تحریر کردہ ہے۔ اس کتاب کو ۱۹۶۱ء میں اتحاد پریس لاہور نے شائع کیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب ص ۵۰۸ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۱۰۔ معرفت کا تازیانہ : اس کے مصنف اسرار الحق شاہ غلام نبی عزت ہیں۔ اس میں معرفت کے نکات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ بھی اردو نثر

میں لکھی گئی ہے اسے ۱۳۲۶ھ میں مطبع حقانی دہلی نے شائع کیا۔ اس کی ~~فہرست کا حوالہ ڈاکٹر ... ~~ ۔ اس کتاب

کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۰۹ میں بھی درج ہے۔

۱۱۔ خصوص الکلم فی حل فصوص الحکم: یہ کتاب مولانا اشرف علی تھانوی کی تحریر کردہ ہے۔ یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ یہ ۱۳۲۳ھ میں اشرف المطابع تھانہ بھون سے شائع ہوئی۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کی جلد نمبر ۴ اور صفحہ نمبر ۱۹۲ میں پایا جاتا ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۱ میں بھی درج ہے۔

۱۲۔ آئینہ تربیت: خلاصۂ تربیت السالکین، یہ بھی مولانا اشرف علی تھانوی کی تحریر کردہ ہے۔ یہ بھی اردو نثر میں تحریر کی گئی ہے اس میں ۱۱۶ صفحات ہیں۔ اور ۱۹۳۶ء میں تجلّی پرنٹنگ ورکس دہلی نے شائع کیا۔ اس کی فہرست کا حوالہ صدیقی بک ڈپو لکھنؤ کے صفحہ ۲۶ میں پایا جاتا ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۱ میں بھی کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ مسائل السلوک: یہ کتاب بھی مولانا اشرف علی تھانوی کی تحریر کردہ ہے یہ اردو نثر میں تحریر کی ہے۔ اس کے ۲۰۸ صفحات ہیں۔ اسے ۱۳۲۷ھ میں اشرف المطابع تھانہ بھون نے شائع کیا۔ اس کا تذکرہ بھی قاموس الکتب

صفحہ ۱۲ھ میں تحریر ہے۔

۱۴۔ المشنہ العربی فی تنزیہ ابن العربی : مولانا اشرف علی تھانوی کی تحریر کردہ ہے۔ اسے ۱۳۴۲ھ میں اشرف المطابع تھانہ بھون نے شائع کیا اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن کی جلد نمبر چہارم اور ۱۵۲ صفحہ میں پایا جاتا ہے۔

۱۵۔ الاحیاء حصہ اول ودوم : یہ دونوں حصے مولانا اشرف علی تھانوی کی تحریر کردہ ہے۔ حصہ اول ۱۹۳۶ء میں انوار احمدی پریس الہ آباد نے شائع کیا۔ حصہ دوم بھی ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا۔ اس کی فہرست کا حوالہ گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو سے لیا گیا ہے۔ اس کتاب کے حصہ اول ودوم کا ذکر قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۳ میں بھی کیا گیا ہے۔

۱۶۔ لبصائر العیون : یہ کتاب اعجاز حسین لکھنوی ایم۔ اے کی تصنیف کردہ ہے۔ اس میں تصوف کے بعض اہم نکات بیان کئے گئے ہیں، اردو نثر میں لکھی ہے۔ اس میں ۱۲۸ صفحات ہیں۔ اور اسے ۱۳۲۷ھ وکٹوریہ پریس بدایوں نے شائع کیا۔ اس کتاب کا ذکر قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۴ میں بھی کیا ہوا ہے۔

۱۷۔ اعجاز قادری : یہ بھی اعجاز کی تحریر ہے اور یہ مطبوعہ ہے اس کے سن تالیف، سن تصنیف اور سن کتابت وغیرہ کے بارے میں کہیں بھی

ذکر نہیں۔ اور نہ ہی مقام اشاعت ہے۔ ویسے اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب
میں بھی صفحہ ۵۱۴ پر پایا جاتا ہے۔

۱۸۔ ارادہ: یہ کتاب مولانا شاہ محمدؒ اکبر داناپوری کی تحریر کردہ ہے۔ یہ کتاب
بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں ۱۸۲ صفحات ہیں۔ اور اسے سنہ ۱۸۹۳ء
میں مطبع شوکت شاہجہانی آگرہ نے شائع کیا۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ
آصفیہ حیدرآباد دکن جلد اول میں پایا جاتا ہے۔ جس کے پانچسو ۵۰۰ صفحات ہیں،
اس کے علاوہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر سنہ ۱۹۶۱ء
میں بھی اس کا حوالہ پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قاموس الکتب صفحہ نمبر
صفحہ نمبر ۵۱۴ میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۹۔ مراۃ خوارق وعادات: یہ کتاب امام الدین فاروقی شاہ کی تحریر
کردہ ہے۔ یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں ۱۲ صفحات ہیں اور
مقام اشاعت لکھنؤ ہے۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد
دکن جلد اول کے صفحے ۲۲ ۵ سے لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی ایک فہرست
کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۱ میں پائی جاتی ہے۔
اس کے علاوہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۵ میں بھی اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

۲۰۔ ارشاد مرشد: یہ کتاب مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کی تصنیف کردہ
ہے اور یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں ۱۶ صفحات ہیں

اور ۱۸۷۳ء میں مجتبائی پریس دہلی سے شائع ہوئی۔ اس کا حوالہ کیٹلاگ برٹش میوزم لائبریری لندن سے لیا گیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۶ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۲۱۔ نالہ امدادیہ: کتاب مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کی تصنیف کردہ ہے اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ مکتبہ دار التبلیغ دیوبند میں ہے۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۶ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۲۲۔ سفر در وطن: یہ مولانا امداد اللہ مہاجر مکی کی تصنیف کردہ ہے اور اسے اردو نثر میں لکھا گیا ہے۔ اس کے ۱۶ صفحے ہیں۔ اور اسے سنہ ۱۹۱۰ء میں مخزن المطابع لکھنؤ سے شائع کیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۷ میں بھی درج کیا گیا ہے۔

۲۳۔ نور الہدیٰ: یہ کتاب مولانا امداد علی کی تصنیف کردہ ہے یہ بھی تصوف کی کتاب ہے اور اردو نثر میں لکھی گئی ہے اس کے ۲۴ صفحات ہیں۔ اور سنہ ۱۲۸۵ء میں لاہور میں لکھنؤ سے نولکشور مطبع نے اسے شائع کیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۷ میں بھی درج ہے۔

۲۴: تحفۃ الصالحین: یہ کتاب بھی امداد علی کی تصنیف کردہ ہے اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس میں ۱۳۱ صفحات ہیں۔ اور سنہ ۱۲۶۷ء میں سلطان المطابع بمبئی سے شائع ہوئی۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۱۷ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۲۵ - ضیاء القلوب :- یہ کتاب امیر علی کی تصنیف کردہ ہے یہ بھی اردو نثر
کی کتاب ہے ۔ اس کے ۱۸۵ صفحے ہیں - اور اسے مطبع نو لکشور لکھنؤ نے
طبع کیا ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے ص ۵۱۷ میں بھی درج ہے ۔

۲۶ - فلسفۂ فقراء : یہ کتاب امین جنگ کی تحریر کردہ ہے ۔ اردو نثر میں
لکھی گئی ہے اور اسے دار المطبع حیدرآباد دکن نے شائع کیا ہے ۔ اس
کی فہرست کا حوالہ گشتی کتب خانہ انجمن ترقیٔ اردو کے صفحہ ۱۸۳ میں
پایا جاتا ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے ص ۵۲۰ میں بھی پایا جاتا ہے ۔

۲۷ - مقاصد الاسلام : یہ کتاب مولانا انوار اللہ خاں حیدرآبادی
کی تصنیف کردہ ہے ۔ یہ بھی اردو نثر میں تحریر کی گئی ہے ۔ اس کے پانچ حصے
ہیں ۔ یہ حصہ پنجم ہے اور اس کے ۱۷۶ صفحات ہیں ۔ اسے سنہ ۱۳۳۵ھ
میں مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن نے شائع کیا ۔ اس میں فقر و
فقری و تصوف ، خلافت ، جزا اور سزا کا بیان تفصیلی طور سے کیا
گیا ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۱ میں بھی پایا جاتا ہے ۔

۲۸ - انوار العاشقین : یہ کتاب مولانا انوار اللہ خاں حیدرآبادی کی
تصنیف کردہ ہے ۔ اور اس کا سن تصنیف و کتابت درج نہیں کیا گیا ۔
اور نہ ہی اس پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔ اس لئے اس کے
بارے میں زیادہ تفصیل نہیں معلوم ہو سکی ۔ اسے مجلس اشاعت العلوم
حیدرآباد دکن نے شائع کیا ۔

اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۱ میں بھی درج ہے۔

۲۹۔ نظریۂ توحید:۔ یہ کتاب ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کی تصنیف کردہ ہے۔
اس کے مقدمہ میں مجدد الف ثانی کی سوانح عمری بھی ہے اور اردو نثر میں لکھی گئی ہے
اس کا موضوع مجدد الف ثانی کا نظریۂ توحید ہے اور مسئلہ وحدت شہود کو
بڑے اچھے طریقے پر سمجھایا گیا ہے۔ یہ سنہ ۱۹۴۷ء میں تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے
شائع کی۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۳ میں بھی ملتا ہے۔

۳۰۔ مجدد الف ثانی کا نظریۂ توحید: یہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کی
تصنیف کردہ کتاب کا ایک اور ایڈیشن ہے۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے
ص ۵۲۳ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۳۱۔ شمع ہدایت: یہ کتاب بشیر الدین احمد کی تصنیف کردہ ہے اس کے
بارے میں اور کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے صفحات
کا کہیں تذکرہ نہیں ہے۔ یہ سنہ ۱۹۲۱ء میں دہلی سے شائع ہوئی۔ اس کا
تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۳ میں بھی ملتا ہے۔

۳۲۔ شعاعِ معرفت: یہ رلانی داس کی تصنیف ہے اور یہ سنہ ۱۹۰۰ء
کی تصنیف ہے صفحات وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں۔ یہ سنہ ۱۹۰۰ء میں جیسو پریس دہلی سے
شائع کی۔ اور یہ کتاب خانہ نواب سالار جنگ حیدرآباد دکن میں بھی موجود
ہے اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۳ میں بھی ملتا ہے۔

۳۳۔ جہاں آراء القلوب: یہ شہاب الدین شاہ کی تصنیف ہے اس کے بارے میں اور کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ ویسے یہ تصوف کی کتاب ہے اور اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ۱۲۸ صفحات ہیں۔ اور اسے ۱۹۰۶ء میں انبالہ سے شائع کیا گیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۳ میں بھی ملتا ہے۔

۳۴۔ سیر العارفین: یہ بہاؤ الدین محمود کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کے حوالے کا ذکر ہے۔ یہ بھی تصوف کی کتاب ہے اور اردو نثر میں تحریر کی گئی ہے اس صفحات کے اپنے صفحات درج نہیں ہیں۔ اس کی فہرست کا حوالہ گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو کے صفحہ ۱۸۳ میں ملتا ہے اور اسے نولکشور کے مطبع لکھنؤ سے شائع کیا گیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۳ میں ملتا ہے۔

۳۵۔ شرائط الوسائط: یہ تراب علی قلندر کاکوروی کی تصنیف ہے اس کا سن تصنیف وغیرہ درج نہیں۔ یہ اردو نثر کی کتاب ہے۔ اس کی فہرست کا حوالہ ڈاکٹر مولوی عبد الحق نمبر ۱۰۸ اور ۱۴۰ سے لیا گیا ہے۔ اسے علوی مطبع لکھنؤ سے شائع کیا۔ اسکا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۶ میں ملتا ہے۔

۳۶۔ محکم و متشابہ: یہ تمنا عمادی کی تصنیف ہے اس کے ساتھ ساتھ اس میں عرفان نفس اور عرفان رب کے بارے میں بھی تحریر ہے۔ یہ اردو نثر کی کتاب ہے۔ اس کی فہرست کا حوالہ ڈاکٹر مولوی عبد الحق کے کتب خانہ خاص سے لیا گیا۔ اس کا نمبر ۲۸ ہے اور اسے قومی پریس پٹنہ نے شائع کیا۔ اسکا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۲۶ میں بھی ملتا ہے۔

۳۷۔ تنبیہ الصالحین: اس کے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ کہیں بھی
اس کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی فہرست کا حوالہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے
کتب خانۂ خاص سے لیا گیا ہے۔ اس کا نمبر ۶۴۵ - ۴ اے ہے۔ اس کو
۱۲۷۳ھ میں اسلامیہ مطبع لاہور سے شائع کیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب
کے صفحہ ۵۲۶ میں بھی ملتا ہے۔

۳۸: مفتاح الحوائج: یہ جعفر حسین کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے بارے
میں اور کچھ معلومات نہیں مل سکیں۔ یہ اردو نثر کی تحریر ہے۔ اس کے ۶۰
صفحات ہیں۔ اور یہ ۱۳۰۲ھ میں لکھنؤ سے طبع ہوئی۔ اس کا تذکرہ
قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۰ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۳۹۔ جمال یار:۔ یہ جمال الدین نوری کی تصنیف ہے۔ یہ بھی اردو
نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں اور کچھ معلومات نہیں
ہو سکیں۔ اس کتاب کے ۳۴ صفحات ہیں۔ اور یہ کتاب ۱۳۱۱ھ
میں شمس الاسلام پریس حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ اس
کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۱ میں بھی درج ہے۔

۴۰۔ جمال السالکین: یہ کتاب محمد جمال الدین کی تحریر کردہ ہے
اس کے صفحات وغیرہ کا بھی کہیں ذکر نہیں۔ اور نہ اس کی فہرست
وغیرہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ دہلی ۱۸۹۱ء کی طبع شدہ ہے۔ اس

کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۱ میں بھی درج ہے۔

۴۱۔ خزینۃ الفرقان: یہ تصنیف سید شاہ جمال الحق کی تحریر کردہ ہے۔ یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے ۹۴ صفحات ہیں۔ ایکی فہرست وغیرہ کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ یہ ۱۳۰۱ھ میں مطبع گلشن فیض لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۱ میں درج ہے۔

۴۲۔ سرچشمۂ رحمت: یہ کتاب حبیب الدین احمد کی تصنیف کردہ ہے۔ یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ۱۳۲ صفحے ہیں اور یہ ۱۲۹۶ھ میں مرتضوی پریس سے شائع ہوئی۔ اس کی فہرست کا حوالہ عباسی کتب خانہ کراچی کے صفحہ ۸۰ میں پایا جاتا ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۲ میں بھی درج ہے۔

۴۳۔ کتاب الفقر اعجاز: یہ کتاب حسین علی شاہ کی تصنیف کردہ ہے یہ بھی تصوف کی کتاب ہے اور اردو نثر میں لکھی گئی ہے اس کے ۳۲ صفحات ہیں۔ اور ۱۳۲۵ھ میں بمبئی سے طبع ہوئی۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد نمبر ایک اور صفحہ نمبر ۵۱۸ میں ملتا ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۴ میں بھی ملتا ہے۔

۴۴۔ سلوک قادریہ و مقالات عزتیہ: یہ کتاب مفتی دیدار علی الوری اکبرآبادی کی تصنیف ہے۔ یہ بھی اردو نثر میں تحریر کردہ ہے اس کا سن تصنیف درج نہیں ہے۔ یہ ابوالعلائی آگرہ سے طبع ہوئی۔

اس کی فہرست کا حوالہ ڈاکٹر مولوی عبد الحق کے نمبر ۱۱۸۷ : ۱۴ میں درج ہے
اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۷ میں بھی درج ہے ۔

۴۵ ۔ ہدایت الطرائق : یہ کتاب مفتی دیدار علی الوری اکبر آبادی کی تصنیف کردہ ہے ۔ اردو زبان میں لکھی ہوئی ہے ۔ اس کے ۱۲۵ صفحات ہیں اور ۱۳۲۶ھ میں فضل المطابع دہلی سے طبع ہوئی ۔ اس کا تذکرہ ۔۔۔ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۳۷ میں ملتا ہے ۔

۴۶ ۔ سبیل الرشاد : یہ مولانا رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے ۔ یہ اردو زبان میں تحریر کردہ ہے ۔ اس کے ۱۲۵ صفحات ہیں ۔ اور ۱۳۱۲ھ میں دہلی میں طبع ہوئی ۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۴۸ میں ملتا ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ نمبر ۵۴۳ میں بھی درج ہے ۔

۴۷ ۔ کسنز مخفی : یہ رضا حسین کی تحریر کردہ ہے ۔ اس کے سن تصنیف وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ، نہ ہی فہرست دی گئی ہے ، نہ ہی کسی کتب خانہ کا ذکر ہے ۔ اس کے ۲۲ صفحات ہیں اور یہ دہلی کی مطبوعہ ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب میں صفحہ ۵۴۳ میں بھی ملتا ہے ۔

۴۸ ۔ ہدیہ محمدیہ : یہ محمد معروف شاہ قادری کی تصنیف ہے ۔ اردو زبان میں لکھی گئی ہے ۔ اس کے سولہ (۱۶) صفحات ہیں اور اس کے بارے میں کہیں بھی کوئی تذکرہ نہیں ملتا ۔ یہ ۱۲۶۲ھ میں محبوب شاہ حیدرآباد دکن سے طبع ہوئی ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب

کے صفحہ ۵۴۴ میں بھی ملتا ہے ۔

۴۹ ۔ تقوی : یہ سخاوت علی کی تصنیف ہے ۔ اور اردو زبان کی تحریر ہے اس کے ۲۰ صفحات ہیں ۔ اور ۱۲۶۸ھ میں مطبع الرحمان پریس کانپور سے شائع ہوئی ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۴۴ میں بھی ملتا ہے ۔

۵۰ ۔ شراحت و طریقت : ۔ یہ سعید محمد شاہ کی تصنیف ہے اردو زبان میں تحریر کی گئی ہے ۔ اس کے سن تصنیف وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا مطبوعہ آگرہ ہے ۔ اس کے علاوہ کوئی اور تذکرہ نہیں ملتا ۔ اس کا اس قدر ہی تذکرہ قاموس الکتب میں بھی ۵۴۵ میں درج ہے ۔

۵۱ ۔ رسالہ رومی : یہ سلطان باہو کی تصنیف ہے اس کے ۷ صفحات ہیں ۔ اور اسے نولکشور پریس لاہور نے شائع کیا ہے اس کے علاوہ اس کے بارے میں اور کچھ تذکرہ نہیں ۔ اسکا ذکر قاموس الکتب کے صفحہ ۵۴۶ میں ملتا ہے ۔

۵۲ ۔ سخاوت الشرافت : اس کے مصنف مولوی سلامت اللہ ہیں ، یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے ۔ اس کے کل ۸۰ صفحات ہیں ۔ اس کے علاوہ اسکے سن تصنیف وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا ۔ یہ اشاعت العلوم حیدرآباد دکن کی ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۴۸ میں بھی موجود ہے ۔

۵۳ ۔ تحفۃ المشتاق : یہ سید احمد قادری کی تصنیف ہے ۔ اردو نثر میں لکھی گئی ہے ۔ اس کے بھی سن تصنیف وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں یہ حیدرآباد دکن

کی طبع شدہ ہے۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب قدیم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن کی صفحہ ۳۵ میں درج ہے۔ اسکا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۴۸ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۵۴۔ انوار العاشقین: یہ سید حسن علی شاہ کی تصنیف ہے یہ کتاب بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ۹۰۲ صفحات ہیں۔ اور سنہ ۱۲۸۳ھ میں نولکشور پریس لکھنؤ سے طبع ہوئی۔ اس کا بیان قاموس الکتب کے صفحہ ۵۴۹ میں بھی ملتا ہے۔

۵۵۔ صحیفہ معرفت: یہ سید الشیوخ کی تحریر کردہ ہے۔ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ۴۸ صفحات ہیں۔ اس کے سن تصنیف وغیرہ کا ذکر نہیں ہے، ادیب پریس کا صرف ذکر ہے۔ اس فہرست کا حوالہ کتب خانۂ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو کراچی نمبر ۱۱۳۵ میں درج ہے۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۴۹ میں درج ہے۔

۵۶۔ نکات الاسرار: یہ کتاب شاہ شاھد کی تصنیف ہے۔ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کی فہرست اور حوالہ کا کہیں ذکر نہیں۔ اس کے ۴۶ صفحات ہیں۔ اور سنہ ۱۲۶۲ھ میں امیر المطابع آگرہ سے طبع ہوئی۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۵۲ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۵۷۔ اسرار توحید: یہ شاہ میر دکنی کی تحریر کردہ ہے۔ اس میں توحید کے اسرار و رموز بیان کئے گئے ہیں یہ اردو زبان میں لکھی ہوئی ہے اس کے ۳۶ صفحات ہیں اور سنہ ۱۳۲۱ھ میں مطبع عزیز دکن حیدرآباد دکن سے طبع ہوئی ہے اس کی فہرست کا حوالہ نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۳ء

صفحہ ۸۳ میں ملتا ہے۔
اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۸۳ میں بھی پایا جاتا ہے۔

۵۸ ـ خزینۃ الاسرار فی ذکر التوبہ والاستغفار: یہ شہاب الدین کی تصنیف کردہ کتاب ہے۔ اس میں توبہ اور استغفار کا تذکرہ بھی ہے۔ یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے بارے میں اور کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ یہ ۱۹۰۴ء میں لاہور میں طبع ہوئی۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۵۷ میں بھی ملتا ہے۔

۵۹ ـ خزینۃ التصوف باطریقۃ الحقیقت: یہ کتاب صدر الدین شاہ کی تصنیف کردہ ہے۔ اس میں تصوف کے بعض اہم نکات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ اردو نثر میں تصنیف کی گئی ہے۔ اس کے ۱۲۶ صفحات ہیں۔ اور ۱۳۵۱ھ میں معین دکن پریس حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۵۷ کے میں بھی تحریر ہے۔

۶۰ ـ تجدید تصوف و سلوک: یہ کتاب مولانا عبدالباری ندوی کی تحریر کردہ ہے۔ اس کتاب میں تصوف کے متعلق ہر قسم کے علمی و عملی غلطیوں اور غلط فہمیوں کو دور کر کے حقیقی تصوف کو پیش کیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ دراصل تصوف اسلام کا کمال ہے۔ اس کتاب کے ۴۹۴ صفحے ہیں۔ اور یہ ۱۹۴۹ء میں نامی پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ اسکا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۶۴ میں بھی ملتا ہے۔

۶۱ ـ بحر الحقیقت: یہ کتاب عبدالحسین کی تحریر کردہ ہے۔ یہ بھی اردو نثر

میں لکھی گئی ہے۔ اس میں ۶۸ صفحات ہیں۔ اور اس کے بارے میں کوئی خاص ذکر نہیں ملتا۔ یہ ۱۸۷۰ء میں کانپور سے طبع ہوئی۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۶۵ میں بھی ملتا ہے۔

۶۲۔ تھذیب القلوب: یہ کتاب عبدالرحمٰن کی تصنیف کردہ ہے۔ اس کے صفحات وغیرہ بھی درج نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس کے بارے میں زیادہ ذکر ملتا ہے یہ ۱۳۱۱ھ میں لاہور سے طبع ہوئی۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۶۶ میں بھی درج ہے۔

۶۳۔ اسلامی تصوف: یہ کتاب مولانا عبدالرحیم پشاوری کی تصنیف کردہ ہے یہ اردو نثر میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ علامہ ابن تیمیہ حرانی کی تالیف طریق الہجرتین وباب السعادتین کے پہلے حصہ کا اردو ترجمہ ہے۔ علامہ موصوف نے اس کتاب میں اسلام کے حقیقی تصوف کو پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ تصوف اسلام۔ فقر مسنون طریقت وحقیقت کے اصول وقواعد کو تشریح سے بیان کیا گیا ہے۔ فقر و عبودیت کی بحث پر کیف ہے۔ جو سالک باللہ کا مقصدِ حقیقی ہے۔ اس کتاب کے ۱۲۰ صفحات ہیں۔ اور ۱۳۹۱ء میں الہلال بک ایجنسی نے اسے شائع کیا۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۶۶ میں بھی درج ہے۔

۶۴۔ ھدایۃ الضالین: یہ کتاب عبدالرزاق قادری کی تصنیف کردہ ہے یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے ۴۴ صفحات ہیں۔ اور اسے ۱۳۱۰ھ میں آسی پریس لکھنؤ نے شائع کیا۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ

سرداراالحکماء حیدرآباد دکن سے بمبر ۴ ۲۱۷ میں ملتا ہے ۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۶۷ میں بھی ملتا ہے ۔

۶۵۔ کتاب التصوف: (لطائف المعارف) یہ کتاب عبدالحلیم صدیقی کی تصنیف کردہ ہے ۔ یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے ۔ یہ جلد اوّل ہے ۔ اس کے ۱۴۷ صفحات ہیں اور اسے اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن نے شائع کیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۶۹ میں بھی ملتا ہے۔

۶۶۔ فلسفۂ تصوف : یہ کتاب مولانا عبدالقوی لکھنوی کی تحریر کردہ ہے ۔ اس میں تصوف پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔ اردو نثر میں تحریر شدہ ہے ۔ اس کے ۱۶ صفحات ہیں۔ اور اسے ۱۹۳۰ میں الناظر پریس لکھنؤ نے شائع کیا۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۰ میں بھی ملتا ہے ۔

۶۷۔ ھدایت الانسان الی سبیل العرفان: یہ کتاب عبدالکریم شیخ کی تصنیف کردہ ہے ۔ اس کا سن تصنیف وغیرہ کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ یہ اردو نثر کی تحریر کردہ ہے ۔ اس میں ذکر و فکر و اصطلاحات صوفیہ سلسلہ نقشبندیہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ۔ حزب البحر کے پڑھنے کا طریقہ بھی درج ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۱ میں بھی درج ہے۔

۶۸۔ تصوف اسلام : یہ کتاب مولانا عبدالماجد دریابادی کی تصنیف کردہ ہے اس میں تصوف کے نکات بیان کئے گئے ہیں۔ اردو نثر میں ہے ۔ اس کے ۱۲۸ صفحات ہیں۔ اس کتاب کو ۱۹۲۵ء میں دفتر الناظر پریس لکھنؤ نے شائع کیا۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۱ میں بھی ملتا ہے ۔

۶۹- اسرارِ حقیقت : یہ کتاب عبد اللہ شاہ کی تصنیف کردہ ہے ۔ اس کتاب میں اصول درویشی بیان کئے گئے ہیں ۔ اردو نثر میں لکھی ہوئی ہے ۔ اس میں ۲۵ صفحات ہیں ۔ اور اسے ۱۹۱۰ء میں مطبع نظامی کانپور نے شائع کیا ہے ۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۳ میں بھی ملتا ہے ۔

۷۰- عقائد صوفیہ : اس کتاب کے لکھنے والے کا نام نہیں معلوم ہو سکا ۔ یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے ۔ اس کتاب کو مخر نظامی پریس کانپور نے شائع کیا ۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب قلعہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن کے صفحہ ۱۱۵ میں درج ہے ۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۴ میں بھی درج ہے ۔

۷۱- قانونِ تصوف : یہ کتاب حافظ علی انور کی تصنیف کردہ ہے ۔ یہ بھی اردو نثر میں لکھی گئی ہے ۔ اس کتاب کے ۴۶ صفحات ہیں ۔ اور اسے ۱۹۱۶ء میں مرآة الحق پریس آگرہ نے شائع کیا ۔ اس کی فہرست کا حوالہ گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو ہند صفحہ ۱۸۳ میں ملتا ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۵ اور ۵۷۶ میں ملتا ہے ۔

۷۲- ملفوظات خواجگانِ چشت : یہ ملفوظات غلام احمد خاں کے تحریر کردہ ہیں ۔ اس کے صفحات وغیرہ کہیں بھی درج نہیں ۔ اسے ۱۳۱۷ھ میں شاہجہانی پریس دہلی نے شائع کیا ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۷ میں ملتا ہے ۔

۷۳- تحفہ جیلانیہ : یہ شاہ غلام جیلانی کی تصنیف ہے یہ بھی اردو نثر

میں لکھی ہوئی ہے ۔ اس کے ۵۲ صفحات ہیں ۔ اور اسے ۱۳۱۲ھ میں قرشی پریس حیدرآباد دکن نے شائع کیا ۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۷ میں ملتا ہے ۔

۷۴ ۔ کلماتِ صوفیہ : یہ کلمات غلام قادر کے تصنیف کردہ ہیں ۔ جن میں صوفیوں کے بعض اہم کلمات اور انکی اصطلاحات بیان کی گئی ہیں ۔ اس کے ۲۲ صفحات ہیں ۔ اور اس کو ۱۳۱۰ھ میں مطبع النوری مدراس نے شائع کیا ہے ۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۷۹ میں بھی پایا جاتا ہے ۔

۷۵ ۔ جواب السالکین : یہ کتاب لال محمد کی تحریر کردہ ہے ۔ اس کے بارے میں اور زیادہ معلومات نہ مل سکیں ۔ اور نہ ہی اس کے صفحات وغیرہ درج کئے گئے ہیں ۔ یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے اور ۱۲۸۸ھ میں لکھنؤ سے طبع ہوئی ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۸۴ میں بھی ملتا ہے ۔

۷۶ ۔ تربیت السالک : یہ کتاب محمد بشیر کی تحریر کردہ ہے ۔ اس میں صوفیوں اور راہ سلوک اختیار کرنے والوں کو صحیح طرح کی تربیت دی گئی ہے ۔ اردو نثر میں لکھی گئی ہے ۔ اس کتاب کے ۷۲ صفحات ہیں اور اسے ۱۹۱۴ء میں احمدی پریس لاہور نے شائع کیا ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۸۹ میں بھی ملتا ہے ۔

۷۷ ۔ تواریخ آئینہ تصوف : یہ محمد حسین شاہ صابری کی تصنیف ہے ۔ اس کے بارے میں اور زیادہ معلومات نہ مل سکیں ۔ اور نہ ہی اس کے سنِ تصنیف

وغیرہ کے بارے میں کوئی ذکر ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ مطبوعہ بمبئی ہے۔

اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۸۹ میں بھی کیا گیا ہے۔

۷۸ - رہبر طریقت: یہ سید محمد شاہ عمر قادری کی تصنیف ہے اس کتاب کے ۷۰ صفحات ہیں۔ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اسے ۱۳۱۴ھ میں صحیفہ پریس حیدرآباد دکن نے شائع کیا۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ جامع اہل اسلام مدراس صفحہ ۶۸ سے لیا گیا ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۹۳ میں بھی آیا ہے۔

۷۹ - تحفۃ السالکین: یہ کتاب سید شاہ محی الدین بخاری کی تصنیف ہے یہ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ۲ صفحات ہیں۔ اور اس کے سن تصنیف کے اور حوالے کے بارے میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کو نظام دکن پریس حیدرآباد دکن نے شائع کیا۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۹۵ میں بھی ملتا ہے۔

۸۰ - تحفہ قادریہ: یہ کتاب سید شاہ محی الدین بخاری کی تصنیف کردہ ہے۔ اس میں اس کا ضمیمہ بھی شامل ہے۔ اس کے ۴۰ صفحات ہیں۔ اور ۳۲ صفحات ضمیمہ کے ہیں۔ اس کو ابو العلائی پریس مدراس نے شائع کیا۔ سن تصنیف وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کتاب کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۹۵ میں بھی ملتا ہے۔

۸۱ - اختصار فی فوائد اسرار: یہ کتاب قادری محی الدین بادشاہ

کی تصنیف کردہ ہے ۔ اس کے ۵۶ صفحات ہیں ۔ اور اسے سنہ ۱۲۵۲ھ میں محبوب شاہی پریس حیدرآباد دکن نے شائع کیا ۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن کے بنمبر ۲۰۸ اور اس کے علاوہ فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد نمبر ایک اور صفحات نمبر ۵۰۰ میں بھی پایا جاتا ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۹۶ میں بھی پایا جاتا ہے ۔

۸۲ ۔ مجموعہ نکات فقر و تصوف : یہ مجموعہ مظہر شاہ علی کی تصنیف ہے ۔ اس میں تصوف اور فقر کے اہم نکات بیان کئے گئے ہیں ۔ اس مجموعہ کے ۹۲ صفحات ہیں ۔ اور ۱۳۰۸ھ میں لکھنؤ سے طبع ہوئی ۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس صفحہ ۲۷ میں ملتا ہے ۔ اس کا مجموعہ کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۹۸ میں بھی ملتا ہے ۔

۸۳ ۔ اخبار الصالحین : یہ نواب معشوق یار جنگ کی تصنیف ہے ۔ اس میں ۴۸۸ صفحات ہیں ۔ اور اسے سنہ ۱۹۳۶ میں اعظم پریس اسٹیم حیدرآباد دکن نے شائع کیا ہے ۔

اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۵۹۸ میں بھی ملتا ہے ۔

۸۴ ۔ صحیفہ ذکر اولیاء : یہ نظام الدین حسن کی تصنیف ہے ۔ اس میں ۱۸۲ صفحات ہیں ۔ اور حیدرآباد دکن سے طبع ہوئی ہے ۔ اس کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی اور معلومات نہیں ملتیں ۔ اس کا سن تصنیف وغیرہ بھی درج نہیں ہے ۔ اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۶۰۵ میں بھی ملتا ہے ۔

۸۵ - مجموعہ رسائل تصوف: یہ نورالحسن کی تصنیف ہے۔ اس میں تصوف کے نکات بیان کئے گئے ہیں۔ اردو نثر میں لکھی گئی ہے۔ اس کے ۲۰۲ صفحات ہیں۔ ۱۳۱۵ھ میں لکھنؤ سے طبع ہوئی۔ اس کی فہرست کا حوالہ کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۰۲۳ میں ملتا ہے۔

اس کا تذکرہ قاموس الکتب کے صفحہ ۶۰۵ میں بھی ملتا ہے۔

اب ذیل میں طبع زاد کتابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

معراج المومنین:- یہ کتاب اردو نثر میں ہے۔ سنہ ۱۹۶۰ء میں شعاع ادب لاہور نے پہلی بار شائع کی ہے۔ اس کے مؤلف محمد حلیم ہیں اس میں صلواۃ سے متعلق عمدہ مواد جمع کیا گیا ہے۔ مؤلف کے بقول صلواۃ کے آداب و فضائل پر جو اپنے اپنے طرز وافادیت میں جداگانہ اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ حسین و جمیل انتخاب ان ہی کتابوں کی مدد سے عمل میں آیا ہے۔ اور اس میں یہ بات مدنظر رکھی گئی ہے کہ نماز اور اس کے متعلقات پر کچھ مفید مطالب مواد جمع کر دیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین مستفید ہو سکیں۔

مؤلف کا نقطۂ نظر طریقت اور تصوف کی روح کے مطابق ہے اور سلوک کی منازل طے کرنے والوں کو نماز کی روح سے واقف ہونے میں اس سے مدد ملتی ہے۔ اردو نثر میں اس نوعیت کی اور بھی تالیفات معرض اشاعت میں آئی ہیں۔ لیکن اس کتاب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں آیات قرانی اور احادیث نبوی م کے ساتھ ساتھ علمائے امت اور صوفیائے کرام کے اقوال وارشادات بھی جمع کئے گئے ہیں۔ اور تصوف کی بعض کتابوں اور بعض مشہور و مستند تصانیف سے طویل اقتباسات نقل کئے گئے ہیں۔ نماز کے

کے علاوہ دیگر ضمنی موضوعات میں تقویٰ - ختم نبوت - اسمائے حسنیٰ

اور ذکر وغیرہ کے فضائل نہایت اہم ہیں - لہٰذا ان پر بھی صوفیائے کبار کی

کتابوں سے مناسب اقتباسات پیش کئے ہیں - طالبانِ حق کے لئے نماز کے ظاہری

و باطنی محاسن کا صحیح علم ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے بصیرت حاصل ہوتی ہے اور

نماز صحیح معنوں میں معراج المومنین کے لقب کی مستحق ہو سکتی ہے - اس لئے ہمارے

خیال میں مؤلف نے اس کتاب کا نام بھی بہت درست رکھا ہے - جن خاص

کتابوں کے حوالے اور اقتباسات درج کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں کشف المحجوب

عوارف المعارف - کتاب الاربعین - منہاج العابدین اور مرصاد العباد'

یہ سب تصوّف کی اعلیٰ درجہ کی کتابیں ہیں - معراج المومنین میں صلواۃ

سے متعلق ان کتابوں کا نچوڑ آگیا ہے - نمونۂ عبارت یہ ہے :

" حضرت عثمان رضؓ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے مروی ہے کہ اگر قلوب نجاست سے پاک ہو جائیں

تو تلاوتِ کلام اللہ سے کبھی سیری نہ ہو " (ص ۴-۳)

تجدید تصوّف وسلوک: اس کے مصنف مشہور عالم مولانا عبدالباری ندوی ہیں۔ جو نہ صرف ایک صاحب حال بزرگ تھے بلکہ بڑے عالم بھی تھے۔ اور عثمانیہ یونیورسٹی میں فلسفہ کے استاد تھے۔ اس کتاب کو نفیس اکیڈمی کراچی نے چھاپا ہے۔ اس کا تیسرا اڈیشن ہمارے پیشِ نظر ہے جو ۱۹۶۲ء میں چھپا ہے۔ اس میں ۳۳۵ صفحات ہیں۔

درحقیقت تصوّف سے متعلق دورِ جدید کی یہ ایک نہایت اہم کتاب ہے۔ جس میں تصوّف کو نئی پرانی علمی وعملی تمام غلطیوں اور غلط فہمیوں سے پاک و صاف کر کے اس میں حقیقت کو آئینہ کر دیا گیا ہے کہ تصوّف نام ہے عین اسلام بلکہ کمال اسلام کا ہے۔ اور بے صوفی بنے اسلام کی دینی و دنیوی انفرادی و اجتماعی قومی وسیاسی برکات وثمرات سے کما حقہٗ ہم کنار ہونا عملاً ناممکن ہے۔ یہ مصنف کے نقطۂ نظر کا مختصر تعارف بھی ہے۔ جو اوپر ہم نے چند لفظوں میں پیش کر دیا ہے۔

مصنف نے اس سے پیشتر ایک کتاب جامع المجددین بھی لکھی تھی جو مولانا اشرف علی تھانوی کے تجدیدی کارناموں سے متعلق تھی۔ مصنف نے

اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ واضح رہے کہ مولانا سید سلیمان ندوی اس سلسلۂ تصوّف سے منسلک ہو گئے تھے ۔ اور یہ کتاب موصوف ہی کے ایما سے لکھی گئی تھی۔

مولانا عبد الباری ندوی ایک مشہور اہل قلم ہیں اور بیک وقت صوفی بھی ہیں ۔ اور فلسفی بھی ــــ یہ خوبی امام غزالی کے بعد کم صوفیہ کے ہاں ملتی ہے ۔ بہر حال یہ خوبی مولانا میں موجود ہے اور اسکی بناء پر وہ اس کتاب میں بہاسب کامیابی سے اپنے خیالات ۔ ان کا انداز بیان کسی گنجلک سے پاک اور دلچسپ ہے

نمونہ نثر یہ ہے :ــــــــ

" ایک بڑا مغالطہ بڑے لوگوں کو یہ ہے کہ قلب و باطن کی جس صفائی اور تزکیہ پر تصوّف میں اس قدر زور دیا ہے کہ گویا سارا تصوف یہی ہے وہ چونکہ غیر مسلم اشراقیہ اور خصوصًا خود ہمارے ہندوستان کے جوگیوں میں بکثرت اور بڑے بڑے خوارق کے ساتھ پایا جاتا ہے ۔ اس لئے ان کو بھی انہوں نے صوفی ہی سمجھ رکھا ہے ۔"

(ص ۲۴)

اقبال اور تصوّف: اس کتاب کے مصنف پروفیسر محمدؐ فرمان ایم ۔ اے ہیں

اسے بزمِ اقبال لاہور نے ۱۹۵۸ء میں شائع کیا تھا۔ یہ کتاب تصوف سے متعلق

اقبال کے افکار و نظریات سے بحث کرتی ہے ۔ مصنف نے دیباچے کے بعد پہلے

باب میں تصوّف کی حقیقت سے بحث کی ہے اور موضوعیت کے ساتھ اس کا جائزہ

کتاب و سنّت کی روشنی میں لیا ہے ۔ دوسرے باب میں صوفیہ سے حسنِ عقیدت

کو زیرِ بحث لایا گیا ہے ۔ تیسرے باب میں فکرِ اقبال پر ایک نظر ڈالی گئی ہے

چوتھے باب میں اضطراب اور پانچویں باب میں رومی ۔ ابنِ عربی وغیرہ

کے متعلق اقبال کے خیالات ہیں ۔ چھٹے باب میں عرفان کو موضوع بنایا ہے

اور آخری یعنی ساتویں باب میں اقبال کے مسلک کے ارکان سے بحث کی گئی

ہے ۔ جو بقولِ مصنف یہ ہیں ۔ انسان کی عظمت ۔ عشق ۔ عشقِ رسول ،

حسنِ اخلاق ۔

اقبال نے خودی کا درس دیتے ہوئے انسانی خودی کی تکمیل کے لیے ضبطِ

نفس اور اطاعت پر بڑا زور دیا ہے ۔ جو اصل قرآنی تصوّف ہی کی ایک

تعبیرِ جدید ہے ۔ اسلامی تاریخ میں صوفیہ کرام کی زندگیاں ضبطِ نفس اور

اطاعتِ الٰہی کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہیں ۔ اقبال نے ان بزرگوں کی خدمت میں زبردست

خراجِ عقیدت پیش کیا ہے ۔ پروفیسر محمدؐ فرمان نے اقبال کے نظریات کو بڑی خوبی

سے پیش کیا ہے ۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ اقبال روحانیت کو غیر اسلامی رنگ میں

پیش کرنے والے صوفیوں کے خلاف تھے ۔ بالفاظِ دیگر نام نہاد صوفیوں کے

خلاف تھے مگر سچّے صوفیوں کے معتقد مصنف کی یہ کتاب ہر لحاظ سے قابلِ

مطالعہ ہے ۔ اندازِ بیان اور صاف ہے :—

"نمونۂ نثر"

" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ کا حضرت مجدد رح سے گہرا تعلق

باطنی ہے ۔ کم نظر لوگ یہ دھوکا کھا جاتے ہیں کہ علامہ اپنے والد

سے قادری سلسلے میں بیعت رکھتے تھے ۔ اور مجددؒ الف ثانی رح

کا سلسلہ نقشبندی ہے ۔ لہٰذا ان کا تعلق مشتبہ ہو جاتا ہے ۔ یہ ایک

ایسا خیال ہے جو سلسلوں کی حقیقت اور ان کے باہمی ربط کو

نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ۔ مولانا شاہ ولی اللہ رح نے اس

مسئلہ پر ھمعات میں تفصیل سے بحث کی ہے کہ ایک

سلسلہ میں بظاہر منسلک ہونے کے باوجود ایک سالک دوسرے سلسلوں کے شیوخ سے

فیض حاصل کرتا رہتا ہے (ص۔ ۱۰۵)

درویشی کیا ہے : یہ کتاب مولانا مقبول احمد سیوہاروی کی تصنیف کردہ ہے

اور خواجہ غریب نواز کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ اسے ندیم بک ڈپو سیوہارہ ضلع

بجنور نے شائع کیا ہے۔ یہ ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۵۶ء میں شائع

ہوئی ہے۔ مصنف نے یہ کتاب خواجہ غریب نواز کے آستانے پر حاضری دے

کر مرتب کی ہے وہ ایک صاحبِ حال مصنف معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے اکابر

صوفیہ کے اقوال سے صحیح طریق درویشی کو سمجھا ہے اور مشائخ چشت کے اصولوں

کی وضاحت کی ہے۔ اس کتاب میں آستانہ خواجہ غریب نواز کے سجادہ

نشین سید عنایت حسین کی تقریظ بھی شامل ہے۔ موصوف نے اسے پسند

کرتے ہوئے لکھا ہے کہ " میں سمجھتا ہوں کہ مسلک درویشی بتانے اور سمجھانے کے لئے

وقت حاضر کی یہ بہترین کتاب ہے۔"

کتاب میں مجاہدہ۔ نماز۔ روزہ۔ خلافت۔ اور خواجہ غریب نواز

کی تعلیمات سے بحث کی گئی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بہت خوب انداز میں

کی گئی ہے۔ مصنف کی تحریر کا ایک اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے :-

"کیا آپ کی چشم تصور نے میدان کربلا کا وہ منظر نہیں دیکھا

جہاں تلواروں اور برچھیوں کے سایہ میں اس مرد باخدا نے

جس کا اسوۂ حسنہ فراموش کر دیا گیا ہے اور جس کا دامن

ہم بے نواؤں کے لئے سایۂ نجات ہے، عین جنگ میں سجدۂ

عبادت کیا تھا۔ (ص ۸۳)

فیضانِ قدسی : اس کتاب کے مصنف خواجہ صوفی حبیب اللہ میر کشمیری ہیں۔ اسے گوشۂ ادب لاہور نے ۱۹۵۴ء میں پہلی بار شائع کیا۔ یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے یعنی اس میں صرف ۵۹ صفحات ہیں۔ لیکن مطالب و معانی کے اعتبار سے بہتر ہے۔ اول اس میں اذکار و اشغال سے بحث ہے۔ مصنف نے بتایا ہے کہ یہی وہ چیز ہے جو بندوں کو اپنے رب سے قریب کرتی ہے۔ پھر آیات اسماء حسنیٰ کا بیان ہے۔ جن کی اہمیت یہ ہے کہ یہ دنیا کی ہر چیز کو مسخر کرنے والی چیز ہیں۔ اس کے تسبیح اعظم الاذکار کا بیان ہے جو اپنے اثر کے لحاظ سے بقول وہ چیز ہے جو

بیماریوں کو ہٹا دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ پھر دعائے قدسی کا بیان ہے جو ہر پریشانی سے نجات دلانے والی چیز ہے۔ اور آخر میں عمل فتوح الغیب کا ذکر ہے جو فکرِ معاش سے بے نیاز کرنے والی چیز ہے۔ مصنف کا اندازِ بیان دل چسپ اور دل نشین ہے۔

ذیل میں کتاب کی عبارت کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے :—

"جب اسمائے حسنی میں سے کسی اسم کو اس صفتِ جامع جمیع صفات اور اس وصف اقدس و اعلیٰ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو فرش سے عرش تک کائنات و موجودات کی ہر چیز قربان ہو جاتی ہے اور فیضانِ رحمت کا نزول ہونے لگتا ہے (ص ۱۹)

معارف النفس : اس کتاب کے مصنف لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر خواجہ عبدالرشید ہیں۔ یہ کتاب بھی نقی محمد خان خورجوی کی کتاب کی طرح ایک غیر صوفی کے قلم سے تصوّف کے موضوع پر کتاب ہے۔ اس کتاب کا دوسرا نام "رموزِ تصوف" ہے۔ مصنف کا نقطہ نظر اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس کی تاثیر کی حیثیت سے مجلس اخوان الصفا کی اچھی کا نام درج ہے جو قدیم عقلیت پسندوں کی یاد

میں قائم کی گئی ہے ۔

مصنف نے اس کتاب کا انتساب مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے نام کیا ہے جنہیں اپنا استاد بھی لکھا ہے ۔ اس کے بعد حفیظ ہوشیار پوری نے مصنف اور کتاب کا تعارف لکھا ہے ۔ مصنف کے بارے میں تعارف نگار لکھتے ہیں :-

" خودی سے وحدت الوجود تک یقعبدہ بازی سے معجزہ تک، توہمات سے سائنس کی جدید ترین تحقیقات تک، فلسفہ سے تصوف تک اور نفس شناسی سے تحلیلِ نفسی تک ۔ ان کے دل چسپ اور رنگا رنگ موضوعات کا دائرہ پھیلا رہتا ہے ۔"

مصنف کا نمونہء نثر یہ ہے :----- " ذکر کے جلی اور خفی طریقوں کا بیان

مشائخِ طریقت کا کام ہے ۔ ہم یہاں صرف ذکر کے فوائد

اور اس کا طریقِ کار جدید علم النفسیات کی روشنی میں کریں گے

تاکہ وہ علاج جو ہم نے اسلامی معاشرہ میں احساس کمتری کے

رد کرنے کا تجویز کیا تھا اس کی تفصیل سامنے آ جائے ۔

؎ لا إلٰہ گوئی بگو از روئے جاں

تاز اندام تو آید بوئے جاں (اقبال صفحہ ۱۱۵)

تزکیۂ نفس :- یہ کتاب مولانا امین احسن اصلاحی نے لکھی ہے۔ اس کو ملک برادرز لائلپور نے ۱۹۶۱ء استقلال پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ یہ کتاب ۴۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں دیباچے کے علاوہ ۱۶ باب ہیں۔ جن میں تزکیۂ نفس۔ حجاباتِ علم۔ آفاتِ علم۔ بیماریوں کا علاج۔ تزکیۂ عمل نماز۔ انفاق۔ روزہ۔ حج کا بیان ہے اور ان موضوعات پر تزکیہ کے نقطۂ نظر سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

دیباچے میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کا حصہ اوّل ۱۹۵۶ء میں چھپا تھا۔ یہ کتاب تربیتی لکچروں کا مجموعہ ہے۔ جیسا کہ خود مصنف نے خود دیباچے میں لکھا ہے اور نفس کی اصلاح اور تربیت اس کا مقصد ہے۔ مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کتاب میں ایک خاص چیز جو ہر چیز پڑھنے والا پہلی ہی نظر میں محسوس کرلیگا وہ یہ ہے کہ میں نے تزکیہ کو زندگی کے تمام اطراف پر حاوی کردیا ہے۔ تصوف میں تزکیۂ زندگی کے ایک نہایت ہی محدود گوشہ سے تعلق

رکھتا ہے - لیکن کتاب و سنت میں جس تزکیہ کا بیان ہے وہ ہماری زندگی کے ہر گوشے سے بحث کرتا ہے (ص ۱۴)

ہمارے خیال میں مصنف نے مذکورہ بالا سطروں میں تصوف سے مراد نام نہاد صوفیہ کے تصوف سے لی گئی ہوگی ۔ ورنہ حقیقی صوفیہ کا تصوف کتاب و سنت کے عین مطابق ہے اور تمام اطراف حیات پر حاوی ـــــ بہرحال کتاب اچھی ہے اور مصنف ایک مشاق اہلِ قلم ہے - ان کی نثر پرتاثیر زود دار ، صاف سادہ اور شگفتہ ہے اور وہ خیالات کو وضاحت سے پیش کرنے کا سلیقہ رکھتے ہیں

مجوبۂ اسرار :- یہ ایک غیر صوفی کے قلم سے تصوف کے موضوع پر کتاب ہے - اس کا تیسرا ایڈیشن ہمارے پیشِ نظر ہے - اسے تقی محمد خان خورجوی نے لکھا ہے جو ایک پولیس آفیسر تھے اور ادارہ مجلس کراچی نے سنہ ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا - مجوبۂ اسرار کا متن ۱۸۹ صفحات تک ہے - اس کے بعد کتاب کا خلاصہ ہے - مصنف نے اوّل اس کتاب پر حضرت الہ آبادی کا تبصرہ درج کیا ہے جس میں ان کا کہا ہوا قطعۂ تاریخ بھی درج ہے - اکبر الہ آبادی لکھتے ہیں :-

"میرے پیارے اور لائق دوست! میں خوش ہوا کہ آپ نے مجھ کو

محبت سے یاد کیا۔ کتاب عجوبۂ اسرار مجھ کو بہت پسند آئی۔

اس میں عارفوں کے لئے رازِ کائنات ہے۔"

اور کلید خلق سعادت" کتاب کی تاریخ نکالی ہے۔

جو غنچہ قلب کا تاریخ کی طلب میں کھلا

کلید خلق سعادت میں سال طبع ہوا!

۱۳۴۵ھ

اس کے بعد کتاب پر خواجہ حسن نظامی کا تبصرہ ہے جو رسالہ درویش بابت

بابت ماہ جولائی ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا تھا۔ مصنف نے عجوبۂ اسرار میں اول تصوف کی

تاریخ بیان کی ہے۔ پھر انسان کی حقیقت، اخلاق۔ روحانیت۔ نفسانیت۔ فنا۔

پیرو مرشد۔ محبت اور ذکر و فکر سے بحث کی ہے۔ آخر میں خلاصۂ مطالب درج کیا

ہے۔ جس کے بعض اجزا ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) طریقت شریعت سے جدا نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ شریعت کے اسرار

اور رموز کا نام طریقت ہے۔

(۲) سالک جب خدا کی محبت کو دنیا کی محبت پر غالب پاتا ہے اور اس میں

کمال سکون اور لذت حاصل کرتا ہے۔ تو "ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں" سے نکل

کو اپنی خودی کو اسی کی ذات میں گم کر دیتا ہے۔ اسرارِ معرفت آشکارا ہو جانے کے بعد عارف کا عشق صادق اور ایمان کامل ہو جاتا ہے۔

سبزہ دیں مار اخبر اور الاطر
اور درونِ خانہ ما بیرون در (اقبال)

(۳) ایسا عاشق حقیقت اور عارف ذات بن جاتا ہے اور یہی مقصودِ حیات اور مطلوبِ اسلام ہے۔ جو ان مدارج کو نہ پا سکا وہ مومن خام ہے اس کمال کی انتہا یہ ہے کہ وہ بے خود ہو جائے۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ مصنف نے تصوف کے نکات کو علمی طور سے سمجھا ہے اور انشاء پردازی کے بل پر وہ بے شک انہیں شگفتہ اور دل چسپ انداز میں پیش کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ یہ خیال ہی نہیں قال ہی قال ہے۔ چنانچہ اکثر اقبال کے اشعار کی تشریحات سے کام چلایا ہے۔ بہر حال نثر کے لحاظ سے یہ کتاب دل چسپ اور قابلِ لحاظ ہے۔

سلوکِ محمدیؐ : یہ کتاب میاں محمد ظہور الدین احمد مرحوم پرنسپل بہاء الدین کالج جونا گڑھ کی تصنیف ہے جو ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحب زادے ایم ضیاء الدین احمد نے بڑی شان اور اہتمام سے ۱۹۷۲ء میں کراچی سے شائع

کی۔ اردو نثر میں تصوف کے موضوع پر مطبوعہ کتابوں میں یہ غالباً حسنِ ظاہر کے لحاظ سے سب سے بہتر کتاب ہے۔ اور اسکے ساتھ تصوف کے موضوع پر اس میں بعض نئے زاویوں سے بحثیں بھی ملتی ہیں۔ مصنف ایک وسیع الخیال مطالعہ عالم اور صاحبِ حال صوفی تھے۔ انہوں نے نفسیات۔ معاشیات۔ اخلاقیات اور جدید سائنس کی روشنی میں متصوفیانہ موضوعات پر خیال انگیز بحثیں کی ہیں اور کوشش کی ہے کہ یہ کتاب کو جدید تعلیم یافتہ طبقے کے لئے زیادہ قابلِ قبول بنایا جائے

فاضل مصنف نے آٹھ کتابیں اور بھی لکھی ہیں۔ جن میں سے ایک "تعلیم اور نفسیات" اردو میں ہے۔ اور باقی سات انگریزی میں۔ سلوکِ محمدی۔ ان کی آخری کتاب ہے۔ یہ کتاب انہیں اپنی سب کتابوں سے زیادہ عزیز تھی۔ انہوں نے اس کا مسودہ اپنے صاحب زادے کو اس وقت سپرد کرکے پاکستان روانہ کیا جب کہ ہندوستان کی فوجوں نے جوناگڑھ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اور فرمایا کہ بیٹا یہ میری زندگی کی تمام کاوشوں کا نچوڑ ہے۔ تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔ کہ یہاں ضائع نہ ہو جائے (ص ۳۶)

مصنف نے جوناگڑھ ہی میں وفات پائی۔ وہ خود پاکستان نہ آسکے

مگر ان کے سعادت مند بیٹے نے ان کی وصیت کو بڑی خوبی سے پورا کیا۔ وہ کلکتہ کے قیام کے
دوران بھی اس فرض سے غافل نہیں رہے۔ اور محض دعوت الی اللہ کے شوق کے تحت
یہ کتاب حسن طباعت کے ساتھ شائع ہوئی۔

کتاب مقدمے کے علاوہ تیس ابواب پر مشتمل ہے۔ صرف فہرست مضامین
ہی صفحہ ۲ سے شروع ہو کر صفحہ ۳۴ پر ختم ہوتی ہے۔ جس میں ہر باب کے عنوان کے
تحت ذیلی عنوانات بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس سے کچھ اندازہ ہو سکتا ہے کہ مصنف
نے کس قدر کاوش اور محنت سے کتاب لکھی ہے۔

مقدمے میں مصنف نے وجوہات تصنیف بیان کرتے ہوئے یہ بھی صراحت کی ہے
کہ ان کے مخاطبین کون لوگ ہیں۔ اور سلوک کی کون سی پیچیدگیاں جن کا حل وہ
اس کتاب میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:-

"ان خیالات کے مخاطب زیادہ تر علماء ہیں جو عرصہ تک اللہ پاک
کے لئے سرفروشی کر کے اب شاید یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ وہ اس فرض
سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اب جوں کہ نہ
کوئی نبی پیدا ہوگا نہ کوئی نیا عہد نامہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان
قائم کیا جائے گا۔ تو جس وقت تک قرآن پاک ان کے پاس موجود
ہے اس کے احکام کی پابندی اور اس کی بندگی اور شریعت کو قائم

کرنا ان کا فرضِ اولین ہے۔" (ص ۳۴۳)

مروجہ سلوک کے بارے میں مصنف کا خیال ہے کہ یونانی فلسفہ۔ ہندی اور ایرانی توہمات۔ اہلِ یورپ کے مسائل نومیات و دہریت و انکار، وجود و ملکیتِ حق تعالیٰ نے مل کر مذہب اور سلوک پر اس قدر غلبہ کیا ہے کہ خواص اس کی حقیقت سے شبہ میں پڑ گئے ہیں اور عوام قولاً و فعلاً انکار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اب پھر ضرورت ہے کہ اس کو ان سب توہمات اور تکلفات سے پاک کر کے لوگوں کے سامنے اس طرح پیش کیا جائے کہ جستجو کرنے والے راستہ پائیں اور اللہ پاک پر چلنے والے تیزی سے قدم اٹھا کر منزل پر پہنچ جائیں۔ مصنف نے ان مسائل سلوک کو بیان کرتے ہوئے قرآن پاک کی سادہ مگر پُر معنی اور پُر مغز آیات کو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو جو صرف آپ کے اقوال اور افعال پر مبنی ہو پیشِ نظر رکھا ہے اور اس طرح مسائل تصوف میں اختلافات سے بچ کر ہموار راستہ نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

مصنفؒ نے محبت کو سلوک کی بنیاد ٹھہرا کر نفسیات کے حوالے سے بہت دلچسپ اور مفید بحثیں کی ہیں۔ ان کے نزدیک محبت تین شکلوں میں سے کسی نہ کسی ایک یا ایک سے زیادہ شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ وہ تین شکلیں یہ ہیں:

۱) تحلیل یا تجزیہ یا تخریب۔

(۲) تجدید یا تشکیل یا تعمیر۔
(۳) تخلیق یا پیدائش یا آفرینش ۔

مصنف کے نزدیک بشری شکل سب سے زیادہ پیچیدہ ، زیادہ اہم اور زیادہ منی ہے ۔ ان کا خیال ہے کہ انسان کی زندگی بچپن سے لیکر موت تک محبت کے خمیر میں گوندھی جاتی ہے ۔ محبت کے سارے کرشمے خودی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اور خودی کی ترقی کے لئے یہی جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ جو وسائل بھی قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے موجود ہوں خواہ وہ کشش محبت خالی ہو ۔ جیسا کہ انبیاء کے معاملات میں اکثر ہوتا آیا ہے ۔ یا کسی صالح خدا داد دوست شخصیت کی موجودگی ۔ جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کی صحبت سے نتائج پیدا ہوتے ہیں ۔ یا اعمال صالحہ کا اظہار جیسا کہ زاہد اور صالح لوگوں کے معاملہ میں پیش آتا ہے ۔ یہ سب جذبہ محبت کی بیداری کے طریقے ہیں ۔ درحقیقت رب العالمین کو جو اپنے بندوں سے محبت کثیر اور لامتناہی ہے اور وہ محبت ، مختلف رحمتوں اور مہربانیوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے ۔ اس کے اظہار کے مختلف پہلو یا مختلف شکلیں ہیں ۔

مصنف نے مقامات سلوک ۔ فرائض و واجبات ، سلوک علم ، روحانی علم رویائے صادقہ ۔ الہام ۔ القا ۔ وحی ۔ کے بارے میں مفید خیالات پیش کئے ہیں ۔ اور اس کے بعد سلوک محمدی ﷺ کے مقاصد بیان کرکے سلوک محمدی ﷺ کا طریق روحانی اور لطائف کی

تعلیم و تربیت کے بارے میں عمدہ بحثیں پیش کی ہیں۔ انہوں نے سلوکِ محمدیؐ کی تشریح نفسیاتی لحاظ سے بھی کی ہے۔ اور مابعد الطبیعیاتی لحاظ سے بھی۔ اس کے بعد وہ لطائف نفس وجد و روح وغیرہ کی تربیت کے سلسلہ میں تشریحات کی ہیں۔ اس کے بعد اوراد و اذکار سے متعلق بھی مفید معلومات فراہم کی ہیں۔ ان کے خیال میں اوراد و اذکار کا مقصد قربِ الٰہی کا حصول اور محبتِ خداوندی کا احساس پیدا کرنا ہے۔ توجہ الی اللہ کے لئے اوّل وہ دعائیں آتی ہیں جو خود اللہ پاک نے قرآن پاک میں تعلیم فرمائی ہیں۔ ان کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی دعاؤں کا درجہ ہے۔ اس کے بعد خلوص کے ساتھ دل سے نکلی ہوئی دعاؤں کا درجہ ہے۔ مصنف کا خیال ہے کہ اگر اپنی ذات کی بجائے کسی پسندیدہ ہستی کے متعلق دعا کی جائے تو وہ یقیناً زیادہ قربِ الٰہی کا باعث ہوگی۔ اس لئے مصنف کو درود زیادہ پسند ہے۔ وہ خود اکثر درود کرتے ہیں۔ اور اپنے مریدوں کو اس کے متعلق توجہ دلاتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے خود تشریح کی ہے۔ آخر میں سلوکِ محمدیؐ پر عمل کرنے والوں کے روحانی ارتقاء اور ان کے مدارج سے بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک مدارج یہ ہیں:—

(۱) ایمان بالغیب — یہ ایمان ابتدائی کا درجہ ہے۔

(۲) احساس باللہ ۔ یعنی ذات باری تعالیٰ کی ماحول میں موجودگی کا احساس

(۳) محبت باللہ ۔ یہ احساس باللہ کو دوام و قیام حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے
یہ بیداری میں کشف و مشاہدہ کا درجہ ہے ۔

(۴) تفویض باللہ یہ اولیاء اللہ کا مقام ہے ۔ اور اس وقت حاصل ہوتا ہے۔
جب وہ کلیتاً اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں ۔

(۵) اتصال باللہ یہ نبوت کا درجہ ہے ۔ اس درجہ پر انسانی روح اللہ پاک
کی نیتوں اور ارادوں اور خواہشات سے اتصال اور اتحاد
حاصل کر لیتی ہے ۔ اس درجہ پر وحی ملک اور بغیر ملک کا نزول
کثرت سے ہوتا ہے ۔ اس مقام محبوبیت کے اعلیٰ ترین مقام
کا نام محمود یا مقام شفاعت ہے ۔

اوپر ہم نے مصنف کے خیالات و افکار کو اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے
اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ انہوں نے نہایت دل چسپ ۔ مفید ۔ اور خیال انگیز
بحثیں کی ہیں ۔ اور اس کتاب کو بہ تکرار پڑھ کر ہی حاصل ہوتا ہے مصنف کی زبان اگرچہ
اچھی ہے لیکن کہیں کہیں جملے بے حد طوالت کا شکار ہو گئے ہیں ۔ اور درمیان میں کئی
جملے ہائے معترضہ آ جانے کی وجہ سے جملوں کی ساخت مشکل ہو گئی ہے ۔ بہر حال
مجموعی طور پر اس کا اسلوب اچھا ہے ۔

مخطوطات

غیر مطبوعہ سے قدیم قلمی کتابیں موجود ہیں۔ ان کتابوں
کے انداز تحریر کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں علم
سیکھنا صحیح معنوں میں علم تھا۔ قدیم دور کی نثر اور دکنی نمونے مذہبی
رنگ میں ملتے ہیں۔ ان مخطوطوں میں تصوف کی بہت سی اہم
کتابیں ہیں۔ یہ مخطوطات اب مولوی عبدالحق بابائے اردو کے
خاص کتب خانہ سے قومی عجائب گھر میں منتقل ہو چکے ہیں۔
اور وہیں کی لائبریری میں یہ قدیم ادبی شہ پارے محفوظ ہیں
اور وہیں انھیں دیکھا گیا۔ اور پڑھا گیا۔ کچھ قدیم قلمی کتابوں
کے اقتباس ذیل میں درج ہیں۔ جن سے قدیم ادب۔ قدیم
طرز تحریر۔ انداز فکر اور علمی کاوشوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

غیر مطبوعہ کے تحت و مخطوطے اور وہ کتابیں ہیں۔ جو کہ کراچی نیشنل میوزم (قومی عجائب گھر کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ ان کتابوں میں سے کچھ کے اقتباسات۔ ان کے سال تصنیف، سال کتابت وغیرہ اخذ کئے گئے ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر ہم کرتے ہیں۔ ذیل میں چند کتابوں کے اقتباس اور ان کے مصنف کا نام سال کتابت۔ کاتب وغیرہ کا ذکر اس عہد کے نمونے۔ انداز تحریر وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔

سب سے پہلے امجد احمد کی کتاب "دکنی اردو" جو کہ دکن کی منظوم تاریخ ہے جس کا سال تصنیف ۱۲۲۷ھ ہے۔ قدیم دکنی زبان میں اردو کی منظوم تاریخ ہے اس کتاب کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔ جو قدیم اردو کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ اور تصوف کو بھی۔ یہ مخطوطہ قومی عجائب گھر کراچی کے ذاتی کتب خانہ سے دیکھا گیا ہے۔

۱) فلک اور سماوات میں کر دیدا
یہ خاک مظہر کستیں توں نبا۔
دیکھو تم تامل سیتی کر نظر
ہیں سر مایہ جسم خیر البشر
پہچانو اوسی سید المرسلین
ہیا یہی سرور اولین آخرین
کہ جس واسطے آپ پروردگار

کیا ہی یہ طریقت قلعت کستین آشکارا
بر او سکونے نون قندیل کی بیچ دہر
لی آباد ندہ عرش بریں کی اوپر
فرشتی فی الامر موجب بجا
اوسی عرشِ اعظم پہ لاکر بندہا

(مخطوطہ قومی عجائب گھر)

۲۔ شرح درالاسرار : اس کے ۳۱ صفحات اور بارہ سطریں ہیں اور تصنیف قبل از ۱۲۰۰ھ ہے۔ دُرالاسرار نام کا ایک رسالہ سلطان ثانی نے تصنیف کیا تھا۔ یہ مخطوطہ اسی کی شرح ہے۔ شارح کا نام نعمت اللہ شاہ ہے۔ اس کا اظہار آخری سطور میں کر دیا گیا ہے۔ کتب خانہ سالارجنگ میں درالاسرار کے چار نسخے ہیں۔ ان میں سے پہلے نسخے کا نام بعلامت اضافت عربی کے بغیر دُراسرار لکھا ہے۔

ہاشمی صاحب نے قیاساً اسے سلسلہ خواجہ بندہ نواز کے کسی بزرگ کی تصنیف بتایا ہے۔ (فہرست ص ۱۸۴) ادارہ ادبیات میں بھی اس کے تین نسخے ہیں پہلے نسخہ کا نام دار اسرار ہے۔ ڈاکٹر زور اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ٹھیک طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خواجہ بندہ نواز ہی کی تحریر ہے۔ ممکن ہے ان کے کسی معتقد نے ان کے مقولوں یا ان کے کسی فارسی کے رسالے کو اردو کا جامہ پہنایا ہو (اردو مخطوطات اول صفحہ ۲۰۱)

زیرِ تبصرہ مخطوطہ خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے ۔ اس کتاب میں نو عنوان ہیں۔ ہر عنوان کو درکیا گیا ہے ۔ اور ہر در کی صوفیانہ تشریح کی گئی ہے ۔ حسبِ موقع آیات قرآنی بھی شاملِ کتاب ہیں۔ کتاب کی تحریر کا نمونہ حسبِ ذیل ہے ۔

" یعنی خدا کہا بھی تماری تنا عین ہوں ۔ پس تمہیں نہیں دیکھ سکتے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ۔ یعنی جو کوئی اسکوں سمجھا ۔ اللہ تعالیٰ کہا بھی تمہاری تنا عین ہوں ۔ ای عزیز الپس تمنیں صفاتی صفت ہوت ہیں ۔ ہور ذاتی صفت ساتھ ہیں ۔ اولوں جی دانائی ۔ بینائی ہور گویائی ہور جانتا پنا ہور سنتا پنا ہور ۔ جینا پنا ہور ۔ قبا پنا باقی صفتاں عام انکی خاصیت سوں ہی ہور ۔ سات صفتاں ذات کی خاصیت یو ساتھ یک امر پر جیسا کہ اللہ تعالے کہا ہی ۔ قل الروح من امر ربی یعنے بول ای محمدؐ روح امر بھی اللہ کا امر کلم کون کہتے ہیں ۔ یو ساتو صفت آتمیں جزب ہیں ۔ اول جکی دل میں اور کتا ہی لجد از ہر صفحہ کا رعل جاری ہوتا ہی ۔ اس آیت ہور حدیث کی خبر سوں پا بر تو خدا کوں نے در ہدنا کچھ غرض نہیں ۔ ہور اپنی پچھانت کو کو اسکوں سمجھیا ۔ واجب ہور ۔ فرض ہوا ہی ای سالک

اسیکون نے ۔ پچھانا بھی تو بول توں کون بھی کہا افسون ایا ھی یوں ۔ یوں کہہ کہ ذات ہوں ہور ذات کی دریا سو بجہ آیا ہوں ۔ کیا واسطے آدم کے معنی کوں آدم کہا جائی ۔ ہور ایک ہی چنکار یکوں آک کہا جائے ۔ پس جو چیز کہ اللہ تعالیٰ کی نور سوں ہو اننھی اس دیکھنے کہا جائی ۔ اور آتی وقت کیا لایا ھی توں یوں کہہ ارادہ اس کی پہچانت کا لایا ہوں ۔ سوال توں کہاں جائیگا ۔ ہور جاتی وقت کیا لیجائیگا ۔ توں یوں کہہ کر جا ںسوں آیا ہور وہاں کر جا دیکا ۔

صفحہ ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ ۔ مخطوطہ قومی عجائب گھر ۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے خاص کتب خانہ سے قومی عجائب گھر کی تحویل میں دیا گیا ۔ اور وہیں اس مخطوطہ کو دیکھا گیا ۔

۳) اصطلاحات تصوف : رسالہ تصوف ۔

سنہ ۱۲۵۰ھ سال کتابت ۔ اس کتاب کے سو ۱۰۰ صفحات اور پندرہ ۱۵ سطریں ہیں اس کا سال تصنیف تقریباً سنہ ۱۲۵۰ھ ہے ۔

زیر تبصرہ مخطوطے کے تین حصے ہیں ۔ پہلا حصہ جو صفحہ ۷۶ پر ختم ہوتا ہے اصطلاحات تصوف سے متعلق ہے ۔ دوسرے حصے میں برزخ کبرا اور صغریٰ کی تشریح ہے ۔ اس کے سات صفحے ہیں ۔ تیسرا حصہ بھی سات ہی صفحات کا ہے اور اس میں کلمہ لا اِلٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی تشریح تصوف کے لحاظ سے کی گئی ہے ۔

اصطلاحات میں حروف تہجی کی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے ۔ یہ مخطوطہ

بہت عمدہ خطِ نستعلیق میں رواں خط میں لکھا گیا ہے۔ کتابت سلیقہ سے کی گئی ہے۔ جس سے کاتب کی خوش ذوقی ظاہر ہوتی ہے۔ مصنف اور سالِ تصنیف وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ عبادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رسالہ تیرھویں صدی کے وسط کا ہوگا۔

اس رسالہ کی تحریر کا اندازہ اور نمونہ حسبِ ذیل ہے:۔

ذات کو چار چیزیں لازم ہیں۔ ذات، ہستی، صفت، وجود۔ ذات نور کو اپنے ساتھ ظل اپنے دیکھیا صورتِ رحمانی ہے ذات علم بوجہ امانت کا ہے کہ آسمان نہ اٹھا سکا۔ اور یہی ظہور ذات ذات عاشق۔ معشوق۔ اعیان ثابتہ معلوم علم مطلق ذکر وہ ہی کہ نفی اپنے اور اثبات حق کا کرے اور یہی ذکر وہ کہ استعمال ایک اسم کا اسماء اللہ سے ساتھ دل یا زبان کے واسطے یاد ذات کے کرے۔

ذات جس وقت مرتبہ بمرتبہ آوے اس کو تعین کہتے ہیں۔

ذات وہ کہ تقدم اس کا ساتھ علم کے ہووے۔

ذات اپنے کو ساتھ کمال کے جاننا۔

ذات وہ کہ شرکت میں نہ آوے، صفت وہ کہ شرکت میں آجاوے۔

ذات وہ کہ فوقِ علم کے ہووے۔ صفت وہ کہ تحتِ علم کے ہووے۔

ذات وہ کہ مخلوق نہ ہووے۔ صفات مخلوق الہٰی

ذات الجمع یعنی وحدت۔

ذکر فعلِ حق ہے۔ کہ حاکم اس کا علم ہے۔ نہ عقل۔ علم عین حق۔ عقل عین آدم انسان عین علم۔

ذات ساتھ صفات کے اور صفات ساتھ اسماء کے اور اسماء ساتھ افعال کے

اور افعال ساتھ جوارح عالم کے۔

سبحان ربی العظیم ۔ علم ساتھ صفات کے اور اعلیٰ ساتھ ذات کے اعلیٰ

یافت سے ہمارے اور عظیم تعریف سے ہمارے الصفات ۔

سجدہ طریقت میں ساتھ نیاز کے آنا ۔ اور مسجد محل نیاز ۔

سلام اب ظہور ایمان یعنی اسلام ۔

سمع قبول اجابت سمیع ذات کی کرتی ہے ۔

سیر وہ کہ خود بخود جانے اور وجود بجود سنے بغیر علم غیر کے اور وہ تحت میں سماع

کے لئے ہے ۔ جو مقام حیرت کا ہے ۔

سلوک ذکر سے قریب ڈھونڈنا ۔ سالک جامع شریعت و طریقت ۔

سالک وہ کہ ہر صفت کہ فعل میں اپنے دیکھے ۔ عارف وہ کہ ہر فعل میں اللہ کو دیکھے ۔

سالک متاع ذات چاہنے والا ۔

مشاء اللہ حاضر اللہ ناظر ہر حال میں ہووے ۔

شرکت غیر سے موافقت کرنا ۔

شیونات اور قابلیت کو حقیقت انسانی کہتے ہیں ۔

شرک جلی جزا طاعت کے واسطے اپنے چاہنا اور وہ بھشت ہے اور بھشت

مخلوق مخلوق کو چاہنا ۔

صفحہ ۲۷ اور ۳۱ ۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص

انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ میں دیکھا گیا ۔ اب یہ مخطوطہ

قومی عجائب گھر کے کتب خانہ میں موجود ہے ۔

۴۔ جام جہاں نما۔ ناقص الاول:

صفحات ۳۲ سطور ۱۵۔ سالِ تصنیف قبل از ۱۲۵۰ھ ہے۔ یہ رسالہ بھی تصوف سے تعلق رکھتا ہے۔ کاغذ۔ سفید۔ چکنا۔ اور تحریر نستعلیق ہے۔ جس سے کاتب کی خوش ذوقی نمایاں ہے۔ افسوس ہے کہ اس نے اپنا نام اور کتابت کا سال تحریر نہیں کیا۔ زبان کے لحاظ سے جام جہاں نما بارہویں صدی کے آخر کا معلوم ہوتا ہے۔ جام جہاں نما کا ایک اور ترجمہ بھی کتب خانہ خاص میں ہے۔ جس کا نام "فتوح المحبین" ہے اس کتاب کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"اے عزیز کہ لیئے پانچ مرتبے ہیں۔ وحدت۔ وحدانیت، الوہیت، ربوبیت۔ مربوبت کہ ان پانچ مرتبے سے انسان کے جسم میں پانچ حواس باطن اور پانچ حواس ظاہر اور لطائف ہیں اس دائرہ میں ہمہ حافظ اولیے کہتے ہیں۔ یاد کی قوت نے جب یاد کی قوت کی طرف رجوع کیا اور واہمہ ہوا۔ جب یاد کے قوت کی طرف کو رجوع کر کو متصور ہوا تو متفرقہ ہوا۔ جب اولیے کچھا نے تو خیال ہوا۔ جب یہ سب پر قادر ہوا۔ تو حسِ مشترک میں آیا۔ حسِ مشترک یعنی کہ دو چیز ایک فعل کرتے ہیں۔ یعنی دو چشم ایک دیکھتے ہیں۔ اور دو کان ایک سنتے ہیں۔ اور دو بره بینی ایک سونگھتے ہیں۔

اوّل کہ او شاہ مطلق تھا۔ اب بھی وہی ہے۔ اور آخر بھی رہے گا۔ اور اوس کو بے جہت اور بی مکان اور بی زمان اور بی بیان پاتا ہے۔ اور اوس کو بی جسم اور بی ضد اور بی نہ پاتا ہی۔ اور اس کو بی رنگ اور بی بو اور بے صورت اور بی حروف اور بے خوف اور بے حروف پاتا

ہی اور اوس کو بے اتحاد اور بی ملول پایا ہی اور وہ بیچون اور بیچگون اور بے شبیہ اور بے نمون ہے اور اوس سے اوسی کو پایا ہی نہ اوس کو وصل ہی نہ فصل اور نہ اوس کو قرب ہی و نہ بعد اور وہ بے مثال نہ ادبر ہی نہ تلے نہ آڑو ہی نہ بازو نہ اپنی ہی نہ سامنی نہ اگی پیچھے ہی نہ کوئی اس میں اور نہ الٹے کس سا ہی نہ کوئی اوس سا اور نہ باتوں کے عقیدی ہوا ہے ۔ بہر کامل کے نہ کہو لیں اور بعضے زبرزبان ہیں ۔ انہوں کا عقیدہ باطل ہی کوئی دم کو خدا مقرر کیا ہی، کوئی روح کو ۔ کوئی آتش کو ۔ کوئی نور کو خدا مقرر کیا ہی ۔ کوئی مہتاب کو ۔ کوئی آنکھ کے سیا نقطہ کو ۔ کوئی آنکھ کے پتلے کو ۔ کوئی ظاہر میں خدا کو مقرر کیا ہے کوئی باطن میں خدا کو مقرر کیا ہے ۔ کوئی خواہش کو ۔ کوئی خیال کو ۔ کوئی وہم کو ۔ کوئی ہمہ کو خدا مقرر کیا ہے ۔ کوئی نصیر اور کہا ہی کوئی محمود کوئی رب دیکھو دکھاتا ہے ۔

(صفحہ نمبر ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ ۲۷ ۔ اور ۲۸ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ انجمن ترقی اردو سے یہ مخطوطہ آج کل قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں ہے اور وہیں اسے دیکھا گیا ۔

۵ ۔ چہار سی وچہاردہ خانوادہ :

اس مخطوطہ کے ۴۴ صفحات اور ۱۲ سطور ہیں سال تصنیف اور سال کتابت ۱۲۲۵ھ ہے ۔ کتب خانہ سالار جنگ میں اس نام کے دو مخطوطے ہیں ایک مخطوطہ سرمست نام کے ایک مصنف کا ہے ۔ ہاشمی صاحب نے

اس کا نام رسالہ چہار دہ پیر چہاردہ خانوادہ" لکھا ہے ۔ لیکن آخری سطر میں لکھا ہے یہ مخطوطہ نہایت دیدہ زیب ۔ خطِ نستعلیق میں سفید چکنے ولایتی کاغذ پر نقل کیا گیا ہے ۔ کتابت جلی ہے ۔ کتاب میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ۔ صوفیاء کے خانوادوں اور ان کے سرگروہوں کی تفصیل لکھی ہے ۔ ابتداء میں نادریہ سلسلہ کا شجرہ تحریر ہے ۔ کتاب کا انداز ذیل میں درج ہے ۔

" حضرت علی کے ہاتھوں سے سترہ صاحبوں نے خرقہ خلافت کا پہنا ہے اور سترہ صاحبوں نے فقیری پر کمر باندھی ۔ سترہ صاحبوں میں سے چہار پیر مقرر پائے ۔ اوّل پیر امام حسن ۔ دوم پیر امام حسین ۔ سوم پیر خواجہ کمیل بن زیاد ۔ چوتھا پیر خواجہ حسن بصری ۔

ہفت گروہ کا بیان ہے ۔ سوالے ۔ جمع فقیر ۔ ظاہر کہاں حاضر رکھو ۔ اور باطن کے چشم ناظر رکھو ۔ اوّل گروہ خواجہ کمیل بن زیاد سے نکلا ۔ دوم گروہ حسن بصری سے ۔ سوم گروہ خواجہ اویس قرنی سے ۔ چہارم گروہ قلندر بادشاہ سے ۔ پنجم گروہ خواجہ سر آہو سے ۔ ششم گروہ سلیمان فارسی سے ۔ ہفتم گروہ محمد بن ابوبکر ۔ یہ نقشبند گروہ حضرت ابوبکر صدیق رض سے پہچانے جاتے ہیں یہ سات گروہ کے فقیروں میں سے تین گروہ کے فقیر ملک ہندوستان میں حاضر ہوئے ہیں ۔ وہ یہ ہیں اوّل گروہ بصریہ کا جو اس گروہ سے چودہ خانوادے نکلے ہیں ۔ دوسرے گروہ اویسیہ جو خواجہ اویس قرنی سے ہے ۔ تیسرا گروہ نقشبندیہ جو خواجہ بہاء الدین نقشبند سے ہے ۔ اور چہار گروہ کے فقیر ملک ولایت

عرلستان میں ہیں۔ اول گروہ "ملحیلہ"۔ دوم گروہ "سرپایا وسقیط"، سوم گروہ "قلندریہ" چہارم گروہ "سلیمانیہ"۔

(صفحہ ۶۔ ۷ اور ۸) بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو سے یہ مخطوطہ آج کل قومی عجائب گھر کے کتب خانہ میں کی تحویل میں دیا گیا ہے۔ اور وہیں اسے دیکھا گیا ہے۔

۶۔ <u>خیال آباد تراب</u>: اس مخطوطہ کے ایک سو بائیس صفحات ہیں اور سال تصنیف ۱۲۵۲ھ ہے۔

اس مخطوطہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نکات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب کا نام تاریخی ہے جس سے ۱۲۵۲ھ برآمد ہوتے ہیں۔ بخط نستعلیق اور عبارت پاکیزہ و مقفیٰ ہے۔ ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے ترقیمہ شامل نہیں۔ اس لئے سال کتابت کا پتہ نہ چل سکا۔ خیال آباد تراب کو شاہ تراب کاکوروی کی تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو زبان اس مخطوطہ میں استعمال ہوئی ہے وہ بھی اسے شمالی ہند کا ثابت کرتی ہے۔

شاہ تراب کاکوروی کا پورا نام شاہ تراب علی تھا۔ وہ شاہ محمد کاظم قلندر کاکوروی کے فرزند ارجمند اور سجادہ نشین تھے۔ ۱۲۷۵ھ میں وفات پائی۔ تراب کے تفصیلی حالات مشاہیر کاکوروی میں موجود ہیں۔ اس مخطوطہ کا نمونہ حسب ذیل ہے:۔

" متبع تابعین اور انکی یعنی اولیای کامل اور علمای عامل کو

نائب پیغمبر کا پیدا کیا۔ اور یہ تین قسم ہیں۔ ایک فقط عالم باطن کی
دوسری عالم ظاہر کی۔ تیسری جامع باطن اور ظاہر کی اور یہ اکمل اولیا ہیں۔
اور اکمل علماء ہیں۔ اگر فقط علم باطن کا ہی یا فقط ظاہر کا تو وہ تو مرتبہ
نقصان میں ہیں اسواسطے کہ ظاہر بی باطن اور باطن بی ظاہر نقصان ہی۔
سب کے نزدیک بعض صوفی مشرب یہی کہتے ہیں۔ کہ علم باطن کو احتیاج
علم ظاہری۔ ہیں ظاہر تابع باطن کا ہی مگر اوس شخص کو جو علم
ظاہر نہ کہتا ہو۔ اور آثار ولایت اوس سے ظہور ہوا۔ اور ظاہر
احکام شرع بھی ترک نہ ہوویں۔ حکمت منطق سی بحث نہ ہو۔
بیہقی اور مجاذیب صوفیہ کا حکم مجنوں شرعی کا ہی وہ بھی موضوع العلم
ہیں۔ اور بعض عشاق مغلوب الحال کو بھی یونہین جاننا چاہی۔
اگر کچھ کچھ ہوش میں رہیں۔ اور بعض ہوش کی صورت میں
بیہوشی باطنی رکھتی ہیں۔ اونکو مطعون طعن کرنا نہ چاہی کہ ہمکو
عیب سے اور عیب کوئی کا علم۔

جو لفظ موقف کے خلاف شرع ہی وہ عقیدہ زنادقہ اوس
عقیدہ سی اللہ بچاوی۔ اور اس میں بھی تین قسم ہیں۔ ایک
وہ ہیں کہ مسئلہ وحدت کسی موحد جعلی سی سنا۔ اور تحقیق بیہ اوس
کی اتباع میں گمراہ ہوگی۔ اللہ اونکو سیدے راہ بتادی۔ دوسری
وہ ہیں کہ موحد محقق کسی موہنہ کی حالت سکر میں کچھ سنکر۔ اپنی دل
میں درست اونہ تراشی اور لذات نفس میں کہ فنا ہوہی۔

اور کچھ باہیں اپنی نفس کی موافق بنالیں ۔ یہ دیدہ دانستہ کیوں ہیں
کرتی ۔ خدا انہیں پناہ دی ۔ محض پیر و شید طانوں کی مین سبزی پر
ونکا عقیدہ ہس کو اب بہی اون پر قائم ہیں ۔ اور جو کوئی کچھ
سمجھاتا ہی تو کہتی ہیں ۔ کہ ہم حسب کی غلام کہلاتی ہیں وہ ہمیں کے
رسوم پر ہیں ۔ حقیقت میں وہ گنہگار رہیں ۔ اگرچہ یہ باب عالم
عاشقین میں مزاداری لیکن اوسکو چاہیی کہ جو فعل پر ونکا
موافق شرع کی دیکھیں اور اسمیں پیروی کریں ۔ اور نہیں تو
نہیں ۔ اور بعض معاملات ذوقی و کشفی کہ ظاہر میں
خلاف شرع اور باطن میں عین طرح ہیں ۔ اونہیں صاحب
کشف اور ذوق کے واسطے اگر مناسب ہووے تو ہووے پر
کسی کو اوسکی پیروی سچا ہی ۔ اس میں کوئی کافر ہو جاتا ہے اور
کوئی گنہگار اور اسرار باطن سے ہر کسی کو خبر دشواری ہی ۔
جواب سحری سوگ کو جز کہی ۔ عقیدہ صوفیوں کا یہ ہی کہ باطن
اور ظاہر دونوں ظہور محمدیت سے ہو دیں ۔ اپنی اپنی موافق استعداد
اور قابلیات کی ہر کوئی برابر ملکر ایک سا دوسرا نہیں ہو سکتا
اسواسطے کہ تجلی کو تکرار نہیں پہر ان نئی نئی رنگ و روپ سی
نمودار ہوتی ہیں ۔ او ظاہر اور باطن اسمیں ایسی جسم و جان
ہیں ۔ بلکہ لازم و ملزوم جدائی ان دونوں میں سمجھ کا پھیر ہی

یہ تو مثل دوست نہ ای - جان مجسم اگرچہ عالم انقلاب سی نقل کرتا ہے - برزخ میں تو ہی اور جسم سجان خاک کی خوراک اور جو ایسا ہے جسد - تو نکیر کہتا - مقابر پر اہل اسلام کے کیوں مینجا کشتری میں داخل ہی -

(صفحہ ۴ - ۵ - ۶ - یہ مخطوطہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا - اور وہیں اسے دیکھا گیا -

۷ - کشف الانوار :

اس مخطوطہ کے ۹ صفحات ہیں - اور ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں - اس رسالہ کا سنہ تصنیف ۱۷۶ھ ہے - فہرست مطبوعات میں اس کا نام رسالہ تصوف لکھا گیا ہے، لیکن کلیات شمس الخلاق میں تیرہ ۱۳ ابیات کے اس رسالہ کا نام کشف الانوار تحریر ہے - اس کے مصنف شاہ برہان الدین جانم کے مرید و خلیفہ شاہ داول ہیں - شاہ داول نے ابتدائی ابیات میں بتایا ہے کہ ایک طالب صادق نے شاہ برہان کے سامنے وہ کیفیت بیان کی جو اس پر گذری تھی اور اس کا سبب دریافت کیا - مرشد نے اپنے جوابات سے تصوف کے بعض مسائل کی تشریح کر کے مرید کے دل کو سرمایہ اطمینان سے مالا مال کیا -

داول نام کے ایک بزرگ سلطان محمد بیگڑہ کے امرا میں شامل تھے - ان کا نام شیخ عبداللطیف اور خطاب داور الملک تھا - عرف عام میں شاہ داول کہلاتے ہیں - وہ شاہ عالم کے مرید تھے - اور ۹۸۶ھ میں فوت ہوئے -

لیکن مخطوطہ ہذا کے مصنف شاہ داول ان کے علاوہ ہیں۔ یہ بیجاپوری معلوم ہوتے ہیں۔ جن کے حالات تحقیق طلب ہیں۔

شاہ داول مذکور کی ایک تصنیف اور بھی ہے جس کا نام فہرست مطبوعہ میں چار شہادت تحریر ہے۔ اس میں مجاہدہ نفس شاہد دل مراقبہ روح اور مکاشفہ نور کی تشریح کی گئی ہے۔

"یعنی جس کا نور کا دیبا لنشان وہ نور جسمانی کہ جان نور کی ہر کار لولوان کھول دل کی نیو دیکھو جیسی روحی ہیں۔ دو نور ذات دونوں متھیاں ہیں۔ اور چار روشن نکہ جیسی جان وہاں یعنی روحانی کو مانے روحانی یعنی۔ ذاتی نور حقے سبب یہ دیکھ ظہور جون نور دیکھے تنکے سکو وہ سب جسمانی کی انکہ جیسی تن کی نظروں کوئی نور یہ سکت دیکھیا ہوئی۔ اسکوں کھنا جسمی نور جون کی تاری چند رسوں شمع دیو شیان دونوں کپر مھاپر۔ آتش بازی کی جیوں چھار یا جوں کوندن کنچو دھات ہیری کنکر ملکر تکرت جون عالم زیادت جکہ مکہ کرتا سنون۔ رات نیلی پیلے اجلے لال ہر ہر جینے بھوت۔ مبالے کون کون جنورت روپ شکل دس دس جا دیں۔ نددوں تل کیہ۔

(صفحہ ۲ - بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو سے ہوا اب یہ مخطوطہ قومی عجائب گھر کے کتب خانہ

میں موجود ہے - جہاں اسے دیکھا گیا -

۸ - رسالہ تجلیات:

اس کے پندرہ[15] صفحات اور ۲ اسطریں ہیں۔ تصوف کا یہ رسالہ ہے کی نام فہرست مطبوعات میں "رسالہ تجلیات" چھپا ہے - قدیم اردو میں شروع کیا گیا - لیکن اس کا اختتام فارسی میں ہوا ہے "رسالہ تجلیات" مصنف کتابت سال تصنیف اور رسالہ کتابت کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا - قیاساً یہ تصنیف گیارھویں صدی کی معلوم ہوتی ہے - اس مخطوطہ کا نمونہ اور انداز تحریر ذیل میں درج ہے -

"اول دیکھ آفتاب کا دوسرا دیکھ آفتاب کا تیسرا دیکھ - قطب تارا کیا چوتھا دیکھ عالم ارواح کا پانچواں دیکھو عالم اجسام کا چھٹا دیکھو - قدِ آدم کا ساتواں دیکھو برزخ کا کبرا کا آٹھواں دیکھو برزخ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواں دیکھو - پیر کے مشاہدہ کا دسواں دیکھو لب بند و چشم بند و گوش بند نہ کو ملنا ذات -"

یعنی اول دیکھ آفتاب کا یک کہہ کر یہ رات سون جان کوئی نہ اچھی وہاں جا کی چھاتی برابر پانی میں کھڑ رہنا - ہور یک تار کر دیکھتے رہنا - ہور آفتاب طرف موں کرنا - اگر پانی میں نا رہا گیا تو کنارے کھڑ رہنا ہور پلک نا مانہ کر دیکھتے رہنا - اس میں یک تجلی پیدا ہوتی ہے - ہور اس میں کتنی تجلیاں نظر آتی ہیں -

بعد ازاں ایسا معلوم ہوسکیا جدھر دیکھتا ادھر تجلی آفتاب کی

آدیکی بعد ازاں مشاہدہ ہیر کا اوس میں دیکھا۔ ہر ہر ذرہ میں آفتاب صورت آدیکا۔ ہو بہ ہو دیو دہو کر دیکا اور یکون ذات حضرت دستگیر درو دبوا تک کہتے ہوں۔ دیکا عجیب نظارہ بھی دوسرا دیکھو جتاب کا اوس ملکوری کی مثال دیکھتے رہنا آگو بند آدمی تو رہنا۔ آگو غائب ہوئی تو دیکھو کچھو سونا اول خواب میں اپنی مشغل داخق تجلی نظر آدیکا۔ اسیکون ذات قرار دیتے ہیں۔

(صفحہ ۱۔ ۲۔ ۳ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو ادب۔ یہ مخطوطہ قومی عجائب گھر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جہاں سے اسے دیکھا گیا۔

۹۔ ترجمہ گنج مخفی (ترجمہ):

اس کتاب کے ۱۴۳ صفحات ہیں۔ اور سال تصنیف سنہ ۱۱۱۱ھ ہے۔ گنج مخفی بارھویں صدی ہجری کے آغاز کی نثر کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ اسے محمد شریف نام کے ایک بزرگ نے اپنی اسی نام کی فارسی کتاب سے دکنی زبان میں ترجمہ کیا۔ مصنف کا سلسلہ قادریہ سے تھا۔ اور اس سلسلہ کے بانی حضرت غوث الاعظم کے ارشادات گرامی کو گنج مخفی میں جمع کیا گیا ہے۔ جو انہوں نے اپنے بعض مریدوں کے سوالات کے جواب میں فرمائے گنج مخفی کا کاتب کم علم معلوم ہوتا ہے۔ اس نے املا کی کافی غلطیاں کی ہیں۔

مثال کے طور پر جُنتی کو جُسے تحریر کیا ہے۔ کتاب شروع ہونے سے قبل کسی صاحب نے تین نوٹ لکھے ہیں :۔

(الف) کتاب گنجِ مخفی کا یہ ترجمہ ہے۔ جو جناب حضرت محمد شریف صاحب نے قدس سرہٗ نے فارسی لکھی تھی۔

(ب) پھر بھی اصل فارسی نسخہ ہے۔ مگر صحیح مصنف کا معلوم ہونا دشوار ہے۔

(ج) نام ترجمہ کرنے ہوئے حضرت کا محمد محی الدین صاحب ہے۔ وہ مرید حضرت میراں جی شیخ جنیدی قدس سرہٗ کے تھے۔ یہ تینوں باتیں گمراہ کن ہیں۔ (مجوالہ مخطوطات انجمن ترقی اردو جلد دوم۔ افسر صدیقی امروہوی۔ طباعت انجمن پریس کراچی صفحہ ۲۸۱)

دکنی زبان کا ترجمہ محمد شریف کا ہے۔ جو اُس نے اپنے دوست احمد خان خشیگی (خوشگی) کی فرمائش پر کیا اس کا اظہار مصنف نے خود بھی کر دیا ہے۔

" احمد خان خشیگی کون فصیح زبان اور بلیغ بیان سوں جمع کی رات کوں پھر کہ سنا اور اولو کے دل ہور روح کوں لو بلایا۔ کہ جوں پیاسے نے خشک جنگل میں آب و حیات پایا ــــ اس عاجز کوں بہت منت سوں بولے کہ اس گنجِ مخفی کوں دکنی زبان سے کلام کے سر سوں بولو۔ اس آئینہ جمال نما کا فارسی غلاف کھولو۔ بعد از اں طوع رغبت سوں سر و چشم سوں کہا۔ اس عزیز کا

قبول کرو کو پروردگار جالا کی مدت (مدد) سوں محمد محی الدین کے توت سوں بولے کہ اس بنا دکنی" زبان میں شروع کیا۔"

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ محمد محی الدین ترجمہ کئے ہوئے حضرت نہیں ہیں۔ بلکہ اس کا مقصود حضرت غوث الاعظم ہیں۔ جن کی مدد ترجمہ کی معاون ہوئی ہے

اس میں تر قیمہ نہیں ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ کتب خانہ سالار جنگ میں ہے۔ الہاشمی مرحوم نے اس کا ذکر گنشہ صحیفی کے نام سے کیا ہے (فہرست ص ۲۱۵)

اس مخطوطہ کا نمونہ اور انداز تحریر ذیل میں درج ہے:-

"حدیث نبوی من تعلم من فنا منھو امولاہ جے۔"

مرید سوال کئے۔ ذات چار کھر جے اس میں کیوں چھپا تا ہے۔ مرید سوال کئے۔ قدیم ذات قدیم ہے۔ کیوں بندگی دل کی کیا ہی۔ ہور بندگی نفس کی کیا ہی ہے۔ مرید نے سوال کئے۔ اس میں ذات واجب الوجود کیا ہی۔ ہور محیط مطلق کیوں ہی۔ ہور محیط منزہ کیوں ہی۔ ہور حلنا النفس کا ذات میں کیوں ہی۔ ہور بندہ کیسے بولتے ہیں سے پیر فرماتے۔ العزیز اوسکون تحقیق کے باب میں یوں سلسلہ در سلسلہ چار باب ہی۔ حضرت علی اور حضرت امام حسن۔ ہور امام حسین۔ ہور خواجہ حسن بصری۔ ہور جنید بغدادی۔

ہور حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز ہوئے

ہیے۔ اچھے اولیاء اللہ تا اس حد تک ہر ایک شاہدہ اپنے پیر سوں دیکھے ہیں۔

حضرت لایزال ذو الجلال کا۔ ولیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شاہدہ کسی کا دیکھے ہیں۔ پیر فرمائیے کر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کون شاہدہ ذات کا لیتا ہے۔ مرید سوال کئے کہ دم کون

بنی ہور دم کیا ہوتا ھی۔ دم کون کیوں کہاتا۔ پیر فرمائے کہ پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی بنی پچھانیا دم کون۔

بس تحقیق دیکھا حق کون جو کچھ ہے۔ سو دم ہے۔ دم صاحب ہے۔

دم مولا ہے۔ دم کامل ھی۔ پس جو کوئی بھی دیکھا دم ادہو ایسے

کہ جو کوئی پچھانیا دم اوہو۔ ایسے کہ جو کچھ ہے سو دم ھی۔ دم جیو ھی۔

دم دل ہی۔ دم نفس ھی۔ دم روح ہی۔ دم نور ہے۔

(صفحہ ۴۲۔۴۳۔ باباۓ اردو مولوی عبد الحق کے کتب خانہ خاص

انجمن ترقی اردو سے ابہ یہ مخطوطہ قومی عجائب گھر کے کتب خانہ

میں موجود ہے۔ جہاں اسے دیکھا گیا)

۱۰۔ رسالہ تصوف: اس رسالے کے پانچ صفحات اور بارہ سطریں ہیں۔

سال تصنیف کا اندازہ نہیں۔ اس رسالہ کی زبان بارہویں صدی کے آغاز

کی معلوم ہوتی ہے۔ مقامات تصوف کی یاد بیں ہے۔ مصنف نے طالب حق

کے سامنے ہاہوت۔ لاہوت۔ جبروت۔ ملکوت اور ناسوت کے معنی

بتا کر فعلِ توجہ۔ عقل۔ نظر اور بے خودی کی کیفیات کی تشریح کی گئی ہے

یہ مخطوطہ سادہ نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے۔ جدولیں بالکل نہیں ہیں

کتابت کی غلطیاں پائی جاتی ہیں الفاظ کو ملا کر لکھا گیا ہے اور یائے مجہول کو اکثر

جگہوں پر یائے معروف کی شکل میں تحریر کیا ہے۔ کاتب نے اپنا نام اور

سن کتابت ظاہر نہیں کیا۔ مصنف کا نام بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ اس رسالہ کا

نمونہ ذیل میں درج ہے۔

۱۱۔ رسالہ تصوف قدیم دکنی۔ میر دیوان علی انجمن ترقی اردو

اس رسالہ کے صفحات ۲۰ اور اٹھارہ سطریں ہیں ایک قسم کی

بیاض ہے۔ اس کے ابتدائی دو صفحات میں مستزاد کے معرفت کا بیان ہے

بعد کے ۱۲ صفحات میں بموجب ارشاد میر دیوان علی صاحب کاتب نے کسی صاحب کا لکھا

تصوف کا رسالہ نقل کیا ہے۔ آخر میں خواجہ امان الدین علی ثانی کا

شجرہ نسب دیا ہے۔ آخری صفحہ پر خواجہ معین الدین چشتی کا رسالہ

فارسی شروع کیا تھا۔ لیکن صرف سطریں لکھی جا سکیں یا باقی ورق

رہ گئے اور باقی حصہ ضائع ہو گیا۔

مخطوطہ ہذا کی کتابت بہت ناقص ہے ۔ شہر رمضان کو شہر رمزان اور اعلیٰ کو اعلا لکھا گیا ہے ۔ کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے ۔

" داعوات اس کا طلبنا لنجنونک فی یا اللہ ۔ یا بار خدایا منہد کو جود میرا نور ذاتی سوں ۔ تاکہ تیری تجلی پاؤں ۔ اس سات شغل سوں ممکن الوجود کوں خدا کی حواسی کرنا تاکہ سیطان اس میں داخل نا ہوی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ وسرا تن ممکن الوجود موں لوچکر دلمیں بولیا جاتا ہے ۔ سوا وس کا حوبنہ اس بول پر دیکھتا ہے ۔ سوا دس کی انکہ اور بول سنیاں جاتا ہے ۔ سوا اس کی کان اور ذکر جو بکریا ہے ۔ یعنی دلمیں سو اسکی ہات اس تن نے آسکوں ایترتا ۔ سو آکی پاؤں ۔ وسرا وضع بیلن بولیا ۔ سو ممکن الوجود ہے ۔ اول اس دل کی زبان آتا ہے ۔ لعد ازاں اس تینوں بولیا جاتا ہے ۔ اواز باہر کہا ہے ۔ قبر کا کان سو سنتا ہے ہور قبر کا دیکھتا ہے ۔ سو بی وہے نظر باہر آتی ہے ۔ وھیہ نظر ابابد ز دو دیکھتے ہیں ۔ ہور اس ہاتوں میں اور ہات ہیں سو سنجی بانہ پاچو ہے ۔ ہور کہو لیا جاتا ہے ۔ ہور اس پاؤں میں اور پاواں ہیں ۔ تو جہاں خوب لکھنا ہے ۔ تہایا توڑنے کہیا جاتا ہے ۔ اور ترد وحدائی تن سوتی وقت جہاں کا ہتا پنجہ پر پاد

چاہیے۔ اور دوسری بات خواب میں باہر نکلتا ہے۔ پرتا خیاچہ۔ دیکھنا ہو سکتا ہے
یا بچہ سوکوس کون او رجاگر خواب دیکھتا ہے۔"

(صفحہ ۶۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانۂ خاص انجمن ترقی
اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا۔ اور وہیں سے یہ
مخطوطہ دیکھا گیا۔

۱۲۔ کلمتہ الاسرار : حضرت امین الدین علی۔

اس مخطوطہ کے پچاس صفحات اور ۱۳ سطریں ہیں۔ سال اور تصنیف کا
اندازہ نہیں ہے۔ اس کا سالِ کتابت ۱۳۰۸ھ ہے۔ اس میں شاہ امین الدین اعلیٰ
کے وہ جوابات مع سوالات جمع کئے گئے ہیں۔ جو انہوں نے اپنے ایک مرید کو
دیئے۔ اس کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ مرید نے جب اس سوال وجواب کو مدون
کیا تو مرشد نے اس کا نام "کلمتہ الاسرار" رکھا۔ ظاہر ہے کہ مخطوطہ شاہ امین الدین
اعلیٰ کی تصنیف نہیں ہے۔ البتہ وہ صرف نام کے مصنف ہیں۔ البتہ ان جوابات
کو ملفوظات "شاہ امین الدین" کہا جا سکتا ہے اس مخطوطہ میں کلمۂ شہادت
کی تشریح ہے۔ اس ضمن میں کنت کنزا مخفیا کے معنی بھی بیان کئے گئے ہیں
اس مخطوطہ کی تحریر کا عکس ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

" مرید نے پوچھا مرشد کامل سوں کہ اے مرشد رہنما والا ہادی صاحب

زمان کلمہ کا معنی کیا ہے ۔ سو بولو ہور مہربانی کر کے یو بھید مجھ پر کھولو تب مرشد

نے فرمائیے کہ کلمہ کا ظاہر ہونا یو ہے کہ نہیں کوئی معبود برحق ۔ مگر اللہؐ ہے ۔ ہور

محمد صلی اللہؐ علیہ وسلم بھیجے گئے ہیں اوس معنی کوں برحق کر جاننا ہور اللہؐ کو

ایک کر ماننا ۔ تب ظاہر کا مسلمان ہوا ۔ لیکن کلمہ کا باطنی ہونا اور ہے ۔ جب

تلک اوس باطنی معنی کو نہیں سمجھیا تب تلک باطن میں مسلمان نہیں ہوا مثال

اوس کا یو ہے کہ سورج کی دھوپ دیکھو کر معلوم کیا کہ سورج ہے ہور

دھوپ نکلتی ہے ۔ اگر سورج نا ہوتا تو دھوپ نا نکلتی ۔ ولیکن سورج

کوں دیکھا ۔ ہیں یوں محمد صلی اللہؐ علیہ وسلم صاحب کے معجزہ دیکھو کر معلوم کیا

کہ اللہؐ ہے ۔ تب محمد صلی اللہؐ علیہ وسلم کے معجزے ظاہر ہو وے ۔ اگر اللہؐ نہ

ہوتا تو محمدؐ کوں کون پہچانتا ۔ کہ اللہؐ کس کا ناؤں ہور محمدؐ کس کا ناؤں

ہور ہے ۔ یو بات میں معلوم کیا تو مسلمان باطن میں نہیں ہوا ۔ تب مریدنے یو بات

سن کر بہت عاجزی سوں کھڑا رہ کر مرشد کوں سجدہ کیا ہور کہا ۔ ای

مرشد بہ حق شتابی سوں کلمہ کا باطن ہونا بولو ہور یو نکتہ مجھ پر بیگی سوں

کھولو دگر نہیں تو مجھ بہوت بیقراری ہے ۔ ہور یوں نہیں سب اندھیارا ہے۔''

(صفحہ ۲ اور ۳ ۔ بابائے اردو مولوی عبد الحق کے کتب خانہ خاص

انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا تھا)

اس مخطوطہ کو دیکھا جا سکتا ہے)

۱۳-۷ رسالہ تصوف: خواجہ بندہ نواز گیسو دراز - انجمن ترقی اردو -

اس مخطوطہ کے بائیس ۲۲ صفحات اور بارہ ۱۲ سطریں ہیں - یہ سیاہ روشنائی اور نستعلیق خط میں تحریر کیا ہوا یہ نثری رسالہ سوال و جواب کی صورت میں ہے - اور اس میں تصوف کی مسائل کی تشریح کی گئی ہے - کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا - سال کتابت بھی درج نہیں البتہ آخری سطور میں یہ عبارت ملتی ہے -

" یہ بادہ یہ رسالہ تصنیف کیا ہوا حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کا ہے -

انعام یافت " سے بادہ کا مطلب ناقابل فہم ہے - کاتب نے اسے خواجہ بندہ نواز کی تصنیف ظاہر کی ہے -

خواجہ بندہ نواز کی وفات ۸۲۵ھ میں واقع ہوئی - مخطوطہ کو زبان نویں صدی ہجری کے اوائل کی زبان سے مماثل ہیں - اس لئے اس کو بندہ نواز کی تصنیف ماننے میں تامل ہے - زیادہ سے زیادہ مخطوطہ کو گیارھویں صدی کی تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے - اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے -

" سوال - احدیث - وحدت - واحدیت سو کیا - جواب احدیت سو ذات کی درجہ کا نام ہے - روشن نہ تاریک نہ ہست نہ نیست اسمیں ہی میں پیدا ہوا - سو احدیث اس میں پیٹے میں صورت پکڑ کر دیکھا - سو وحدت

کل نظر آیا ۔ سو واحدیت ۔ سوال گنج مخفی اور گنج العیان اور نور علی نور سو کیا ہے ۔
جواب نہ اندھارا نہ اوجالا تھا ۔ سو گنج مخفی جب اندھارا ہو کر ذات طلوع ہونے
پر آئی ۔ سو گنج العیان کل ظہور میں کیا ۔ سو نور علی نور ۔ سوال چار وجود ۔ ان کے
چاروں فرمان کو سننے ۔ جواب واجب الوجود ۔ ممکن الوجود ۔ ممتنع الوجود یا رفا وجود ۔
سوال شریعت کا عمل کونسا ۔ طریقت کا عمل کون سا ۔ حقیقت کا عمل کونسا ۔ معرفت کا
عمل کونسا ۔ جواب : شریعت کا عمل ظاہر اپنی پاک کرنا ۔ طریقت کا عمل تجربہ اور تفریہ
اختیار کرنا ۔ حقیقت کا عمل ہمیشہ توبہ کرنا ۔ غفلت سے معرفت کا عمل ہمیشہ مجلت
میں اللہ تعالیٰ کے عمل اور ولایت ۔ سوال ۔ ولایت کامل اور ولایت اکمل اور
ولایت مکمل کس جگہ اور کہاں ہیں ۔ جواب ۔ ولایت کامل سو مقام ۔ ملکوت کے
تین انتظار ۔ اور ولایت اکمل سو آئین اور ولایت مکمل سو ذات ۔ سوال ۔
تن کی بندگی کیا ہے اور من کی بندگی کیا ۔ جواب : تن کی بندگی ظاہر کا امر بجا
لانا اور عادت کا خلاف کرنا ۔ دل کی بندگی سو خطروں کے تئیں دور کرنا اور
خدا کے ذات وصفات کی فکر کرنا ۔ روح کی بندگی ۔ سو مشاہدہ دیکھنا
اور مشاہدہ کو ٹہرانا ۔ نور کی بندگی سو اوس ٹھر اوکے تئیں ذات میں محو کرنا ۔
آپ محو ہونا ۔ سوال : کلمۂ شہادت سے سب مسلمان ہوے ۔ کلمہ کس سے
مسلمان ہوا ، کلمہ مائی سے مسلمان ہوا ۔ مائی پانی سی ۔ پانی آگ سی ۔ آگ

بارہ سی۔ بارہ آگ سی۔ بارہ جبرئیل سی۔ جبرئیل میکائل سی۔ میکائل اسرافیل سی۔
اسرافیل عزرائیل سی۔ عزرائیل حضرت رب العالمین سے مسلمان ہوئے۔" زاہد کی بندگی
کی جگہ کون سی۔ جواب۔ زاہد کی بندگی کی جگہ نفس عارف کی بندگی کی جگہ دل۔
نہ عاشق کی بندگی کی جگہ روح اور واصل کی بندگی کی جگہ لنورح ۔"

(صفحہ ۱۱۔ ۱۲۔ بابائے اردو مولوی عبد الحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی
اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دی گئی۔ وہاں یہ مخطوطہ دیکھا گیا۔)

۱۴۔ کلمۃ الحقائق: شاہ برہان الدین جانم۔ کاتب ولایت علی شاہ انجمن ترقی اردو۔

یہ مخطوطہ ایک سو بیس (۱۲۰) صفحات اور گیارہ سطور پر مشتمل ہے۔ یہ تصوف کی
مشہور تصنیف ہے اس کے مصنف شاہ برہان الدین جانم ہیں۔ رسالہ کو سوال و
جواب کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ مصنف نے دیباچہ میں خود بیان کر دیا ہے
کہ اس رسالہ میں خدائے تعالے کے قدیم العدیم ہونے کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ یہ
بعض وجوہ کی بنا پر بہت اہم ہے۔ اول یہ کہ یہ دسویں صدی ہجری کی اردو نثر
کا نمونہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کی عبارت اکثر مقامات پر مسجع و مقفیٰ ہے جسے
پڑھ کر نظم ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ فارسی و اردو کو مخلوط لکھا گیا ہے۔
چوتھے یہ کہ مصنف نے کلمۃ الحقائق کی زبان کو گجری کہا ہے۔ جو تحقیق کرنے والوں کے لئے

نئی بات ہے۔

شاہ برہان الدین جانم۔ حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ نے علوم ظاہری باطنی والد ماجد سے حاصل کیا۔ تصوف و سلوک میں متعدد رسائل تصنیف کئے ہیں۔ اولیائے دکن اوّل ص ۲۰۶۔ اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے):-

تین تن غیب کے سو تیری خاکی اس تن میں ہے۔ وہ تو نہ کو ہر لوز خدا

تیرا دو تن نے ہر چہار صدف اندر نہاد است۔ تا تو ہم کن من کدام ایشان تو نہ فکر کرای عارف۔ اس کلمۃ الحقائق میں آسان کر دکھایا یا ہے برکت مرشد کے وجود چہار یکی واجب الوجود۔ دوسرا ممکن الوجود۔ تیسرا ممتنع الوجود۔ چوتھا سں عارف الوجود واجب الوجود۔ یہ دستا ہا بدیگا ممکنہ الوجود وہ دستا و نت نیاتی کا ممتنع الوجود میں نہیں ہوتا۔ دکھلانے میں اشارت کل من علیھا فان و عارف الوجود۔ ہر شئے وا شناس کنندہ با صحبت مرکب روح است و در دین ہر سہ محیط است۔

------- تون یہ مگو کو دیکھ بنہ کات قرار رکھ تجنار خرہو تا و اشیارت و فعل و حرکات و سکنات تیری وجود میں جیتی فعل ہی اوس کا حاسبہ نہیں ہارا کوئی ہے۔ تو عارف اسے عقل کبیر الیسے خاطر خوب قرار کرس اس وجود کا دیکھنے ہارا ہو د۔ میں تو اوس کا جان و جانہنار اکہو ہر تو نہ خاک ہوئی۔ اس جان کو نہ مرکب نہیں۔ اس جان پینے ایسا اس تن من جان سوں تو

مشغول حیران ہو سکہ دو کہہ خزاد حیوا خانی یا باقے یا ہوتا و جا۔"

(صفحہ ۲۱-۲۲- اور ۲۳- بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن

اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا۔ وہیں یہ مخطوطہ دیکھا گیا ہے)

۱۵- شمائل الاتقیاء- ترجمہ عماد الدین- میراں یعقوب سال تصنیف سنہ ۱۰۷۸ھ- س

سال کتابت سنہ ۱۱۰۵ھ- انجمن ترقی اردو-

اس مخطوطہ کے ایک ہزار دو سو نناوے صفحات اور پندرہ سطریں ہیں

سال تصنیف سنہ ۱۰۷۸ھ اور سال کتابت سنہ ۱۱۰۵ھ ہے۔ شیخ رکن الدین عماد کاشانی نے

جو حضرت برہان الدین غریب کے خلفاء میں تھے۔ سنہ ۷۳۸ھ میں فارسی زبان میں تصوف

پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کا نام شمائل الاتقیاء تھا۔ فارسی شمائل الاتقیاء کے

دو مخطوطے ادارہ ادبیات حیدرآباد دکن کے کتب خانہ میں ہیں۔ (تذکرہ مخطوطات

دوم صفحہ ۵۹ و چہارم صفحہ ۱۵۸)

شمائل الاتقیاء متصوفین میں بہت مقبول تھی۔ دکن کے صوفیوں اور

بزرگوں نے اس کے مطالعہ کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔ اس مقبولیت سے متاثر ہو کر

سید میراں خدانما حسینی نے جن کا لوڈا نام پیر محی الدین حسینی ہے۔ وفات

سنہ ۱۰۷۴ھ- اپنے ایک ارادتمند میراں یعقوب کو ہدایت کی کہ وہ شمائل الاتقیاء

کا ترجمہ دکنی زبان میں کریں۔ ابھی اس ہدایت پر عمل نہ ہونے پایا تھا کہ پیر کا

کا انتقال ہو گیا۔

یہ مخطوطہ کئی اعتبار سے بہت اہم ہے۔ اول اس کی کتابت سالِ تصنیف سے صرف ۲۷ سال بعد ہوئی۔ دوسرے شیخ سالار کو یہ نسخہ شاہ میراں ثانی کے دستِ مبارک سے ملا۔ جس کا ذکر ترقیمہ میں ہے۔ تیسرے سید میراں خدا نما کا سنِ وفات اس مخطوطہ میں ۱۰۷۲ھ ظاہر کیا ہے۔ اگرچہ عام تذکروں میں انکی وفات ۱۰۷۰ھ میں بیان کی گئی ہے۔ چوتھے شمائل الاتقیاء قطب شاہی دور کی نثر کا بہت نمونہ ہے۔ پانچویں یہ کہ یہ نسخہ زیادہ مکمل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دوسرے مخطوطات کے مقابلے میں اس کے صفحات کی تعداد زاید ہے۔

شمائل الاتقیاء کے دکنی ترجمے میں فارسی کے نسخہ کی طرح سو سے زیادہ ماخذات کے نام گنائے گئے ہیں۔ کتابت جلی ہے اور خط ثلث میں ہے۔

شمائل الاتقیاء کے مصنف میراں یعقوب کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے۔ مخطوطے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ میراں جی خدا نما کے بعد خلیل بابا نام کے ایک بزرگ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئے تھے۔ جن کا ذکر اس کتاب میں ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ ادارہ ادبیات میں ہے۔ (مخطوطات اوّل ص ۳۲۶) دو نسخے کتب خانہ آصفیہ میں ہیں۔ (تصوف ۷۶۳-۱۸۲۸) ایک کتاب خانہ سالار جنگ میں ہے۔ (۲۵۰)

اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے:۔

"بیان تصوف کی فضلا لنکا ہور ۔ صوفیانکی خصلا لنکا ہور فقر یے ہور ۔ فقرا نکی صفقا لنکا":

"صوفی ہور تصوف کا صفت قول خواجہ امام صوفی ہور ۔ تصوف کا لخلۃ صفوت تھی نھیں کاری ہیں ۔ بلکہ صوفی تھی کاری ہیں ۔ صفوت کی معنی یا یا کینز کی ہور صفت کی معنی لباس پہنا اور ایک وجہ دھرتا ھی ۔ حدیث نبی علیہ السلام ۔ علیکم بلباس الصوف تجدو حلاوت الایمان فی قلوبکم" لیعنی پہنو تمیں لباس پشمینہ تو پاو نیکی ۔ یقین ایمان کی شیرنی اپنی دلاں میں جس لوکا صوفیاں کہتی ہیں ۔ سو لوکاں اس لغت کی سبب تھی ۔ کناری ہیں ۔ یعنی لو ظاہر میں ہمیشہ لباس پین کو صوفی گھرانی تھے ۔ کناری ہور بیزار ہیں ۔ کس واسطے کہ صوفی عبادہ تھی ہور اشارات تھی ۔ ۔ ۔ ۔ قول خواجہ محمد جریری ۔ تصوف کی حنی سو خوب خصلتاں تی بھر آنا ۔ ہور بری خصلتاں تھی باہر ہونا ۔ قول خواجہ معروف کرخی ۔ تصوف سو حقیقت پر کام کرنا ہے ۔ ہور خلق تھی نا امید رہنا ۔ "التصوف برقت کثرت" ۔ لیعنی تصوف بجلی ہے ۔ جلا نہاری ۔ تصوف یعنی کو ہونا آدمی بنی تھی ۔ رسالہ کشف المحجوب ۔ تصوف کے تین ہیں ۔ ایک متصوف ھی کہ بزرگی ہور مال کی خاطر ۔ حقیقی صوفیانکا تقلید کرتا ھی ۔ ہور انو کا لباس لیکر انو الیسا الیں دکھلاتا ھی ۔ ہور کھانی پینی کی بدل سر کردا تا ہوتا پھرتا

ہی ۔ ۔ ۔ ۔ ھور دوسرا متصوف ھي ریاضت ھور جاہدہ کرکہ صوفیانکی مرتبہ نکتاہی ۔ ھور ایسین صوفیانکی ونرا کونا ھي ۔ تیسرا حقیقي صوفي ھي ۔ کہ الیس کتی فنا ھور خدا سوں لقا ہوتا ھور طبتیانکی بندگی ۔ جیت کر تصوف کی حقیقت کون ابتر تا ھي ۔ صوفی حقیقی او ھي کہ خدا کے نزدیک بھلی صفت میں اچھي ۔

(صفحہ ۲۰۴ ۔ ۲۰۵ اور ۲۰۶ ۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانۂ خاص کی گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیئے گئے ۔ وہیں یہ مخطوطہ دیکھا گیا ۔)

۱۶ ۔ مرآۃ السالکین (تلاوت الوجود) :

سید صدر الدین ۔ کاتب شاہ محمد امیر الدین ۔ سال کتابت ۱۲۱۷ھ ۔ انجمن ترقیِ اردو ۔

اس مخطوطہ کے پندرہ ۱۵ صفحات اور پندرہ سطریں ہیں ۔ اس کا سالِ تصنیف قبل از ۸۲۵ھ ہے ۔ تصوف کا یہ قابلِ قدر رسالہ جس کا کاغذ کافی بوسیدہ اور کرم خوردہ ہو چکا ہے ۔ سید صدر الدین حسینی بندہ نواز بلند پرواز عاشق شہباز گیسو دراز کا ہے ۔ فہرست میں اس کا نام مرآۃ السالکین غلط درج ہے ۔ تلاوت الوجود کے تین مخطوطے رسالہ کتب خانہ سالار جنگ میں ہیں ۔ ہاشمی صاحب نے بھی اس کو سید محمد حسین گیسو دراز کی تصنیف بتلایا ہے ۔ اور اس کا سالِ تصنیف قبل از وفات ۸۲۵ھ تحریر کیا ہے ۔ ان نسخوں کے ترقیمے مختلف ہیں ۔ پہلے ترقیمہ میں تصنیف سید محمد مخدوم بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ العزیز لکھا ہے ۔ دوسرے

میں سید ابوالفتح صدر الدین خواجہ خواجگانِ چشت اہل بہشت حضرت مخدوم

سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز بلند پرواز عاشق شہباز سرفراز

خاکسار عالم تحریر ہے ۔ اور تیسرے میں سید مخدوم حسینی بندہ نواز عاشق

شہباز سرفراز قدس سرہٗ العزیز ہے۔

کاتبوں کی دستبرد سے مخطوطات کی عبارتوں میں اختلاف پایا جانا ناگزیر ہے۔

اسی طرح تلاوت الوجود کا ایک نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں اور بھی ہے ۔ جس کا

ذکر ہاشمی صاحب نے سوال نامہ کی ذیل میں کیا ہے ۔ اور اسے مخدوم شاہ حسینی کی

تصنیف بیان کیا ہے ۔ اور سالِ تصنیف مابعد ۱۱۲۵ھ قرار دیا ہے ۔ نیز مخدوم شاہ حسینی

کو شاہ میراں جی خدانما کے خلیفہ شاہ پیر اللہ حسینی کا مرید اور خلیفہ بتایا ہے ۔

(فہرست صفحہ ۲۲۱)

اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے ـــــــــ

" اے طالب سالک پانچہ وقت کا نماز کے ذکر فجر کا نماز جلی ظہر کا نماز ۔ قبح عصر کا

نماز روحی مغرب کا نماز سر عشاء کا نماز خفی ۔ سوال طالب یہ تو پانچہ چیز ان کا بستار

ہوا ۔ اندال یک پنچ دو بات یک عو سو کیا کیا (قدح) جواب : مرشد سن ای

طالبِ عاشق معشوق و بات عشق میانے کا جوڑ ای سالک عاشق اللہ معشوق

محمد دونوں کے میانے وصل جوں عورتوں مرد کے میانے نیکرط یکا پکر تو یچہ اچھا ہی۔

ولے وصل کے وقت نیکڑہ کنارے ہوتا ہے۔ سو نیکڑا پے دیکھتا ہے۔ سوماں لوگاں کو اول وصل کے وقت کچھ ہوش نہیں رہتا۔ یو رمز بہت مشکل ہے"

(بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانۂ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا اور وہیں یہ مخطوطہ دیکھا گیا)

۱۷۔ معرفت السّلوک : شیخ محمود مترجمہ ولی اللّٰہ قادری۔ کاتب محمّد صدرالدین نجخی

اس مخطوطہ کے تین سو اٹھارہ صفحات اور بارہ سطور ہیں۔ سالِ تصنیف ۱۱۲۰ھ ہے۔ یہ فارسی زبان کی تصنیف ہے۔ جس کے مصنف شیخ الشیوخ بندگی شیخ محمود قدس سرّہ ہیں شاہ ولی اللّٰہ قادری حیدرآبادی نے اس کو ہندی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ مترجم نے عبارت کو مسجّع و مقفّیٰ بنانے کی کوشش کی ہے۔ ترجمہ کی غرض اس طرح بیان کی گئی ہے۔

"فارسی زبان سواد سے ہندی زبان سوں بیان کر
ہور آیت ہور حدیث کے معنیٰ یک یک عیاں کر۔"

اس مخطوطہ سے بعض ایسے الفاظ کا علم ہوتا ہے۔ جسے موجودہ اردو داں طبقہ داخل اردو نہیں سمجھتا۔ مثلاً بینا بمعنی بیٹھنا۔ مترجم معرفت السلوک نے تمہید میں کہا ہے۔

"فارسی ہور عربی لفظاں کے خلوتخانے تھے باہر کاڈ کر ہندی زبان کے تخت پر بدلا" (۸۴)

یہ مخطوطہ نہایت عمدہ اور جلی خطِ نستعلیق میں ہے ۔ اور بعض خصوصیات کی وجہ سے بہت اہم ہے ۔ سید محمد ولی اللہ قادری مترجم کی دو مہریں ہیں ۔ ایک آغاز میں دوسری اختتام پر ۔ معرفت السلوک کے بعد کے صفحات میں کچھ نقوش اور نسخے درج ہیں ۔ دو صفحات پر آیت " خرقہ پوشیدن " نقل کی گئی ہے ۔ اور آخر کے دو صفحات میں شجرہ خاندان چشت ہے ۔ جو شاہ ولی اللہ مترجم کے بعد ان کے مرید شاہ ظاہر الدین محمد چشتی پر ختم ہوتا ہے ۔

(معرفت السلوک کا ایک مخطوطہ ادارہ ادبیات میں بھی ہے ۔ اردو مخطوطات جلد سوم ص ۱۲۵)

اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے :۔

" منزلِ ملکوت یعنی منزلِ ملکوت ذکر قلبی کی بعد از حاصل کری ۔ ہور یو منزل سالک کوں اوسوقت حاصل ہوتی ہے ۔ جو و تمکن الوجود روحانی ۔ خواب الوجود عنصری کتی پاک ہودی ہور جدا ہودی جسم کے تعلق تی ۔ جیوں کہ ظاہر کی دیدار کی ۔ نظر جو یک لحظ میں ۔ ہور یک ارادے میں آسمان تلک پہونچی ہی ۔ اس اوپش نہ دو تمام وجود صورت ہور شکل سوں خاکی جسم لوٹن سے ایسی جا کا چھوڑ کر ۔ جن جہاں لیایا یا وہاں جاتا ہی ۔ خواہ کعبہ کونے ۔ خواہ مشرق کونے خواہ مغرب کونے ۔ خواہ آسمان پو سیر سو طیر کرتا ہی ۔ ہور تماشا دیکھ کر پھر کر

جسم میں آیا ہی۔ ہور یو کچھ خواب اہوتی۔ سیر زمین پر چلنی کون بولتی ہیں
سو طر سوں اسمان پر ازلی کون بولتی ہیں۔ ہور یو کچھ خواب اہوی۔ تو
عنایت اللہ تعالیٰ کی ہی۔ روحانی وجو دیو جو ممکن الوجود ہی۔ یو کمال
ہنر ہی۔ مرشد کامل کی زبان سوں سُنا تو لو ریحتا ہی ہی۔ ہور حضرت
پیر دستگیر ہمارے قدس اللہ سرہ العزیز اپنی زبان مبارک زبان
سوں اس باب میں فرمائی تھی۔ کہ سالک جب وقت ممکن الوجود کی
زبان سوں ذکر قلبی کرتا ہی تو لو ریحتا ہی۔ جو باطن کی کان سوں
ہی۔ لو بجہ اُس زبان آواز کون سنی ہور۔ اس وجود کی نظر
کون بھی لو بجہ اس آواز پر رکھی کہ یو آواز کس جا کا ہے۔"

(ص۸۰ اور ۸۱۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا۔ جہاں یہ مخطوطہ محفوظ ہے اور وہیں دیکھا گیا)

۱۷۔ منتخب نور الاتقیاء (تذکرۃ الاولیاء) انجمن ترقی اردو۔

اس مخطوطہ کے ایک سو چار صفحات اور گیارہ سطریں ہیں۔ سالِ تصنیف قبل از سنہ ۱۲۲۸ھ اور سالِ کتابت سنہ ۱۳۲۸ھ ہے۔

یہ نور الاتقیاء نام کی تصوف کی ایک کتاب کا انتخاب ہے۔ جسے مرزا سراج الدین صاحب نے جو فوج میں کپتان تھے اپنے ذوق و شوق کی بناء

پر نقل کیا ہے۔ ممکن ہے کہ انتخاب کرنے والے بھی وہ خود ہی ہوں۔ کتاب ناقص الآخر ہے۔ ناقل یا کاتب نے کتاب کا نام "منتخب نور الاتقیاء تذکرۃ الاولیاء" رکھا ہے

طرز تحریر رواں ہے۔ جس میں پختگی ہے۔ لیکن صـ۸۲ میں تابع کو طابع لکھا گیا ہے۔ جس سے کاتب کی کم علمی ظاہر ہوتی ہے۔ حالاں کہ آغاز کتاب سے قبل جو رباعیاں انہوں نے نقل کی ہیں وہ انکی خوش مذاقی کی دلیل ہیں۔ یہ مخطوطہ اخلاقیات کا بہت اچھا نمونہ ہے۔ اس کی تحریر کا عکس ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"تصوف اختیار اور بے اختیاری ظاہر کرنے کا نام ہے۔ بیکار چیزوں کو ترک کرنا تصوف ہے۔

جس چیز پر نفس اور دل مائل ہو اسے ترک کرنے کا نام توکل ہے فقر اوس کا نام ہے کہ جب بھوک معلوم ہو۔ غذا پڑھے اور جب طاقت معلوم ہو سو رہے۔ اس لئے اللہ تعالی کہتے ہیں۔ اور جو اس سے خاموش رہتا اسے جاہل کہتے ہیں۔ اور جو سمجھتا ہے کہ میں نے اوسے پالیا اوسے نامراد کہتے ہیں۔ اور جو اپنے کو اوس سے نزدیک سمجھتا ہے اوس کو اوس سے دور خیال کرنا چاہیئے اور جو اپنے وجد و حال کو ظاہر کرتا ہے اوسے گمراہ کہتے ہیں۔"

" صوفی کا دل مٹ جاتا ہے اور اس کا جسم فنا ہو جاتا ہے "

" صوفی وہ ہے جو دنیا میں اس طرح رہے جیسے دنیا میں آنے سے پہلے تھا۔"

" صوفی اس وقت صوفی ہوتا ہے کہ جب تمامی خلق کو خدا اپنے عیال کے سمجھ کر سب کا بار بردار ہو"

" صوفی وہ ہے جو خلق سے منقطع اور حق سے متصل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خلق سے منقطع کیا تھا۔ جس پر یہ قول شاہد ہے ۔ " واصطنعتک لنفسی " ۔ یعنے میں نے تجھ کو اپنے لئے چن لیا ۔ اور اللہ تعالیٰ انکو اپنے ساتھ ملا لیا۔"

" صوفی اللہ تعالےٰ کے کنار لطف میں مثل اطفال کے پرورش کیا جاتا ہے ۔ دم بھر اللہ کی ساتھ رہنا خلائق کے عمر بھر کی عبادت سے بہتر ہے ۔ اللہ کے لئے کام کرنا اخلاص اور خلق کے دکھانے کے لئے عمل کرنا ریا ہے ۔" بزرگوں کا قول ہے کہ جو مرید علم کے زور پر عمل کرتا ہے اس کو عمل سے فائدہ نہیں ہوتا ہے ۔"

(۵ - ۶ اور ۷)

تاج الحقائق : وجیہ الدین ۔ سالِ تصنیف ۱۲۷۴ھ سالِ کتابت ۱۲۷۴ھ

اس مخطوطہ کے تین سو پچاس صفحات ہیں ۔ اس کا سالِ تصنیف غالباً ۱۲۷۴ھ اور سالِ کتابت ۱۲۷۴ھ ہے ۔

دکنی اردو میں مولانا وجیہ الدین محمدؐ کی ایک تصنیف تاج الحقائق کے نام سے ہے ۔ جس کے نام رواج الحقائق ، سراج الحقائق ۔ اور معراج الحقائق بھی ہیں ۔ یہ تصنیف ٹھیٹ دکنی زبان میں تھی ۔ سید الصادر علی شاہ ابنِ سید اکبر علی شاہ قادری نے اسے دکنی سے مروجہ اردو میں منتقل کرکے عام فہم بنایا غالباً وہی اس کے کاتب بھی تھے ۔ اصل مخطوطہ کی ابتدا کے کچھ صفحات ضائع ہو گئے تھے ان کو کسی دوسرے کاتب نے نقل کیا ہے ۔ تاج الحقائق کے اختتام پر الصادر علی شاہ نے اپنی خامہ فرسائی کو تعریف ان الفاظ میں کی ہے

"دکنی بات کو نثر کرکے اس قانون قاعدہ سے آج تک کسی نے نہیں بولا ۔ جو اس بات کے بانی ہم ہیں ۔ اور یہ بات ہم نکالے اس علم میں ہم افلاطون کے ثانی ہیں ۔ وغیرہ ۔

اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔

"کہ آسمان زمین سب خدا ہیں ہی اور سب میں خدا ہی یہ تحقیق جان اگر تمہیں سمجھ کو زور ہی تو صفات کے اندر باہر تمام ذات ہی ذات کو پہچان

کہ مجی یا عین رہتے ہیں۔ اور یا نیکو ڈہونڈتے ہی یہ مجی کے نادانے ہی
اور مجی پانے سے باہر کہاں جا سکتے کہ مجی کے اندر ہی پانے اور نیچی
سے پانے اوپر بہی پانے ہی اور جو تو پیرے مرشد خدا کو پانا چاہتا ہی تو
ہرگز نپائیگا۔ اور خدا کچھ دور نہیں کہ خدا نزدیک ہے مگر تو نہیں
سمجھا۔ تو کوئی کیا کرے گا۔ اور ہماری بات بہت بلند ہی۔ اگر ہماری
بات کا سنحہ تو نہیں پاتا ہی تو خدا کے کلام میں دیکھو۔ تولہ تعالیٰ
اِنَّ اللّٰہ علیٰ کل شیئٍ محیط و من ورائہم محیط۔
آیہ ہی کہ اندر باہر نیچی اوپر جدہر تو دیکھے گا او دہر سب ذات ہیں
(ص ۱۹۲ اور ۱۹۳)

۲۰۔ رسالہ تصوف (کلمۃ الحقائق) ناقص الآخر۔ انجمن ترقی اردو

اس مخطوطے کے چونتیس صفحات اور پندرہ سطریں ہیں۔
سالِ تصنیف قبل از ۹۹۰ھ ہے۔ یہ کلمۃ الحقائق کا دوسرا نسخہ
ہے جو ناقص الآخر ہے۔ ناقص الآخر ہونے کی وجہ
سے ترقیمہ نہیں ہے۔ اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج کیا
جاتا ہے:۔

ای عارف یوں غفلت بیں ایستی کی چھپاتا اس غفلت کا جز کہتا

تو اسی دیکھنا دیکھنار اور سنا سو منوی انکھیات ایسی کون تفاوت

ہے۔ خوب فہم کراری عارف سوال۔ صحیح ہیں دیکھنا سو دستا

سوں کیوں ہو سکے گا و لیکن گلی دو گلی کہ عقل کون فراموش اس

حال ہیں نہ بیداری و نہ خواب دست جوں غائب۔ جواب اگر

اگر توں نہیں تو خبر کنھارا کون اس نگی کا لو جی کچھ یا دنبر ہوتا ہے

اس جاگا ہیں ادبی عارف الوجود خواص کر نہارا توں اس غفلت کا

شاہد ہو۔ اسے غفلت کا ہی میں دیکھارا۔ اسے غفلت میرا گھر اس کا جیوں

ہیں سر تو عارف عاقل ہیں چنچ ہتی دسرا منخ کوئی نہیں دستا۔ ایسا

فہم کر نہارا سو ہیں جواب اری لو عرفان مجیں اور لو د تینوں وجود

کوں سمجھنا۔ را سو لو عارف الوجود جو تہاتن سو اسی کا ناؤں لو عقل

بہی تجہ سین بار کر کیسے سبد توں عقل ہوی اس عقل کا ہی شاہد سو

توں جوں کہ کشتے پر دیدبان اچھا ہے۔"

۲۱۔ رسالہ تصوف کلمتہ الاسرار: انجمن ترقی اردو!

اس مخطوطے کے اڑتیس صفحات اور دس سطریں ہیں سالِ کتابت سنہ ۱۲۰۷ھ ہے۔ فہرست مطبوعہ میں اس کا نام رسالہ تصوف لکھ دیا گیا ہے۔ در اصل یہ کلمہ اسرار ہے۔ کاتب کا نام محمد حفیظ اللہ ہے۔ جس نے پیر ہادی علی عرف حضرت صاحب کے لئے اسے نقل کیا۔ کتابت نستعلیق اور رواں ہے۔ ابتدائی اشعار کو اس طرح لکھا گیا ہے کہ اس پر نثر کا گماں ہوتا ہے۔

نمونہ حسبِ ذیل میں درج کیا گیا ہے:۔

"مرید نے پوچھا۔ مرشد کا دل سوں اے مرشد رہنما ادائے صاحب زماں کلمہ کا معنی کیا ہے۔ سو بولو ہور مہربانگی کرکے یو راز نچہ پر کہو تو تب مرشد نے فرمائی کہ کلمہ کا ظاہر کا معنی یو ہی کہ نہیں بر حق مگر اللہ ہے اور محمدؐ کے بحر اللہ کے ہیں۔ اس معنی کو برحق کر جانا ہور اللہ تعالیٰ کو ایک مان کر تب ظاہر کا مسلمان ہو او لیکن کلمہ باطن کا معنی ہور جب تلک اوس معنی باطن کون نہیں سمجھا تب تلک باطن مسلمان نہیں ہوا۔ مثال اوس کا یو ہی کہ سورج کے دھوپ سے

اگر سورج نا ہوتا دہو نہ نکلے۔ ولیکن سورج دیکھا نہیں یوں محمد صاحب
کے معجزہ دیکھو کر معلوم کیا۔ کہ اللہ ہے تب محمد صاحب کے معجزے
ظاہر ہوئے ہیں۔ اگر اللہ نا ہوتا تو محمد کے معجزے کہا لسے پیدا ہوتے
ہور کاہے کا معنے ظاہر کا ہو رخ کر اتنا معلوم کیا ولیکن خدا کون نہیں
دیکھا ہور محمد کو ن نہیں پہچانتا۔ کہ اللہ ہور محمد کس کا نام
ہیں۔ (ص ۲ اور ۳)

۲۲۔ خزانہ رحمت (ملفوظات فارسی مع کلام ہندی ناقص الاول
شیخ دہائ الدین باجن۔ کاتب۔ قدرت اللہ۔ سال کتابت
سنہ ۱۱۵۶ھ۔ انجمن ترقی اردو۔

اس مخطوطہ کے آٹھ سو باسٹھ صفحات ہیں۔ اس کا سال تصنیف قبل از
سنہ ۹۱۲ھ اور سال کتابت سنہ ۱۲۵۶ھ ہے۔ یہ در اصل فارسی تصنیف ہے۔
اس کا نام شیخ بہائ الدین باجن کے نام پر رکھا ہے۔ خزینہ ہفتم میں
مصنف کے ہندی مقولے درج ہیں۔ اور ہندی کو اردو کی اصل
قرار دیا ہے۔ اس وجہ سے اسے اردو مخطوطات میں شامل
کرلیا گیا۔

خزائن رحمت اللہ ایک نادر و کم یاب تصنیف ہے اس کا

کوئی نسخہ ادارہ ادبیات حیدرآباد کے کتب خانہ میں نہیں ہے۔ سالار جنگ
بھی البتہ مرحوم کا کتب خانہ بھی اس سے خالی ہے۔ اور سینٹرل اسٹیٹ
لائبریری بھی۔ البتہ پنجاب یونیورسٹی میں اس کا ایک نسخہ ضرور ہے جس کا
نام وہاں کی فہرست میں گلستانِ رحمت درج ہے۔

انجمن کا مخطوطہ ناقص الاوّل ہے۔ تمہید کے چند سطور کا ایک صفحہ
شامل نہیں ہے۔ اس مخطوطے کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا کاتب
باجن کے القاب میں ہے۔

"خزائنِ رحمت" میں سات خزینے ہیں جن کی تفصیل
یہ ہے:-

خزینہ اوّل:- "ذکرِ ~~افعال اسبلب~~ چہار شائخ و ہشت انبیائے کرام۔
خزینہ دوم:- ذکر افعال اہلِ طریقت اس میں ۳۵ مفتاح ہیں
خزینہ سوم:- ذکر احوال ارباب اہلِ حقیقت اس میں ۱۰ مفتوح
ہیں۔
خزینہ چہارم:- ذکر اسرار توحید اس میں سات مفتوح ہیں۔
خزینہ پنجم:- ذکر اوراد و وظائف مشائخ اس میں سات
مفتوح ہیں۔

خزینہ ششم ادعیہ وغاز وغیرہ اس میں ۲۲ افکار ہیں۔

خزینہ ہفتم: "ذکر اشعار کہ مقولہ مصنف ہیں۔

شاہ دھا جو الدین باجن مشہور بزرگ ہیں۔ ان کے حالات تذکرہ

اور دوسری سوانحی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان کی ایک اردو تصنیف

اور بھی ہے۔ وہ ایک مثنوی ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ کتب خانۂ خاص

میں موجود ہے۔

اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے:

قسم سوم۔ در ذکر سبب ظہور خانوادہ چشت۔

"کہ از بزرگان خواجہ محمدؒ زاہد است و ذکر اسما۔ در دوازدہ کردہ

کہ نقل است از کشف المحجوب بہ انکہ سبب ظہور خانوادۂ

چشت خواجہ محمدؒ زاہد یوسف اند و خانوادہ چشت نیز از جملہ چہاردہ

خانوادہ است۔ و تفصیل ابن خانوادہ مذکور خواہد مریدان

اے عزیز کہ سر اختلاف مذاہب و خانوادہ بموجب قول حضرت

حق سبحانہ و تعالیٰ و قد خلقکم اطوارا الطرق الی اللہ

بعدد انفاس الخلائق سبب این لیئے طالبان حق فرقہ فرقہ

کشیدہ۔ ہمہ کس طالب یار ند صہ ہشیار چہ مست۔ ہم جافانہ

عشق است - چہ سجدہ کنت" - یکے مذہب امام اعظم
ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ دوم مذہب امام شافعی رحمت اللہ علیہ -
سوم مذہب امام مالک رحمت اللہ علیہ - چہارم مذہب امام احمد
حنبل رحمتہ اللہ علیہ - ہر چہار صاحب مذہب طالب حق بودند
و اختیار کردہ اند تا خلق بر شریعت مصطفےٰ علیہ السلام ثابت
قدم آئینہ واز فتناء و للّٰہ اجتناب نمایند -" (صفحہ ۱۲۰)

۲۳ - رسالہ تصوف: حضرت سید میراں شاہ - سال کتابت سنہ ۱۰۹۰ھ
انجمن ترقی اردو -

اس مخطوطہ کے ایک سو دو صفحات ہیں - تصنیف قبل از سنہ ۱۰۷۰ھ سال کتابت سنہ ۱۰۹۰ھ ہے - مخطوطہ کے مصنف نے جس کا نام معلوم نہ ہو سکا تمہید میں لکھا ہے :

" میری حالت ایسی ہی تھی کہ میں حضرت میراں شاہ
صاحب سے معرفت پایا تھا - ولیکن خدمت میں تھوڑے
دن رہا - تھوڑے روز کے رہنے سے معرفت کا جھاڑ
کملا یا ہوا تھا - بعد از اں ثانی امین الدین اعلیٰ صاحب

کی خدمت میں چند روز تلک رہنا ہوا۔ تب درخت معرفت کو بدھارا ہوا۔"

چند سطور کے بعد لکھا ہے :۔

"حضرت بان صاحب کے بعد حضرت شاہ خلیل اللہ کی مدد بہوت ہوئی۔ اور معرفت پانے میں کچھ شک نہیں رہا۔ اس کا خلاصہ اس کتاب میں لایا ہوں اور بہت جمع کیا۔"

مصنف نے جو معلومات اپنے مرشدوں سے حاصل کیں۔ مخطوطہ ہذا میں انہیں جمع کیا گیا ہے۔ اس بناء پر اسے ملفوظات میراں شاہ جی کہنا صحیح نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ ایک رسالہ تصوّف کہلوا سکتا ہے جس میں میراں شاہ جی کے ملفوظات کم اور شاہ خلیل اللہ کے بیانات زیادہ ہیں۔

ان بزرگوں کے علاوہ حضرت شاہ برہان الدین حضرت پیرو دستگیر حضرت بہلول دانا اور حضرت جعفر صادق وغیرہ کے اقوال بھی شامل مخطوطہ ہیں۔ اگر مقامات پر حضرت بندگی مخدوم کے الفاظ ملتے ہیں۔ ان سے مراد غالباً۔ میراں شاہ خدا نما ہیں۔

مخطوطہ کا خط نستعلیق ہے۔ جدولیں بالکل نئی ہیں۔ صفحہ اوّل و آخر پر حاجی اسماعیل یوسف کتھری فری لائبریری اینڈ ریڈنگ روم کی چار مستطیل

مہریں ہیں ۔ ایک مہر رائٹرس اسیوریم کراچی کی لگی ہے ۔

اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے :

"چار بندگیاں کرنا اور خدا کو پانا اور شریعت چھلکا ہی اور طریقت مغز ہی اور حقیقت مغز کا مغز ہی اور اس کی لذت معرفت ہی ۔ اور یہ سب چھلکی میں پرورش ہوتی ہیں ۔ اگر جن کا توڑ دو تو سب ناچیز ہو جاوے ۔ و لیکن لذت کے مقام کو چھلکا دو ۔ رہی شریعت کی پاس اس طرح کیا چاہی جیسا کہ درد کی محافظت کرتی ۔ کیوں کہ اگر دو ر میں کچھ بد چیز پڑی تو سب دور خراب ہو جائیں گے ۔ یعنی امرِ معروف کو اس طرح محافظت کرنا جیسا کہ دور کو منہیات سے ۔ اوس میں کوئی چیز نہ گرنے دینا ۔ اگر شریعت ادا کیا ۔ تب طریقت اس میں افضل ہے ۔ تارک اس کا کافر ہوتا ہی ۔ اور شریعت طریقت دونوں ادا کیا ۔ اور معرفت کا تارک ہوا تو مطلق ہی کافر ہوتا ہی ۔ یہ چاروں راہوں پر چلیں اور اس وقت دین حاصل ہو ۔ (صفحہ ۷ اور ۸)

۲۴ - رسالہ تصوف : انجمن ترقی اردو :

" واجب الوجود جو کہ بیداری میں دستا ہی ۔ ممکن الوجود

جو کہ خواب میں دستا ہے۔ مجمع الوجود دونوں کو جو دیکھتا ہے۔ عارف الوجود یہ تینوں کو بوجھتا ہے۔ روح جمادی۔ روح سفلی۔ روح نباتی روح جاری۔ روح حیوانی۔ روح علوص یہ روح انسانی روح سقیم۔ روح جمادی پتھر کا روح سفلی۔ اسواس لئے بولتے ہیں کہ اپنے فن کو سجرایا ہوا رکھتا ہے۔ روح نباتی جھاڑو کا روح روح جاری اسے بولتے ہیں کہ اپنی تن کو بڑھاتا ہے۔ روح حیوانی جانوروں کا روح۔ روح علوی اسے اس لئے بولتے ہیں جو تن میں آکر دم کھینچتا ہے۔ جماد کو ایک روح۔ نبات کو دو روح۔ حیوان کی تین روح۔ انسان کو چار روح۔ عارف کو پانچ روح جس کو روح قدس بولتے ہیں۔ چار نفس اول نفسِ امارہ دوم نفس لوامہ۔ سوم نفس ملہمہ۔ چہارم نفسِ مطمئنہ۔

چہار عقل۔ عقلِ قیاس۔ فہم وہم۔ فہم آگاہ عقلِ قیاس۔ نفع و ضرر پہچاننے والا۔ فکر کا جاننے والا۔ وہم شر کا لے جانے والا۔ فہم آگاہ قرب و بعید پہچاننے والا۔ شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت۔ شریعت تنگی بند کے طریقت دل کے

بند کے۔ حقیقت روح کے بند کے۔ معرفت نور کے بند کے۔ چار ذکر
ذکرِ جلی۔ ذکرِ قلبی۔ ذکرِ روحی۔ ذکرِ سری۔ ذکرِ جلی زبان
سو بولنا۔ ذکرِ قلبی۔ دل کی حضوری۔ ذکرِ روحی مشاہدہ
ذکرِ سری۔ لذت چار حال۔ حالِ بیداری۔ حالِ خواب،
حالِ بے ہوشی۔ حالِ ہوش۔ حالِ بیداری۔ غفلت، سو
یاد ہیں۔ آنا خواب اللہ تعالیٰ کے یاد میں غیر کے یاد کو بھولنا۔
حال بے ہوشی۔ فنا۔ حال ہوش بقا۔ (صفحہ ۲-۳ اور ۴)

۲۵۔ مجموعہ پنج رسائل: (وجود العارفین۔ خواجگانِ چشت،
واجب الوجود۔ خلافت نامہ علم الاعداد) انجمن ترقی اردو)

"بیانِ معرفت"

ہور بو بیان معرفت کا ہیا۔ اول پیر ارادہ۔ دوم پیر محبت سیم
پیر عشق چوتھا پیر محیط ہور۔ چودا خانوادے ہے۔ اوّل علم
دوسرا عقل تیسرا صبر۔ چوتھا شکر۔ پانچواں توکل۔ چھٹا تسلیم۔ ساتواں
خدمت۔ اٹھواں راحت۔ نوا قیام۔ دسواں قرار۔ گیارواں صدق
بارواں یقین۔ تیرھواں صفت۔ چودھواں قناعت (وجود العارفین)

" اللہ ہور۔ اوس کی معنی یوں ہیں جو عالم دوست خدا کا
ہی ہور۔ خاص یار خدا کا ہی ہور۔ لیکن کسی صادق خدا کا ہی
ہور، سچ ہی ہوا کہ مجھے کوئی پوچھے کا تو اوّل ہادی کون ہی جواب
بول اوّل خواجہ حسن بصری ہیں۔ اونو کے رسالے بنائے۔
الوہیش پیدا ہوئی۔ اور ابتداء سوں زنبیل و قندیل و مثقی
و کشتی یو سب شست ہیں تھے۔ بعد ازاں ایک روز حضرت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی مسجد میں بیٹھے تھے ہور تمام اصحابان
حاضر تھے۔ ہور اوس وقت پر یو باد آیا جو نعمت خواجہ حسن
بصری کیتیں بخش دیا ہی ہور پیچھے اونو کتی خواجہ نو حسن بصری
سے کتی عطا ہوئے ہیں۔ ہور مرشد میناروں کے ہیں۔" (خواجگان چشت)
" اول کلمہ شریعت ہی۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دوم کلمہ طریقت ہی کہ لا الٰہ الا عظمتہ۔ سوم کلمہ حقیقت ہی۔
لا الٰہ الا اللہ قدرتنا محمد الرسول اللہ صفاً صفاً۔ اگر
پوچھیں۔ چار تمام کون سے ہیں۔ جواب بول۔ اول تمام جروت

ہی ۔ اور سکین ہی جبرئیل جانتے ہیں ۔ دوم مقام ملکوت ہی کہ اوسکین میکائیل جانتے ہیں ۔ سیوم مقام ناسوت ہی کہ اوسکین اسرافیل جانتے ہیں ۔ چہارم مقام لاہوت ہی ۔ کہ اوسکین عزرائیل جانتے ہیں اگر تجھے پوچھیں یہ چار کلمہ کون ہیں ۔ جواب بول کلمۂ شریعت ۔ جبرئیل کہتے ہیں ۔ کلمۂ طریقت میکائیل کہتے ہیں ۔ کلمۂ حقیقت اسرافیل کہتے ہیں ۔ کلمۂ معرفت عزرائیل کہتے ہیں ۔ جب کسی کیستن ان چار کلمہ کی خبر نہ ہووے اور درو لیشے کرے تو گناہگار اللہ تعالیٰ کا ہووے ۔" (واجب الوجود)

وجود العارفین : اس کے ۱۵ صفحات اور گیارہ سطریں ہیں ۔ فہرست مخطوطات مطبوعہ میں اس کا نام "رسالہ تصوف" درج ہے یہ صحیح نہیں ۔ اصل نام وجود العارفین ہے ۔ جسے مصنف نے تمہید کی دو بیتوں سے متعلق ہے ۔ خط ثلث ہے ۔ اس کے آخر میں راہ شریعت راہ طریقت ۔ راہ حقیقت ۔ راہ معرفت اور

راہِ توحید کی تعریف ہے ۔

مجموعہ ہفتدہ رسائل ۔

الف: رموز الواصلین :- اس مخطوطہ میں اٹھائیس صفحات اور گیارہ سطریں ہیں ۔ اس کی زبان قدیم ہے ۔ کہیں کہیں پنجابی کے اثرات نظر آتے ہیں ۔ "رموز الواصلین" کو سادہ خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے جدولیں بالکل نہیں ۔ شاہ برہان الدین جانم اپنے والدِ بزرگوار شاہ میراں جی شمس العشاق کے سجادہ نشین تھے ۔ اور ان ہی سے عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی اپنے وقت کے بڑے عارف اور متصوف گذرے ہیں ۔ صاحب اولیاءِ دکن نے ان کا سنہ وفات ۹۵۰ھ لکھا ہے ۔ (ص ۱۰۶ جلد اوّل) لیکن بابائے اردو کی تحقیق کے مطابق ۹۹۰ھ تک حیات تھے ۔ (اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام ص ۵۶) تصنیفات ایک درجن کے قریب ہیں ۔ ان میں سے صرف ایک رسالہ نثر کا ہے ۔ اس مخطوطہ کے علاوہ اور بھی

چھوٹے چھوٹے کئی مخلوطے ہیں۔ اس مخلوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے:

"ذات کا پرتو تیرا نور۔ نورین نور ھو الظہور
جتی جیکچ ھوی جان یہ محقول وہ سکہم پچھاں ٹھول
درشت میں ایا ھوی سکہم سو وہ کیوں کر جو می نور
تہی۔ روح ہتی۔ من۔ تن یہ دستار روح کا کن
اسباب یہ جہتی۔ بادشکل اس کا کہ نی عقاد ظاہر فعلون
ظاہر توج۔ باطن نے فعلون باطن توج ظاہر دھرتی کیا
گگن اس میں تو شک ناہی من مخلوق کا تو ناھی کام
خالق کوی جن رچیا۔ تمام باطن کا فعل پوچھا ھوی۔ جیو
کا جاتک اچھی۔ کوئی جیو جولا بارک ہیو۔ جن تو مرد
کا یا حکم کا۔ جو کن کا کیتا امر عیاں جاک پنہچا یا سکلا جان
کوی ارادت جو ین بار ایسا سب جو جنہار یوں ظاہر
باطن کیا شناس حق چھپایا راسک داس یقین پر
ہتی۔ ایا ھوی سب پر کرتا جانی کوی سن شروع کی

ظاہر راہ ویک تصوّف باطن کو راہ شرعی سوس علمی توح تصوّف

سوجی تحنی خوزح سمعی سنکر کہی دھام جیسا کرنا ہوی تحام

عینے اکہ ھوی جان» (ص۴ اور ص۵)

ب: مجموعہ یازدہ رسائل ۔ رسالہ فقری:

یہ مخطوطہ جو کہ قدیم دکنی زبان میں ہے ۔ اس رسالہ کا سال تصنیف اور مرتب کرنے والے کا نام وغیرہ کچھ بھی درج نہیں ہے ۔ یہ مخطوطہ جس میں مرغوب القلوب تصنیف شمس تبریزؒ بھی اس میں شامل ہے ۔ اسکے بارے میں بھی کوئی واضح تاریخ وغیرہ درج نہیں ہے ۔

یہ مخطوطے بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانۂ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کے تحویل میں دیئے گئے ۔ اور وہیں بھی یہ مخطوطے دیکھے گئے ۔

ان مخطوطوں کا اندازِ تحریر ذیل میں درج ہے :-

" اوّل فقر اوپر پنجتن کے واترا ہے ۔ فقر کی حدیث یوں ہے ۔
حدیث نبوی الفقر فخری والفقر منی ۔ سو تماج اوپر محمد ص کے اترا

ہے ۔ تاج کے آیت یوں ہے : وتوکل علی اللہ وکفیٰ باللہ

وکیلا، ہور اوپر سکندر پیغمبر کے سپھنتہ اترا ہے ۔ اس کے آیت

یو ہے ۔ عَامِّ ونوی لعزاق ھور ۔ اوپر شمس تبریز کے

شیے اترا ہے ۔" (رسالہ عقری) ص ۲۳۴ ۔

" حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم خرقہ خلافت و

اجازت بحضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دادند و حضرت

علی شش خلیفہ بودند ۔ یکی امام حسن، امام حسین سیوم خواجہ

حسن بصری ۔ چہارم خواجہ کمیل زیاد پنجم قاضی مقتدر ششم خواجہ

اویس قرنی وحسن بصری را خلیفہ بودند یکی خواجہ حبیب عجمی خواجہ

عبدالواحد بن زید" (رسالہ تصوف شکارنامہ صفحہ ۲۶۷ ۔ اور ۲۶۸)

مرغوب القلوب : تصنیف شمس تبریز :

"پیغمبر کہی شریعت سو میرا بولنا ہے ۔ طریقت سو میرا

کرنا ہے ۔ حقیقت سو میرا الوا ہے ۔ معرفت سو خدا کی ذات ہے ۔

نوری پہلا منزل کا ناؤں ناسوت ۔ اوس کا ضرا کو رواں کا ایسا

شہوار ان کا ایسا کیا معز ہے ۔ کور اہیں کہتا بینا ۔ لبو کتا وے
کوئی دیکھے کر کسے پر نظر ہے ۔ ہور دیوانہ ابلین جکیہ بولتا
دس کے بات کا جواب نہیں" (مرغوب القلوب ص ۲۸۲)

" رسول اللہ نے فرمائی ۔ معین کئے ہیں ۔ عارف لوگوں
کو نہ معلوم ہوتا ہے لیکن سمجھنے والوں کو نہ معلوم دیتا ہے ۔ علم خاص
کے حُبز نہیں ہوتا ۔ اس واسطی شوق ہوئے کیا نیو کے عشق عاشق
قونکوں وسمنوں ہور اور واسطے مینے تحقیقات کے بچہ زبان
دیکھی کے بیان کرتا ہوں" (ص ۳۲۹)

۳ ۔ مجموعہ بست و چہار رسائل :

یہ رسائل بھی مخطوطے کی شکل کے ہیں ۔ اس میں چھوٹے چھوٹے
رسائل بھی شامل ہیں ۔ ان میں معرفت عالم ۔ درۃ الاسرار ،
نور نطون ۔ نفسِ لوامہ ، اسرارِ تصوّف وغیرہ شامل ہیں ۔
مجموعہ بست و چہار رسائل اس کی سالِ تصنیف وغیرہ کے بارے میں کچھ ذکر نہیں ہے
نہ ہی مرتب کرنے والے کا نام وغیرہ شامل ہے ۔ یہ مختصر سے چھوٹے چھوٹے رسائل
ہیں ۔

یہ مخطوطہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن

ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا۔ اور وہیں اس مخطوطہ کو دیکھا گیا۔ اس کے مختلف رسالوں کی تحریر کے نمونے ذیل میں درج ہیں:

الف: معراج العاشقین: سید محمد حسینی گیسو دراز رسالہ کتابت (یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔)

سنہ ۱۳۱۲ھ —— " ان پانچ غواص کا مراقبہ پیر کے ممکن کو مشاہدہ کرنا۔ ذکر قلبی کا شریک سگن کے پیالے میں پینا نرگن ہوا تو ممکن کا درجا ویگا اور پانچ بار میں بار اور بارے میں مائی اور بارے میں پانی اور بارے میں آگ اور بارے میں خالی یعنی پانچ عناصر ان کا ممکن الوجود تو طریقت عام سوم تن ممتنع الوجود اس کا قابل کرے۔ ہمارا عزرائیل نفس ملہمہ اوس کے کلام نا سنا سوتند ہاک سو خدا کی بولنا لینا سو بات زباں سوں خدائی باتاں نہ بولنا۔ سو اچھی شہوت کوں نا سنبھالنا۔ سو کان ہے اون پانچ غواص کے بولڑھی با نہ نا پیر کے ممتنع کا مشاہدہ دکھنا۔"

(صفحہ ۱۱۶ اور صفحہ ۱۱۷)

ب : سالکین فرماتے ہیں جسم قابل سیر و طرب لکان ہے نام اوس کا اواح جاری نزدیک غلاف شاہی اور اوس عالم سے مرتبہ سادس مرتبہ عالم اجبار ہے - یہ اشیاء کو بتہ مرتبہ کشفیہ ہے کہ قبول کرتا ہے - پارہ ہوتا ہے - اور ملتا قابل سمجھا ہے - اور ظاہر میں نظر آتا ہے - پس مراتب ثلاثہ کو مراتب خارجیہ کہتے ہیں - (حقیقت عالم ص ۱۶۴ - ۱۶۵)

ج : من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ یعنی جو کوئی اپنے کو سمجھیگا تو خدا کو سمجھے گا - پس آیت حدیث کی فرسوں اپنی پہچانت پہچانیگا - اے سالک اپنی پہچانت اور خدا کی پہچانت اوس روش سوں کرتے ہیں - بعض محققان دوسری روش سوں پہچانت کرتے ہیں - سو اوس اوتیں کون بہی سکتا ہے - خوب میں اول سالک کون پانچہ عناصر پچیس کن اور او چہار منزلاں ناسوت - ملکوت جبروت - لاہوت - یو چار منزلاں کو کو اپنے طے کرتے تو اور خدا کے قول سے یوں ہے - (درۃ الاسلام) ص ۱۶۸ - ۱۶۹)

د : سوال احد احدیث و احدیت واحدت جواب ادرکاکہ وہ ذات پاک بیچون ہے اور دریائے نور ہے - جواب احدیث

کا جوش عشق محبت اوس دریا سے آواز نکلا۔ وحدت اوس کن سے ہے۔ مکن ہوکر اسم ذات لیا اور موجودہ وحدت کے مارا۔ جواب وحدانیت کا یہ ہے کہ وہ واحد ہوکر اپنے صفات پر آپ ہی عاشق ہوا۔

(نونطون صفحہ ۱۸۰)

۲ : سوال اگر تیرا پیر سیمین تیرے چار قبلے کون سے ہیں؟ جواب اول اوّل قبلہ شریعت کا۔ جنوب دوم قبلہ طریقت کا شمال۔ سوم قبلہ حقیقت کا مشرق۔ چہارم قبلہ معرفت کا مغرب۔" (نفس لوامہ صفحہ ۲۰۵)

۳ : " نقش تصوّر میں رکھا تو وابستہ ہے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ اللہ کے نقش کو اوسی لباس کا ہے۔ اگر دیکھا ہے کہ خدا ہماری شہ رگ کے نزدیک ہے۔ فعل ہمارے ظہور میں آتا ہے۔ وہ سب اللہ دیکھتا ہے۔"

(رسالہ تصوف وجودیہ صفحہ ۲۵۵)

س = " العزیز فقر پنجتن پر عنایت ہوی۔ اس کی آیت یہ ہے۔ الفقر فقری و الفقر منی۔ العزیز پر کپڑوں کو رنگ دینے کا طریق علی اسداللہ غالب سے نکلا ہے۔ اس کی آیت یہ ہے۔" (اسرار تصوف صفحہ ۳۰۲)

۴ - مجموعہ مصنف رسائل: اکبر حسینی - کاتب غلام نبی

سالِ کتابت ۱۹۱۲ء - نمونہ درج ذیل ہے:-

" یعنی میں نے دیکھا میں کسے چیز کوں مگر دیکھا خدا کی تئیں ہر

ایک چیز کوں دیکھتے تھے تو خدا کو بخبر دیکھتے تھے - اور وجودِ خدا ہے کہ

معلوم ہوتی ہے - ای فرزندِ آدم ایکی صورت پہ اوس کی صورت

ملیگی یک صورت ہے کہ جانی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے - قولہ

تعالیٰ و بی سیمع و بی یبصر و بی ینطق و بی یبطش - یعنی

خدا نے کہا ہے - میر سو سن سن اور میر یوں دیکھو اور میر یوں بول

اور میر یوں چل لیجئے عارف یوں جانی کہ اپنے زبان سوں وہ بولتا ہے

اپنے کاناں سوں وہ سنتا ہے - اور اپنے انکھیاں سوں وہ دیکھتا ہے -

اور اپنے پاؤں سوں وہ چلتا ہے - اے فرزندِ آدم تمام عالم کے

انکھیاں سوں وہ دیکھتا ہے اور تمام عالم کے کاناں سوں وہ سنتا ہے

اور تمام عالم کے زبان سو وہ بولتا ہے - تو عارف صادق ہے تو یوں

جانی تمام آواز اُسکا جانی اور تمام نظراں اوس کے جانی اور تمام

عالم کے ہاتھوں اور اپنے ہاتھ میں اس کے ہات ہے "

(صفحہ ۱۱۸ اور ۱۱۹)

اس کے علاوہ اس میں تصوف پر یہ مضمون بھی ہے:-

وصیت نامہ - گیان سروپ - ارشاد نامہ جات طریقت وحقیقت)

ترجمہ خاتمہ : خواجہ بندہ نواز کاتب غلام نبی ۱۱۹۲ھ سال کتابت

" حضرت خواجہ نصیر الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کہتے ہیں کہ جو صوفی دوپہر دن کو سوتا نہیں تو جان کہ اور سارا رات سوتا رہتا ہے (۱۵۲)

۵ - مجموعہ لست ونیک رسائل :

یہ مجموعہ بھی کئی ایک چھوٹے چھوٹے رسائل پر مشتمل ہے - اس میں کئی مختصر سے رسالے ہیں جن میں رسالہ تصوف - نفع ایمان - غفلت نامہ مثنوی داول - رسالہ تصوف کے سال تصنیف وغیرہ کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے -

یہ مجموعہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا اور وہیں پر یہ مجموعہ دیکھا گیا - اس مجموعہ کے پہلے رسالے یعنی "الف" اس کے بارے میں اتنا تحریر ہے کہ اس کا عنوان "المراقبہ التوحیدیہ" ہے اور یہ سید محمد حسین نوری کا تحریر کردہ ہے - حصہ (ب) رسالہ تصوف سے اخذ کیا گیا ہے -

اس مجموعہ کا انداز تحریر حصہ الف اور حصہ ب میں درج ہے:
یہ مجموعہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانۂ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا۔ اور وہیں پر اس قلمی مجموعہ کو دیکھا گیا۔

(الف) :- میرا ذوق دیواں اول ذات خدا کی اسمیں آبین یوں تھا جوں کارمیں اگو سنگیا کہ اپنی عشق ہوں کچھ پیدا کروں سے تو یوں پیدا کیا۔ جوں چکمگہ سوں چنگی و چنگی کوسوں لائی اسکی دیوی لائی تیراراں لاکھا کرداں یا جوں آتش بازی بہوت جیا نکی روشن کئی ماریں کی (المراقبۃ الشہودیہ از سید محمد حسین نوری) صفحہ ۲۵۸)

(ب) حضور است بہ بکم کلم ایس هور اچھی ہوتا لو ہیں بی ادنی لکھا ہے، حضور سوتی وقت جو سیر کرنا حضور دکہ سکہ بہشت و دوزخ اوس کی خدا کوں یاد کرنا اس پایا ہی ممکن الوجود۔ یعنی خطرے کے وجود کوں لوتی ہیں۔ جو فطری اسنھی آتی ھی۔ بھانکا فرشتہ اور موکل اسرافیل یعنی مکمل الوجود بہت جلدی هور شتابی ھی،،
(رسالہ تصوف صفحہ ۵۴۲)

اس کے علاوہ تصوف پر قدیم قلمی رسالے موجود ہیں:

تفخ ایمان ۔ غفلت نامہ ۔ مثنوی داول ۔ رسالہ تصوف ۔

۶ ۔ مجموعہ ہفت رسائل : (رسالہ تصوف) سوالاً جواباً ۔

" سوال حضرات خمسہ کس کو بولتے ہیں ۔ جواب ناسوت ملکوت جبروت ۔ لاہوت ۔ ھاہوت کو بولتی ہیں ۔ سوال: تنزلات ستہ کس کو بولتے ہیں ۔ جواب: احدیت وحدت ۔ واحدیت ارواح مثال شہادت کو بولتے ہیں ۔ سوال: اوس کی تفصیل بیان کرو ۔ جواب: ناسوت سوتن ملکوت سودل جبروت ۔ سوروح لاہوت ۔ سو ہاہوت سوذات یعنے ہستی خالص ۔ سوال ۔ ان روایت کے معنی کیا ہیں ۔ جواب: احدیت رتبہ ذات کو بولتے ہیں ۔ وحدت رتبہ ثبوت ۔ اعتبارات اربعہ قابلیات صفات جو وجود عالم نور ظہور ہی اوس کو وحدت بولتی ہیں ۔ واحدیت مرتبہ صفات یعنی حیات علم ارادہ قدرت سمع بصر کلام کے ثبوت کے مرتبہ کو کہتی ہیں ۔ ارواح جانکو کہتی ہیں ۔ " (ص ۱۳)

(ب) شرح صفات : یعنے مثال نور کا مانند یک فانوس کی ہے ۔ بچہ اوس فانوس کی ایک قندیل ہے ۔ بچہ قندیل کی ایک چراغ ہے ۔ الغرض

من او چراغ بجہ دل آدمی کا روشن ہے ۔ وہے جوت سنتے ہیں اور وہے جوت دیکھتے ہیں۔ اور وہے بولتے ہے ۔ اور وہے جیتے ہے اور وہے جانتے ہے اور وہے سیکھتے ہیں ۔ لیعنی قدرت دیکھتے ہیں ۔ (صفحہ ۳)

(ح) رسالہ من عرف :

"اوّل اللہ کی ذات ہے ۔ عشق ہویدا ہوا عشق سے نور محمدیؐ ہوا اوس نور سے صفا ہوا ۔ صفا سے ہوا ہوئی ہوا سے یون ہوا یون سے آگ ہوی ۔ آگ سے پانی ہوا ۔ پانی سے خاک ہوی ۔ خاک سے اناج پیدا ہوا ۔ اناج غذا ہوا ۔ غذا سے آب مینے ہوئی ۔ لیعنے نطفہ ، نطفہ سے آدمی پیدا ہوا ۔" (ص ۸۱)

۷۔ مجموعہ ہشدہ رسائل :

یہ مجموعہ بھی مختصر رسائل پر مشتمل ہے ۔ اس کے سالِ تصنیف کا بھی کچھ پتہ نہیں ۔ مختلف ابواب پر مشتمل تصوّف کے نکات بیان کیے گئے ہیں ۔

یہ مجموعہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیا گیا ۔ اور وہاں اس مخطوطہ کو دیکھا گیا ۔ اس کا انداز تحریر ذیل میں درج ہے :

" تو باب سکی ذات حق کی ظہور کون باب کہا جاي لیعنی

ظہور کون نو باب ہیں ۔ پہلا باب عرش ۔ دوسرا باب کرسی ۔
تیسرا باب لوح ۔ چوتھا باب قلم ۔ پانچواں باب بہشت ۔ چھٹا باب
دوزخ ۔ ساتواں باب آسمان ۔ اٹھواں باب زمین ۔ نواں باب
لامکان ۔ نو باب سبکی یعنی ایکیکون ایک خویش قریب ہیں
سات ماں دامکی کی پہلی ماں وہم سری ماں فہم تیری ماں کال
چوتھی ماں قیاس پانچویں ماں وسواس ۔ چھٹی ماں ہوا ۔
ساتویں ماں فضا ۔"

تشکار نامہ : اس مخطوطے کے دس صفحات اور پندرہ سطریں ہیں
خواجہ بندہ نواز سید محمدؒ گیسو دراز ان اولیائے کاملین میں شامل ہیں جن کے
نفوس قدسیہ سے برّ صغیر میں علم و عرفان کی بارش ہوئی ۔

خواجہ بندہ نواز نے فارسی و عربی میں متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں
یہ تصنیفات علوم ظاہری میں بھی ہیں ۔ اور معرفت باطنی میں بھی ۔ اردو میں
بھی چند رسالے آپ سے منسوب ہیں ۔ ان میں سے "معراج العاشقین" کو
بابائے اردو نے شائع کر دیا تھا ۔ زیر تبصرہ بھی خواجہ بندہ نواز کی تصنیف قرار
دیا جاتا ہے ۔ دراصل یہ ان کے مخطوطات کا مجموعہ ہے ۔ اس کا موضوع تصوف ہے ۔

جسے عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے ۔ شکار نامہ آٹھویں صدی کے آخر اور نویں صدی ہجری کے آغاز کی اردو کا شاہکار ہے ۔ جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔

۸ ۔ مجموعہ پنج رسائل : نکات تصوف ۔ شاہ صدر الدین ۔

یہ مجموعہ بھی مختصر رسائل پر مشتمل ہے ۔ نکات تصوف شاہ صدر الدین کی لکھی ہوئی ہے سال تصنیف وغیرہ کا کوئی پتہ نہیں ہے ۔ اس مجموعہ میں تصوف طریقت ۔ وغیرہ کے بارے میں مختصر رسالے موجود ہیں ۔ ذیل کی تحریر میں بھی ان مقامات کا ذکر ملتا ہے جو خدا تک پہنچنے کا راستہ ہیں ۔ اس مجموعہ کے رسالہ نکات تصوف کی تحریر کا نمونہ ذیل میں درج ہے :۔

یہ مخطوطہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو سے قومی عجائب گھر کے کتب خانہ کی تحویل میں دیئے گئے ۔ وہیں پر یہ مخطوطہ دیکھا گیا ۔ تحریر کا انداز ذیل میں درج ہے :۔

" او ذات پاک بادشاہ دونوں جہان کا اول بے خود هور بیہوش ہو کو جو رہتا اوس مقام کون ہاہوت کر نام رکھیا هور اوس بیہوشی سوں نظر میں آیا ۔ سو اوس مقام کون لاہوت رکھا ۔ ہور اوس نظر میں سوں

عقل ہور یاد میں آیا ۔ سواوس مقام کوں جبروت کر نام رکھیا ہور اوس
عقل ہور یا ہیں سوں آدم کا تن بی بنیا دسو اوس مقام کوں ناسوت کر
نام رکھیا ۔ ای عزیز ۔ اس پانچ حالاں بغیر ہی زیادہ جیتا ۔
حال نہیں ۔ بھی اوس واسطے اس پانچو حالاں سو پنچ تمام سیداں کا
لذت لیا ۔ کس وجہ کہی تو کہتا ہوں سن اول کی بے خودیکی حال کی
لذت لینی ۔ آسمان ہور زمین کا روپ لیا ھی ۔ پس اسمان ہور
زمین ہمیشہ بیخود ھی ہور نظر کے حال کا لذت یعنی انسان کا روپ لیا
ہی ۔ پس انسان اصل بھر دیا ھی ۔ اس انسان میں فعل ہور ۔
توجہ ہور ۔ عقل ہور ۔ نظر ہور ۔ بیخودی اس پانچو حالاں کا لذت
تمام ایک جا کار کھیا ہی ۔ جو ای ذات کا ہر قصہ بھی کر عقل کر یاد
کی حال کا لذت یعنی پیغمبران کا روپ ملیا ۔"

(صفحہ ۱ ۔ ۲ ۔ اور ۳)

۹ ۔ مندرجات مخطوطہ : فتوح المعین از محی الدین علی تجلی تہوری ۔
انجمن ترقی اردو ۔ تصوف شرح جام جہاں نما ۔

"سمجھ ای عزیز کہ ہدایت کری کہ تجھی حق سبحانہ تعالیٰ کہ دایرہ
اول جام جہاں نما کا ہی اس کی تین روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا دائرہ کہتے ہیں ۔ اس دو قوس ہیں ۔ قول اوّل قوس احدیت ہی
یعنی مطلق الوجود سے اس کا معنی یہ ہی کہ وہاں قطع ہیں سب صفاتے
دریافت اور منقطع الارشادات کہتے ہیں ۔ یعنے قطع ہیں وہاں
سب صفاتے ارشادات اور لا تعین کا مرتبہ ہی سوا اپنی سوں آپ
قائم ہے ۔ صفت کے رو سے اشارت ہی حدیثِ نبوی ص
اسی باب میں ہی ۔ ما عرفناک حق معرفتک ۔ یعنی نہیں
پہچانے ہم تجھے ای حق تعالےٰ جو تیری پہچانت کا حق ہے ۔ اوس
طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تفکروا فی صفات اللہ ولا
تفکروا فی ذات اللہ ۔ یعنی فکر کرو اللہ کی صفات میں اور
فکر نہ کرو اللہ کی ذات میں یعنے العزیز مرتبہ احدیت کہ ذات
الذات کا مرتبہ ہے اور ذات الٰہ کا مرتبہ ہے ۔ وہاں دریافت
کا فکر کرنا کفر ہے ۔ (صفحہ ۲۷)

۱۰۔ مجموعہ نسبت وجیعا رسائل :۔ تلاوت الوجود

الف : سوال اے مرشدیوں تو نزول ہوا ۔ یہاں تک انتظار یا بیان
تے خدا تک کیوں انتظار تا جواب مرشد ہوں ۔ سن اے طالب پیر کامل
ہی تو سالک کا مراد حاصل ہوتا ہے ۔ سالک کبھی سچا ہوتا ہی ۔" (ص ۱۲۱)

۲۔ رسالہ تصوف: کاتب محمد جعفر، سال کتابت ۱۳۱۰ھ۔

"نبی صلعم ہے اللہ کے نور سوں ہیں پیدا ہوا۔ ہور میری نواسی

تمام عالم پیدا ہوا۔ نور سوں ظہور پیدا ہوا۔ ظہور سوں اللہ

پیدا ہوا۔ اور بیخ کا ہوا جھاڑ ہو۔ جھاڑ کا ہوا پھول

پھول کا ہوا پھل۔ ہور پھل کا ہوا ہوا کا بیخ سن (صفحہ ۱۳۶)

۳۔ دم الاسرار:

"فرض کہاں ہے۔ ہور جمیں سنت کہاں ہے۔ ہور

جمیں آسمان زمین کہاں ہے۔ ہور بہشت ہور دوزخ کہاں

ہے۔ ہور عرش ہور کرسی ہور لوح۔ ہور قلم ہور بلھر الہ ای

سب آپس میں کہاں ہے۔ ہور نفس ہور دل ہور روح ہور

نور، ہور عشق ہور عاشق ہور معشوق،، (ص۱۴۰)

۴:۔ رسالہ تصوف:

"پیغمبر کہی دنیا کوئی ترک کیا تو خدا کا ہوا اوس کا

سُنا اوسکا دیکھنا اوسکا بولنا۔ اوسکا جاگنا سب عبادت ہے

جو کوئی دنیا بوجب رکھتا ہی تو اوسکا کہنا سب گناہ

اچھیگا۔ہور دنیا کیتی سو چار چیزیں سوں ہی شریعت کی دنیا سیناد
طریقت کی دنیا ہو ۔حرص حقیقت کی دنیا سبراٹ معرفت کی
دنیا جینا ہی یوسب کامل مرشد سوں پاناہور بوجنا۔" (ص ۱۵۸۔۱۵۹)

ٹ : پنج گنج :۔

" سامعہ باصرہ کلام ذات نور روح سُنا۔ دیکھنا۔کہنا
ایمان مجمل اور ایمان مفصل۔نور رحمانی اور نور جسمانی واحد
نکتہ احد مرشد۔نبوت محمدؐ کی ولادت علی کی بتری اول عشق
آخر عشق اول عشق۔ظاہر آخر معشوق۔نور صفا ور معشوق
ظاہر آخر معشوق نور بندہ عاشق کا۔امت معشوق کی ملّت
عاشق کی نور اللہ مرشد عشق سب ایک نور صفا محمدؐ حمدؐ بندہ عاشق
سب ایک عشق صفات اور عشق لا صفات نور نکتہ
معیان نور مرشد۔" (ص ۲۸۷)

س : گنج مخفی :

" ای پیاری واجب مکان اسمیں دیکھیں روح

جاری اور من نور ممکن مکان اوسمیں وہ مکیں روح مقیم اور

انا نور ممتنع مکان اوسمیں وہ مکین این دیکھی سوا ور این

شاہد ممتنع کا قوت۔ لیکن کو اور ممکن کی قوت واجب کو

اور واجب کی وصل ممکن ہے اور ممکن کی وصل ممتنع ہے

یعنی این نور سے این نور کی قوت و تا نور سے انا نور کی قوت

من نور کی وصل انا نور سے۔ انا نور کی وصل۔ این نور سے

روح۔ عاشق اور شاہد عشق اور شہود معشوق شاہد وصل

معشوق سے یہ نامی اوسکو کہتی ہیں ۔" (ص ۳۲۱)

(ق) رسالۂ وجودیہ: یہ مخطوطہ چوالیس صفحات اور نو سطریں ہے۔ سال تصنیف قبل از ۹۹۰ھ ہے۔ مخطوطہ ہٰذا کی کتابت میں خطِ نسخ استعمال کیا گیا ہے۔ کتابت میں بے اصولی ہے۔ ایک لفظ کے ناقابلِ تقسیم اجزاء کو دو سطروں میں لکھا ہے۔ مثلاً دیکھنا کی 'د' ایک سطر کے آخر میں ہے اور اس کا باقی حصہ "یکھنا" دوسری سطر کے شروع میں تحریر ہے۔ اس مخطوطہ کا نمونہ ذیل میں درج ہے:-

" نفسِ امارہ یعنے اس تن سو ذکر کرتے وقت ایک آدمی
کی صورت سوں یا ایک قطرہ کی صورت سوں ذکر توڑ یا
سو اس تن میں یہو بُو کرتا کر کر آتا ہے ۔ سو وہی عقل
و قیاس ہے ۔ اوسکا مؤکل دیکائل یعنے اس تن میں قطرہ
کو توڑیا ۔ سو اس تن کا شہادت اپنی تجویز سوں گذر
کر پیر کی صورت پر توجہ کیا ۔ تو تن کا دلا کیا ۔ یعنے اس
تن سو ذکر کرتے وقت کچھ قطرہ ہوا اوس قطرہ کو توڑ
ٹٹنا ہے ۔ اوسکی منزل ناسوت (صفحہ ۳۵۶)

ص : رسالہ تصوّف :

" سوال تیری تن میں سخرف کا مقام ۔ کون ۔ جواب : اول
اول مغز دوم سینہ ۔ سوم ناف ۔ اول خود خدا ہوں کہا ہے
دوم سینہ محمود اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے کور کہا ہوں کہا ہے
سوم ناف میں اب ل ۔ ی ۔ س اور کمر میں لجمن کا مقام ہے
اور جی میں حدام کا سوال ۔ یہ چاروں کا نام کیا ہے ۔ جواب
اول یک اللہ ہزار نام ہے ۔ اللہ محمدؐ ۔ پیر ۔ پیغمبر ۔ اولیا انبیاء

غوث۔ قطب ۔ "من عرف نفسہٖ فقد عرف ربہ"۔

۱۱۔ ۷ سالہ کسب کردن :

"ایک کسب جو مرشد کامل سوں ۔ مرید ہو کو میندروز صحبت میں رہ کو کچہ حاصل کرے گا تو خدائے تعالےٰ کا دیدار پاویگا۔ شوق ذوق ۔ لذت سب ملیگا ۔ ناقص ہو کا مرید ہو کو جا دیگا ۔ خدا کوں دیکھو لگا تو نہ ملیگا ۔ گمراہی میں تمام عمر رہیگا اگر اپنے پیر کا مرید ہوا کچہ مراد نہیں پایا تو اور کوئی پیر تربیت کا طالب ہو کو خدا تعالےٰ کوں حاصل کری ۔ کچہ شرم نہ کری جب تک تن میں جان ہے ۔ تک خدا ملیگا کام کوئی تین تو بچتا لینگا ابدا ابدا یے زندہ کی سوں خوبی سوں نامحرم رھیگا ۔ خدا کے کرم کا پیر کے مدد کا امیدوار رہنا اب کچو ملیگا" (صفحہ ۸)

۱۲۔ کلمۃ الحقائق: شاہ برہان الدین کا تب شاہ متوالے عاجز پسال ~~کیا~~ ۱۱۰۷ھ

الف: "خدا کوں حدیث نبی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ"
سوال اسمیں پچھانی کیوں جواب ای عارف لوں نور قدیم ازل ازلی اپنی وجود میں تفکر کو کہ میں کون ۔ سوال میں خاک کہ خلق الانسان میں طین جواب ۔ کلام ربانی حق ہی اچانکہ

کیا یو ریی ہیں وقت میثاق لیتی ہوں کہ حدیث قدسی خلق الارواح

من قبل الاجساد ۔ پس جان کہ تون کو ہر کہنہ قدیم است تیرا

ظہور از خاک است ۔'' (صفحہ ۱۸۷)

(ب) مرغوب القلوب ۔ میراں جی ۔ کاتب شاہ متوالے عاجز۔ سال کتابت ۱۱۰۴ھ

''پیغمبر کہے شریعت سو ہیں بولنا بھی طریقہ سو میرا کرنا ہی

حقیقۃ ۔ سو میرا نور ہیں معرفت سوں خدا کی ذات ہی نور

ہیں پچلیں منزل کا ناؤں ناسوت کہتی اوسکا وزاجیوں

کا ایسا ہی دیوانا کا ایسا سمجھوا دانکا کیا ایسا سنی کو اوا ہیں

کھانا ۔ پینا ۔ ہوکنا ۔ ولی کوئی دیکھی ہیں کہ کسی پر نظر نہیں ۔''

(صفحہ ۲۵۸)

(ج) : وصیت نامہ بندہ نواز ۔ بندہ نواز کاتب شاہ متوالے عاجز

سال کتابت ۱۱۰۴ھ ۔

''یعنی کل تعریف و ثناء و صفت اوس خدا کون اس لغت

پر کہ ہیں عارف ہوا ۔ خدا تعالے کی صاحبی کیاں مخفی صفتاں

پر دو ہیں خبردار ہوا ۔ خدا کیاں چھیاں باتاں پر بھوۃ عبادتکی

قوت سوں او حلاوی کی اقرار سوں ۔ درود حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ خدا کی تعریف کا علم انو نکی حاجتیں

ھی اور یار شاھی و صاحبِ مقام ہیں" (صفحہ ۳۱۶)

۱۳ - (الف) مجموعہ رسائل تصوّف و متفرقہ و محجوبہ - رسالۂ تصوف در اعتبارات -

"سوال - چار اعتبار کون لیتے - جواب - وجود علم نور شہود - سوال چار اعتبار وحدت میں کیوں باہر گئے - جواب - جب خلق تجاہل اپس کون جانیا کی میں ہوں یعنے میں وجود سوں تو اعتبارِ وجود کا ثابت ہوا - ہور جب اسکون آپ جانیا تو علم سوں جانیا تو اعتبار علم کا ثابت ہوا - جب آپ کون - آپ جانیا تو آپس پر آپ روشن ہوا تو اعتبار نور کا ثابت ہوا" (صفحہ ۲۵ - ۲۶)

۱۳ (ب) المقصود الطالبین - از غوث الاعظم

" دو جہاں میں بغیر از خدا بس اول و آخر و ظاہر و باطن اس چار وجا کا وجہ ہی کیوں کہی تو اوس کی یک وجود سوں پانچ حال پیدا ہوئی - اوس پانچو حال کون پانچ مقامات کرنا نور رکھیا ہی - اوس پانچ حال کہ پانچ مقامات - یعنی پانچ مقامات کی حال موافق پانچ وجود ان لیا - سو قدرت بی

معین ہوتی ہیں ۔'' (صفحہ ۱۹۱ ۔ ۱۹۲)

ح ۔ مرغوب القلوب ۔ شمس تبریز ۔

" السلام کہی جو کچھ کام کریگا کوئی خدا کی صفت کی باج سو اوس کا کام نا ہوسی خدا کی صفت تے محمدؐ کیسے صفت بہوت کرنا ہور ۔ دور بچنیاد لکیی جیو کی خوشنودی سوں حدیث من صلی اللہ علی صرت صلی اللہ علیہ وسلم ــــ جو کوئی ہم پر یک بار درود بھیجے گا سو اوس پو میں ستر بار درود بھیجوں گا ۔ (صفحہ ۱۰۷ ۔ ۱۰۸)

۱۴ ۔ مجموعہ رسائل :

" نج حیات ثلاثہ کی یعنی طول عرض اور عمق ہیں اوسکو نقطہ کہتی ہیں ۔ اگر قبول کری قسمت کمتین فقط نج طول کے اوس کو خط کہتی ہیں ۔ اور اگر قبول کری قسمت کمتین نج طول اور عرض اوس کو سطح کہتے ہیں ۔ اور قبول کری قسمت کمتین طول اور عرض اور عمق ہیں اوسکو جسم کہتی ہیں اور نقطہ مرکز واقع ہوتا ہی ۔ دائرہ کا اور دائرہ عبارت ہی دو قوس سی جیسا کہ عارف باللہ نی کہا ۔ بیت خیالات دو عالم

راز لوح دل جنان نشستم کہ شہ بر تحت نشستے زیک نقطہ دو حظ پیدا

اور عرفہ نقطہ سی مقام وحدت یعنی حقیقت محمدؐ صلعم تعبیر کئی ہیں سمجھ

تو نقطہ ہیں مستقبیات ہیں کہ ان کو حقائق حروف مفردہ اور کلمات

کہتی ہیں ۔ اور یافت مخلوق کے کلمات سے حاصل ہے ۔ پس نقطہ

ضرب المثل ہیں واسطے اوس حقائق کے مانند ذات کے ہی اور

حقائق عبارت ہی ۔ شان ذات الٰہیہ سی اور شیون ذاتیہ تمام

موجود ان کی ہستی کو متقضی ہوئی ہیں ۔ پس اس واسطے وجود

واسطے تمام موجود انکی تجلیات واقع ہی پس نسبت کرتی ۔

طفیل وجود کے تمام اشیاء حاصل ہیں ۔ اور جو چیز کہ اول مدرک

ہوتی ہیں ۔ اولیاء اللہ کو وجود ہی اس واسطی تشخص ہر شئے

کا اور حصول ہر شئے کا بواسطے وجود حاصل ہی اور تشخص وجود

کا اور تحقیل اوس کا بذاتِ خود ہی ہے ۔ واسطے پس نسبت حروف

کے نقطہ سی کیسے ۔ جیسا کہ نسبت صفاتکی جو طرف ذاتکی

ہی ۔ یعنی صفات عین ذات ہیں "۔

(صفحہ - ا - ۳ - اور ۳۲ - اس رسالہ از تصنیف سید شاہ

ابوالعلیٰ احراری الحسینی قدس سرہٗ)

۱۵۔ مجموعہ ہشت رسائل: شرح توحید کنابکی۔

"اس عالم میں ہی پچھانت سوں اچھیگا تو وہاں خدا کی حضور اچھیگا خدا تعالے کہیا سولن۔ قولہُ تعالے من کان فی ہذہٖ اعمی فھو فی الاخرت اعمیٰ و اضلّ سبیلا ۔ اس کا معنیٰ خدائی کہیائی جیکوئی خدا کون۔ اس عالم میں نا دیکھی تو اس عالم میں دیکھنا۔ اور جوں اپنی بات اوکنو ایا۔ یعنی لیھان۔ دیکھیا تو وہاں بی دیکھیا دسرا کوئی نیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نت کون کھینکی خدا تعالیٰ کون کبھی ای ہماری خدا ہم نا بتر ا دیدار دیکھلا ۔ خدا تعالے کی آواز یوں آویگا۔ کہ توں اپتال نکو منجی کہ دنیا میں منجی نہیں پچھلیانے ۔ حدیث قدسی لا لکَ لم تعرفینی فی الدارِ الدنیا۔ اس کا معنیٰ خدا کہیا تحقیق یوں منجی نہیں پچھا نیاں دنیا۔ میں اِتال آخرت میں کیوں پچھا نیگا۔ منجی قولہٗ تعالیٰ نسوا اللہ فانسٰاھم۔ اس کا معنیٰ خدا کہیا فراموش کی تمہیں خدا کون جون کہ فراموش کرنا لو انہیں تسنائیں"

(صفحہ ۷۴۔ ۷۵ اور ۷۶)

۱۶۔ مجموعہ کلمۃ التوحید۔ تصوف از میراں محی الدین۔

" محی الدین ابن عربی کہا جون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بولے -
کلمہ تنزیہ وتشبیہ - دونوں کوکو بولیا - تو عارف سید امام
تحقیق ہوا - لا الٰہ کا معنی ایکون صورت کہا یوں کہا سو کہا
نکھٹے تو بار یکون ہو رہا لے کون ہو د - خط یکون صورت ہیں
یوں تحقیق شریعت کے بولتے ہیں - ولے بوجنا ہے - ہور سن
الا اللہ کہنا - سو کیا کہی تو صورت جمی ہے - کہا یو کہا سو کیا
کہے تو جہاں کون ونستا ہے - سو صورت تمام تیری ہے - کہا
ادتبہ حقیقت ہوا درحقیقت کے لوگ صورت ہی کہتے ہیں
نہیں کہا سو او ہے بوجتے نہیں ہور شرعی لوگوں سو محبت
کرتے ہیں - اور کے کہے تو باجوں کون جو جیاپے جیوں کو
بوجیا نہیں - اس واسطے اس کا معرفت پورا نہیں ہوا
ہور جو کوی باجوں ہور ہے جیون کون ہور - اس دونوں
کون بوجیا تو اس کا معرفت پورا ہوئیگا -

(ص ۷)

ب ۔ نُوبطون ۔ از سید شاہ عبد الکریم ۔

"جب کچھ کام شروع کیا اور نمود ہوا تو اس کو وحدت بولتے ۔
اس وقت چار اعتبار لازم پڑی یعنی وجود اور علم اور نور اور شہود
اس کا بیان یہ ہے جیسا کہ کسے جب تھا ۔ اس وقت غیب ہویت
کا مثال ہوتا ہے ۔ اور جب چاہا کہ لکھوں تو اسے احد بولتے ہیں ۔
اور قلم دوات ہاتھ میں لیا اسے واحدیت بولتے ۔ جب قلم سیاہی
میں ڈوبا کر کاغذ پر دہر یا تو اس وقت ایک اول نکتہ ہوتا ہے اس
مرتبہ کے تین وحدت بولتے ۔ (صفحہ ۳۹)

۱۷ ۔ اصطلاحات تصوف ۔ اصطلاحات ۔ کاتب سید سراج الدین سال کتابت ۱۲۳۶ھ

" صوفی اس سے مراد یہ ہے کہ وہ گم رہے اور بے خبر
اور موافق شرایف کے قدیر قدم جناب رسالت مآب
کے رکھے اور غیر خدا سے اپنے کو نگاہ رکھے ۔ قلندر
مراد اس شخص سے ہے کہ تجرید اور تفرید میں تکالیف دکھاتا ہووے
اور تجرید میں عادت اور عبادت میں کوشش کرے قدر

اس سے وہ شخص مراد ہے ۔ جو شراب مستی بیچتا ہے ۔ اور نقد ہستی سالک کے لیتا ہے ۔ زاہد خشک جاہل اور بے معنی اور ریا کار کو کہتے ہیں ۔ شیخ سے انسان کامل شریعت میں مراد ہے ۔ طالب سے وہ شخص مراد ہی کہ طلب میں ہو بے کے فانی ہو جاوے مہ سا ابد ابدیت کے عالم مطلع ذات و صفات و اسماء الٰہی کو کہتے ہیں ۔ فقر عبادت اللہ تعالیٰ سے ہے ننگ و ناموس سے یہ اشارہ ہے کہ شہرت چاہیئے ۔ خرابات عبادت مظہر الٰہی کہ سالک اوس جا میں تجلیٔ سے قہاری محو اور فانی ہو جاتا ہے ۔ پیر خرابات سے وہ مرشد کامل مراد ہے جو افعال و صفات اشیاء کو محو افعال اور صفات الٰہی جانے ۔ مسجد مظہر تجلیٔ جمالی کو کہتے ہیں ۔ اور آستانۂ پیر سے یہی مراد ہے ۔ (صفحہ ۵ - ۶ اور ۷)

۱۸ - شرح تمہید ہمدانی تصوف : مصنف یا مؤلف عین القضات سید میراں - کاتب شیخ داول - سال کتابت سنہ ۱۰۶۷ھ -

" مرید کہتا ہی کہ تون پیغمبر ہی یا پیر ہی تو کہی ای دوئی سکا نکی کی دوری میں فکر کر دیکھا تو ای خوب ہی میسر ہوے ۔ پیر ہور

خدا تینو ایک ہیں۔ جکیچہ خوبی تون اس۔ یوں جان کہ اپنا پیر خدا کی
خزینیکا باشہا راهی هولا بیں ہی جکیچہ خوبی تقا اس عالم بیں پاوکا
سو پیر کہتی ہی۔ مبتدی پر فرض هي۔ جکیچہ اس پر کہو یا سو پیر سوں
کبھی بڑائی اسکا منی پر کھو۔ یا ناکھور هور شنتی پر محیض کہ اولیٰ
مقصود اتو کہتی مینا ہي۔ هور سکیا ہي۔ ایسی بی معلوم هي
اپنا مقصود پیر باج دسري سون نا عطا جون پر کہیں ہیں یوں
جنکو میٔ کو لیکا۔ سونہ اکون پاویکا۔ جونکہ پایا جہ هوں کو جانینا
هور خواب بیں بی پیر کون هور باطن بیں بی دیکھنا تو بڑا فعل هي۔"
(صفحہ نذارد)

۱۹۔ تاج الحقائق: مصنف یا مؤلف۔ الجبار علی شاہ قادری۔ ترجمہ کاتب
شیخ داؤد۔ انجمن ترقی اردو۔

" خدا تعالیٰ جمیع ملائیکا نکو کہیا کہ آدم کون۔ سجدہ کرو۔ هور سجدا
تو بجز کسی روا نہیں۔ یو تو ایک بیان هي یہاں تو کچ نہیں جتنی
جدائی اس کا معنی یوں هي کہ او بی ایچہ هوں۔ خاک میں اکر ملیا
اپنی توانائی سوں عاجزی خوش آئی۔ اکو کہا کہ یاں بی تو کچہ ہی کچھ
جان کو تیری اکھي بر جنیع۔ سجدہ کرتا ہوں کو سجدا کرنا۔ کاش

ولی یو عشق کی حجل کاں سوسی جاتی رحمت سچّا عاشق هوی یا عاشقی
میں تقصیر نہیں کیا - اسکی تابوتی پر شاباش اری عاشقاں هور معشوق
کا سب سوسیا جائی - ولی معشوق اسیکون چھوڑ کر دسریکوں سجدا
کرو - کتا بڑا ظلم هي - خاطر لیا وکہ یو کون وتھار هي - کامل
عشق کوں ہمیشہ عروج هي - نزول پر آتا ج نہیں - عشق کو
سرست آزاد هي - (صفحہ ۱۱۱)

۲ - تاج الحقائق : مصنف یا مؤلف وجیہہ الدین - سالِ تصنیف ۱۲۷۴ھ
سالِ کتابت ۱۲۷۴ھ - انجمنِ ترقیِ اردو -

" اے طالب اہلِ حقیقت کا کعبہ سو پیر و مرشد کا وجود ہی کہ
خدا اس کعبہ میں رہتا ہی - اور خدا جو کچھ عطا کرتا ہی سو اس کعبہ
میں سی کرتا ہی - اور اس کعبہ میں کیسے پیر و مرشد خدا کے زبان
سے بات کرتا هي اور جیسے خدا پیر و مرشد کے زبان سے بات
کہتا هي - اگر یوں سمجھکر پیر و مرشد کو سجدہ کریگا تو درست ہی
نہیں تو پیر و مرشد کو سجدہ کرنا درست نہیں - کہ انسان کو انسان
سجدہ کرنا کیا معنی رکھتا اور پیر و مرشد کو خدا ہی کو سجدہ کرنا
خطا نقص - کہ سجدہ خدا کو ہی - دسریکو سجدہ درست

نہیں ہیں کہ وہ آسمان زمین کا آفرینندہ ہی ہو اور ایسے حوت نہیں وہ بےشبہ زندہ ہی کہ عاجز قادر کو سجدہ کرنا واجب ہے اور عاجز عاجز کو سجدہ نکرے کہ تو اپنی سمجھ ہشیار ہو سمجھ اور خدا کو مت بھول اور پیر و مرشد کو تو خدا کو سجدہ کرنا ہی ہوش نہیں رکھتا اور عاقبت کا اندیشہ نہیں کرتا۔ (صفحہ ۵۵ - ۵۶)

۲۱:- سب رس "(قصۂ حسن و دل)" ملا وجہی - انجمن ترقی اردو (بارہا چھپ چکی ہے)

صرف زبان کے نمونہ کیلئے

"بعض وقت یوں ہوتا ہی کہ عالم غیب کا مدد ہور وح ہور انسان اپس میں اپی بات کہتے ہیں۔ دل ولی یو بھید کون سمجھا سمجھا بہوت مشکل کسی ہی دل سمین غیب ہوتی تھی۔ بات ہزار ہزار خلکی اتی انسان کون خدا عقل دیا ہی تو ہر ایک بات یک جا کا سمجھکر کہی جاتی۔ وہاں تی جلچہ ایا وہو رانی بہار لیا یا تو مجذوب ہوا۔ دانا کہو ایالی سر ہوش ہوا - کیا کیا کیا ہیں اوہیا بولا و بالی درگاہ بیان نے کیا فقیر کیا بادشاہ گناہ ہور صواب سب بہار ہی دل میں خدا اچہ کی بہاری ولی عارف کون ضرور ہی کہ یو تحقیق کرجان

لفسانی قطرکون سرِبہار کارنی نادیا - اس قطرہ مان کون بہوت
قیدسوں رکھنا جاکہ نازک ہی بردا بپارنی نادیا - نعوذ باللہ
اگر یو لفسانی قطری سبار نکلی بوبری یا نون دیئی کلا جکلی کہ
کار یو قطری کرتی ہیں -" (صفحہ ۵۳)

بابِ ہفتم

بابِ ہفتم

اردو نثر پر تصوّف کے اثرات کا اجمالی جائزہ

(الف) ترغیبی اسلوبِ نثر پر تصوف کے اثرات

اردو نثر کی ابتدا تصوّف کے رسائل ہی سے ہوئی جو مریدوں کی تعلیم و تربیت اور عامۃ المسلمین کے نقطۂ نظر سے لکھے جاتے تھے ۔ ان رسائل کے لکھنے والوں کے پیشِ نظر آسان اور عام فہم انداز میں اپنی بات لوگوں تک پہنچانا ہوتا تھا ۔ انھوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے جو اسلوبِ نثر اپنایا اسے تبلیغی نثر یا ترغیبی نثر کا نام دیا جا سکتا ہے ۔ انگریزی (؟)

اس اسلوب کو PERSUASIVE اسٹائل کا نام دیتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اردو نثر میں اس ترغیبی اسلوب نثر کا آغاز رسائل تصوّف سے ہوا تو بالکل بجا ہے۔

معراج العاشقین کی نثر اس ترغیبی نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ جس کی ایک خصوصیت جملوں کا اختصار یا ایجاز بھی ہے۔ اکثر مقامات پر حذفِ افعال سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً

۱) انسان کے بوجنے کوں پانچہ تن۔ ہر ایک تن کوں پانچ دروازے ہیں۔"

(معراج العاشقین مطبوعہ دہلی سنہ ۱۹۵۷ء ص ۱۹)

۲) دوسرا تن ممکن الوجود۔ اس کا نگہبان اسرافیل نفسِ لوّامہ، حواس خمسہ ممکن کے آنک سوں نہ دیکھنا سو۔۔۔" (ایضاً ص ۱۹، ۲۰)

۳) شریعت کا محل واجب الوجود ذکر جلی - اس پر حدیث
ثابت ہے - الشریعۃ کالسفینہ - طریقت کا محل
ممکن الوجود ، ذکر تجلی الطریقۃ کالبحر - ہو ر
حقیقت کا محل ممتنع الوجود ۔۔۔ (الفیاً ص ۲۲)

اس اسلوب نثر کی دوسری نمایاں خصوصیت قرآن مجید کی
آیات اور احادیث شریف کا عمدہ استعمال ہے - اوّل
قرآن مجید کی کوئی آیت یا حدیث لاتے ہیں پھر اسکی تشریح کرتے
ہیں اس طور سے نثر مدلل بھی ہو جاتی ہے اور مطالب و مفاہیم
دل نشین بھی ہو جاتے ہیں - مثلاً قرآن مجید کی آیت کی شرح و
تفسیر مراح العاشقین میں اس طور سے ملتی ہے :-

۱) قولہ تعالیٰ الخناس الذی یوسوس

فی صدور الناس - اس کا معنی ابلیس سوں نہیں

جانتے - سو لوگاں کو وسواس دیتا ہے، انسان

کے سینے میں جیو کوئی ابلیس سوں واقف نا

ہوئے گا - اسے عالم کا اثر نا کرے گا۔۔۔۔"

(معراج العاشقین مطبوعہ دہلی ۱۹۵۷ء - ص ۲۴)

۲) "یونج نابوجے تو اے آیت سن مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الْحِمَارِ

يَحْمِلُ أَسْفَارًا - اس کا معنا علم پڑ کر نہیں بوجیا

تو گدڑے پر عبیر لاوے یا صندل کیاں لکڑیاں

لادے تو اسے کیا فائدہ -" (ایضاً - ص ۲۴)

احادیث کی تشریح و تفہیم بھی اس اسلوب نثر کا خاصہ

ہے چنانچہ معراج العاشقین میں اس کے نمونے بھی ملتے ہیں مثلاً

۱) احادیث نبوی قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ محمد

ہور اللہ کے درمیان پردا باندے ۔ اُسے نقاب کر یا بولتے ہیں ۔ عرفان کرسی پر محمدؐ کو سُلائے اللہ محمدؐ باتاں کرنے عشق کوں بلائے ۔ عشق مشتاق ہو کر عاشقاں کی باتاں معشوق کوں ، معشوق کی باتاں عاشق کو سُنائے اللہ سے یہی آواز آیا ، اے محمدؐ یک لک چوبیس ہزار پیغمبراں میرے طالب نیں کیا ۔ میں اُن کو طلب نیں کیا ۔ تیرا فراق مجھے بہت ہوا ۔ میں تجھے اس راہ ہو کر لیا ۔ اپے معراج کیاں نشانیاں میں تجھے دیتا ہوں ایتاں میریاں باتاں خوب سُن کر تیری امت کوں میرے بندیاں کو خبر دیتا ہوں !'

(معراج العاشقین ۔ مطبوعہ دہلی ۱۹۵۷ء ۔ ص ۲۴)

۲) قال علیہ السلام فرماتے ہیں موتوا قبل ان تموتوا

اس کا مخاطب کی نشانی بتاتے گزر دیا، سو موت،
خدا کے بتاتے ہیں رہنا۔ سو حیات الغنا ص ۳۳)

اس ترغیبی اسلوب کی ایک اور خصوصیت اکابر صوفیہ اور
صوفی شعرا کے دل پذیر اشعار نثر کے درمیان لانا ہے۔ چنانچہ
معراج العاشقین میں جگہ جگہ اشعار بڑی خوبی سے استعمال
کیے گئے ہیں۔ مثلاً ؎ طبیب عشق را دکاں کدام است
علاج جاں کنذ اور اچہ نام است

؎ لباسِ زہد و تقویٰ تا نہ پوشی
شرابِ معرفت را کے بنوشی

؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

؎ مردانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن ز خدا جدا نہ باشند

؎ امروز ایں جمال تو بے پردہ ظاہر است
در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست

؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

ایک جگہ یہ رباعی بھی آئی ہے :-

باد از شانہ چوں دوائے تو منم
در کسے منگر چون تماشائے تو منم
گر بر سرِ کوئے من کشتہ شوی
شکرانہ بدہ کہ خون بہائے تو منم

"معراج العاشقین مطبوعہ دہلی ۱۹۵۷ء" میں یہ رباعی یوں ہی آئی ہے اور سہو کتابت کا شکار ہے۔ دراصل یہ رباعی خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی ہے جیسا کہ خزینۃ المعارف[1] میں اس رباعی کو خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کی رباعی بتایا گیا ہے،

(حاشیہ: جیسے ظاہر ہوتا ہے۔ خزینۃ المعارف)

[1] مکتوبات الروح الشریعت خواجہ عبید اللہؒ۔ مرتبہ و شائع کردہ ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں صاحب

اور یہ یوں آئی ہے :-

با درد لباز چوں دوائے تو منم

در کس منگر چوں آشنائے تو منم

گر بر سرِ کوئے عشق من کشتہ شوی

شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

بہر حال، یہ ایک ضمنی بات تھی اور مقصود یہ عرض کرنا تھا کہ اس ترغیبی اسلوب کی ایک خصوصیت اکابر صوفی شعرا کے حسبِ حال اشعار کا استعمال بھی کیا ہے۔ جس کی ابتدا اردو نثر میں تصوّف کے رسائل سے ہوئی۔

اس اسلوب نثر کی ایک اور نمایاں خصوصیت خطابیہ انداز بھی ہے چنانچہ معراج العاشقین میں جگہ جگہ نثر کے درمیان کلمۂ خطاب " اے عزیز " آتا ہے۔ اس اندازِ تخاطب کی بدولت اندازِ بیانیہ اور پُر تاثیر ہو جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے،

کہ کوئی مرشد سامنے موجود ہے اور اپنے مریدوں کو درسِ تصوّف دے رہا ہے۔ جس کی بنیاد واقعۂ معراج کی صوفیانہ تفسیر پر ہے اور جس کا اسلوب واعظانہ ہے۔ خواجہ بندہ نواز کا معمول تھا کہ نمازِ ظہر کے بعد مریدوں، اور طالب علموں کو احادیث و تصوّف کا درس دیا کرتے تھے۔ ان کے ارادت مندوں میں عوام و خواص ہر قسم کے لوگ شامل تھے۔ فارسی اشعار کے استعمال سے ظاہر ہے کہ سامعین فارسی سے نابلد نہیں ہوں گے یا یہ کہ کم سے کم ایک معقول تعداد فارسی سے واقفیت رکھتی ہوگی۔ یہی صورت تصوف کے دوسرے ان رسائل کی ہے۔ جو ابتدائی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان رسائل تصوّف کے اثرات میں سے ایک یہ بھی شمار کیا جا سکتا ہے کہ ان کی بدولت اردو نثر میں تصوّف کی

اصطلاحات عام ہوئیں - معراج العاشقین میں بکثرت تصوّف کی
اصطلاحات آئی ہیں - جواب اردو نثر میں عام ہیں ، مثلاً -

واجب الوجود ، نفس امّارہ ، طبیب عشق ،
ممکن الوجود ، نفس لوّامہ ، غفلت ، مراقبہ ، مشاہدہ ،
ذکر قلبی ، طریقت ، ممتنع الوجود ، نفسِ مطمئنہ ،
عارف الوجود ، ذکر سرّی - واحدالوجود ، ذکرِ خفی ،
ذکرِ روحی ، نزول ، نور ، ذات ، عروج ، عالم نورانی ،
عالم روحانی ، عالم سفلی ، حقیقت ، جبروت ، تفکر ،
عرفان ، لاہوت ، فراق ، ناسوت ، وسواس ،
دیدار ، صدق ، عدل - دیا - سالک ، ولایت ،
جمال الوہیت ، روح القدس ، پردہ ، نقاب ،
تصدیق ، بیعت ، واصل ، قرب ، باطن ، معرفت
لسان الغیب ، ملکوت ،

(ب) اردو تمثیل نگاری پر تصوف کے اثرات

اردو نثر میں تمثیل نگاری کی ابتدا سب رس سے ہوتی ہے۔ تمثیل نگاری کی بنیاد مجرّد صفات کو مجسم بنا کر پیش کرنے پر ہے۔ مصنف کے پیش نظر کوئی اخلاقی سبب یا صوفیانہ مقصد ہوتا ہے۔ تمثیلی قصّے عموماً عقلی اور مابعد الطبیعاتی مسائل کے حامل ہوتے ہیں۔ جنھیں مصنف تمثیل کے ذریعے دل چسپ اور مؤثر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ قصّے پر مجاز کا رنگ چھایا رہتا ہے آخر میں مصنف مجاز کا پردہ اٹھا کر حقیقت کا جلوہ دکھاتا ہے اور معرفت کے رنگ سے لطف اندوز ہونے کا موقع دیتا ہے۔ یہی صورت سب رس ملتی ہے۔ وجہی نے جابجا عشق کی تعریف میں بہت کچھ کہا ہے جس سے قصّے کے صوفیانہ

مقصد پر روشنی پڑتی ہے ۔ اردو نثر میں تمثیل نگاری کی ابتدا
بھی اسی صوفیانہ مقصد کے تحت ہوئی ۔ لہٰذا ہم اس کو بھی
اردو نثر پر تصوف کے اثرات میں سے شمار کر سکتے ہیں ۔

سب رس میں ایک طرف عقل و عشق کا معرکہ ہے تو
دوسری طرف حسن و دل کا ۔ اس ذیل میں عشق اور دل
سے متعلق کتنی ہی بحثیں یا مراحیں آجاتی ہیں جو صوفیانہ انداز
کی ہیں ۔ شہر دیدار اور اس کا رخ کرتے ہوئے صبر کی بیعت یا الہی
یا عشق کے سپہ سالار مہر کا مقابلے پر آنا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ یہ
سب اپنے اندر متصوفانہ اصطلاحات اور اسالیب کا ایسا
گہرا رنگ لیے ہوئے ہیں کہ کسی کو اس تمثیلی قصّے پر تصوّف
کے اثرات سے مجال انکار نہیں ہو سکتی ۔ مولوی عبد الحق اس
کو سب رس کا ایک نقص ٹھہراتے ہیں کہ وجہی نے سب رس

میں تصوّف داخل کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :—

" اس کے بیان میں ایک نقص ضرور ہے کہ مُلّا صاحب نے جگہ جگہ پند و موعظت کا دفتر کھول دیا ہے اور کہیں کہیں تصوّف کے اسرار جواب معمولی باتیں ہو گئی ہیں بیان کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ دس پانچ سطریں لکھ دیں بلکہ صفحے کے صفحے رنگ دیتے ہیں۔ باتیں معقول ہیں۔ صاف ستھری ہیں۔ نصیحتیں کام کی ہیں۔ بیان اچھا ہے لیکن قصّے میں جب وعظ شروع کر دیا جائے تو قصّے کا لطف کم ہو جاتا ہے۔

(سب رس مطبوعہ کراچی ۱۹۵۲ء۔ مقدمہ ص ۳۹)

لیکن تمثیل میں پند و موعظت تو ہوتی ہی ہے اور تصوّف کے اسرار میں بھی ایسا کیا مضائقہ ہے۔ کیونکہ ان کا بھی ایک اخلاقی مقصد ہے

بلکہ ان اسرار و رموز کے لیے تمثیل تو ایک موزوں صنف ہے
ہاں مولوی صاحب کا یہ اعتراض درست ہو سکتا ہے کہ دس
پانچ سطروں سے کام چلانے کے بجائے وجہی نے صفحے کے
صفحے کسی نکتے کی وضاحت میں رنگ دیئے ہیں۔ بہرحال
اتنا تو مولوی صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ باتیں معقول ہیں
نصیحتیں کام کی ہیں اور بیان اچھا ہے اور چونکہ قصہ بنیادی
طور سے ایک اخلاقی اور صوفیانہ مقصد لیے ہوئے ہے
اس لیے اس میں واعظانہ رنگ کا آجانا کچھ ایسا تعجب خیز
بھی نہیں۔ بہرحال یہ چیز تمثیل نگاری پر تصوف کے اثرات
کی نشان دہی کرتی ہے۔

ج) اردو مکتوب نگاری پر اکابر صوفیہ کے اثرات

اردو مکتوب نگاری اکابر صوفیہ کے فارسی مکتوبات
کے اندازِ تحریر سے بہت متاثر رہی ہے۔ مکتوبات صدی (فارسی)

مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کے اسلوب تحریر پر اس مقالے میں تفصیلاً روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ ان فارسی مکتوبات کے علاوہ مکتوبات امام ربّانی پر بھی تفصیلاً لکھا جاچکا ہے۔ حضرت مظہر جانجاناں شہید کے فارسی مکتوبات بھی اسی قبیل کی چیز ہیں۔ حضرت مظہرؒ کے مکتوبات کا زمانۂ تحریر وہی ہے جبکہ شمالی ہند میں اردو نثر کا آغاز ہوچکا تھا اور وہ نئے اسالیب اپنا رہی تھی۔ اردو مکتوب نگاری میں سادہ نگاری اور مختصر نویسی کا دور غالب سے شروع کیا جاتا ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن اس طرز کی مثال فارسی میں پیش کرنے والے حضرت مظہرؒ ہیں جنھوں نے نہ صرف یہ کہ خود اپنے فارسی مکتوبات میں سادہ نگاری اور مختصر نویسی کے کامیاب نمونے پیش کیے بلکہ اس انداز کی تلقین بھی کی۔ ڈاکٹر خلیق انجم حضرت مظہرؒ کے متصوفانہ مکتوبات کے اسلوب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب (حضرت مظہرؒ) بہت سادہ القاب لکھ کر مطلب کی بات پر فوراً آجاتے ہیں۔ ایسے خطوط کی تعداد بہت زیادہ ہے جس میں مرزا (مظہرؒ صاحب) بغیر کسی القاب یا تمہید کے مطلب کی بات کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ خود اپنے مریدوں اور معتقدوں کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں"۔

(مرزا مظہر جانجاناں کے خطوط، مطبوعہ دہلی سنہ ۱۹۶۲ء ص ۴۳)

حضرت مظہرؒ میرا جبی کے نام ایک خط میں مکتوب نگاری کے سلسلہ میں یوں لکھتے ہیں:۔

(ترجمہ) "معلوم ہوتا ہے کہ بھائی اپنے ہاتھ سے خط نہیں لکھتے۔ جو لکھتا ہے اس سے کہدیں کہ یہ گھسا پٹا لقب (حقائق و معارف آگاہ) چھوڑ دیں کیونکہ ہمارے اور تمہارے تعلقات میں ان الفاظ کی گنجائش نہیں ہے اور وہاں کے لوگوں کا سلیقۂ تحریر

معلوم ہے۔ بے مزہ تکلف کو دخل نہ دیں اس طرح
لکھیں کہ میر اجبی کی طرف سے مرزا جانجاناں مطالعہ
کریں۔ اس کے بعد مطلب لکھیں۔"
(مکتوبات ۴۷۔ مرزا مظہر جانجاناں کے خطوط ص ۴۳)

میر اجبی نے حضرت مظہرؒ کو پر تکلف القاب لکھا ہوگا۔ حضرت مظہرؒ
ان کو لکھتے ہیں:۔

"امید ہے کہ مراسلات اور مخاطبات میں پرانی
رسم کے مطابق 'مرزا صاحب' پر اکتفا کریں گے۔"
(ایضاً ص ۴۴)

حضرت مظہرؒ خط کے مضمون میں بھی سادگی بیان کا پورا
التزام کرتے ہیں۔ اکثر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سامنے بیٹھے ہوئے
کسی انسان سے مخاطب ہیں۔ ان کے انداز تحریر میں وہی بے تکلفی
اور بے ساختگی ہوتی ہے جو صرف گفتگو میں ممکن ہے۔ بقول ڈاکٹر
خلیق انجم:۔

"غالب کی خوش نصیبی تھی کہ انھوں نے اس وقت اردو مکتوب نگاری کی اصلاح کی جب فورٹ ولیم کالج اور دہلی کالج کی نثر نے غالب کے لیے میدان ہموار کر دیا تھا اور عوام کا ذہن اس اصلاح کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔۔ (مرزا صاحب نے) فارسی مکتوب نگاری میں مشکل پسندی۔ نکتہ آفرینی دقّت مضامین اور تکلّف و تصنّع کے خلاف آواز بلند کی اور خود ایسی فارسی نثر کے نمونے پیش کیے جن میں سادگی صفائی سلاست و بلاغت، بے تکلفی، بے ساختگی، شیرینی اور روزمرّہ کا لطف تھا۔"

(ایضاً" ص ۴۴)

ہمارے خیال میں یہ حضرت مظہرؒ ہی کا فیضان ہے کہ ان کے انداز مکتوب نگاری سے متاثر ہو کر بعد کو اردو میں بھی مکتوب نگاری کا وہی انداز اختیار کر گیا۔

حضرت مظہرؒ کے انداز مکتوب نگاری پر اظہار خیال کرتے ہوئے جناب عبدالرزاق قریشی مرتب "مکاتیب میرزا مظہر" لکھتے ہیں :-

"مکاتیب کی زبان صاف اور سادہ ہے ۔ اور انداز بیان میں سنجیدگی اور متانت پائی جاتی ہے ۔ عبادت میں بڑی سادگی ہے ۔ نجی خطوں میں عموماً تکلف کو دخل نہیں ہوتا ۔ دل یا معاملے کی بات بغیر کسی اہتمام کے قلم کی زبان پر آجاتی ہے ۔ یہی حال ان مکاتیب (مکاتیب میرزا مظہر) کا ہے ۔ ان میں نہ تکلف ہے نہ تصنع ۔ نہ آورد ہے نہ اہتمام ۔ جملے عموماً چھوٹے چھوٹے اور الفاظ ہلکے پھلکے ہیں ۔"

(مکاتیب میرزا مظہر مطبوعہ علمی سنہ ۱۹۶۶ ص ۲۵)

ان آرا کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے کہ اردو مکتوب نگاری میں سادہ نگاری اور بے تکلفی کا رجحان جو غالب سے شروع

ہوتا ہے۔ دراصل اس کے بیشتر وحضرت مظہرؒ ہیں تو بے جا نہ ہوگا

اور چونکہ حضرت مظہرؒ کے مکتوبات تصوف سے تعلق رکھتے ہیں

اور بیشتر مریدین و متوسلین کی اصلاح کی غرض سے لکھے گئے ہیں

اس لیے اسے بھی اردو نثر پر تصوف میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

اب ہم تصوف کے مختلف اثرات کی طرف صرف

اشارہ کیے دیتے ہیں۔ کیوں کہ ان پر تفصیل سے لکھنے کے لیے

دوسرے مقالات کی ضرورت ہے۔

د) اردو انشائیہ نگاری پر تصوف کے اثرات

یوں تو اردو انشائیوں کے اعلیٰ نمونے گذشتہ صدی میں بھی

ملتے ہیں۔ لیکن بیسویں صدی میں یہ صنفِ نثر خوب پھلی

پھولی ہے۔ خواجہ حسن نظامی کے انشائیے بالخصوص ممتاز مقام

رکھتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی بنیادی طور سے ایک صوفی ہیں

انھوں نے معمولی معمولی موضوعات پر انشائیے لکھ کر نہایت عمیق

اور دقیق نکات تصوف کو بڑی خوبی سے پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں خلیقی کے انشائیوں کا مجموعہ "دبستان" بھی قابلِ ذکر ہے۔

۵) اردو سوانح نگاری پر تصوف کے اثرات

اکابر صوفیہ کی بہت سی سوانح عمریاں اردو نثر میں لکھی گئی ہیں ان کے ملفوظات بھی ایک بڑی تعداد میں ان کے مریدوں نے قلمبند کیے ہیں جو سوانح عمریوں کے لیے خام مواد مہیا کرتے ہیں۔ چونکہ یہ سوانح عمریاں مریدوں نے بے حد عقیدت کے جذبے سے لکھی ہیں اس لیے ان سوانح عمریوں میں مداحی زیادہ ہے۔ صوفیہ کی یہ سوانح عمریاں اردو سوانح عمریوں میں اس لحاظ سے ممتاز ہیں کہ ان میں ایسی دینی شخصیتوں کے سیرت و کردار ملتے ہیں جنھوں نے اپنے دور کے ماحول اور معاشرے پر گہرا اثر ڈالا ہے۔

۶) اردو داستانوں پر تصوف کے اثرات

اردو نثر کی متعدد داستانوں میں جگہ جگہ بے ثباتی دنیا

یہ واعظانہ یا ناصحانہ انداز کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ ان کا اخلاقی پہلو بھی قابلِ غور ہے۔ ہجرت کے مناظر کی عکاسی بھی بہت سی داستانوں میں ملتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ اس دور کے معاشرے پر تصوف کے گہرے اثرات کے سبب سے ہے جس سے عام آدمیوں کے علاوہ ہمارے ادیب بھی متأثر تھے۔ الف لیلہ۔ طلسم ہوش ربا۔ بوستانِ خیال وغیرہ عربی قصص سے ضرور متاثر ہیں لیکن جگہ جگہ تصوّف کے اثرات سے بھی متاثر ہیں۔

۴) اردو کی ادبی صحافت پر تصوّف کے اثرات

اردو میں سیکڑوں ادبی جریدے، ماہنامے، ہفتہ روزہ وغیرہ خاص طور سے تصوّف اور اربابِ تصوّف کے نقطۂ نظر سے جاری کیے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے رسالے بھی تھے جن میں مستقل ابواب تصوّف سے متعلق ہوتے تھے۔ ہم ایک بہت قدیم رسالہ "نورعلی نور" کا یہاں ذکر کرتے ہیں۔ یہ رسالہ جنوری ۱۸۵۶ء

سے سیالکوٹ سے شائع ہوا اور منشی احمد علی وجاہت نے اس کا

تاریخی نام اس طرح لکھا۔ "مبارک باشد نور علیٰ نور"

اس مختصر رسالے میں ہر قسم کے علوم کا تھوڑا بہت بیان

ہوتا تھا۔ ماہ اپریل ۱۸۵۶ء کے رسالے میں (صفحہ ۴۶-۴۸) یہ

نکات درج ہیں:-

۱) درویش اُس کو کہتے ہیں کہ دنیا کو اُس نے ترک کیا ہو اور

گدا اُس سے مراد ہےکہ دنیا نے اُسے ترک کیا ہو ---

۲) خاموش فقیر، فکر میں ہوتا ہے اور اس کا سخن ذکر میں،

جو سخن حق سے خالی ہے وہ محض لغو ہے اور جو خاموش کہ

فکر سے عاری ہے وہ مصروفِ لہو ہے۔

۳) سفرِ دنیا میں اپنے ساتھ توشہ لے جانا چاہیے اور سفرِ عقبیٰ

میں اپنا توشہ اپنے سے پہلے بھیجنا چاہیے ---

۴) اے غواصِ بحرِ فکر و فقر، دریائے سخن میں غوطۂ تامّل لگا

اگر تو گوہرِ شہسوار عالی مقدار، صدفِ دل سے، یقین کے ہاتھوں لایا تو بے شک احتیاجِ دین و دنیا سے تو باہر آیا۔۔۔

اردو ادب کا مشہور رسالہ مخزن جو سر عبدالقادر کی ادارت میں ۱۹۰۱ء سے جاری ہوا تھا۔ تصوف سے متعلق مضامین بھی پیش کیا کرتا تھا۔ نومبر ۱۹۰۲ء کے رسالے میں شیخ فیروز الدین لکھتے ہیں:۔

"فقر ہمیشہ سے فلسفہ کا رفیق ہے۔ فقر، خواص کے اعتبار سے کفایت شعار، اعتدال پسند۔ قانع، اُن باتوں سے نفور جن کی بدولت قلاشی ہے۔ اپنے طریقِ عمل میں محتاط، ضروریات میں سادہ اور مشوروں میں راستی کو فروغ دینے والا ہے۔ کسی کے سر میں اُس نے کبھی غرور کی ہوا نہیں بھری۔ کسی کو اس نے اقتدار و طاقت کی وجہ سے نہیں لگاڑا، کسی کو اس نے ہوس ظلم سے دیوانہ نہیں بنا دیا۔ کبھی ہوا و ہوس کے لیے سرد آہیں نہیں بھرتا اور نہ کبھی اس میں مبتلا ہو جاتا ہے:۔

یہ چند نمونے اُن رسالوں سے لیے گئے ہیں جو تصوّف کے متعلق بھی مضامین شائع کر دیتے تھے۔ لیکن بعض رسالے مستقل طور پر تصوّف ہی سے متعلق ہوتے تھے۔ مثلاً ماہنامہ صوفی منڈی بہاء الدین، ماہنامہ آستانہ دہلی۔ ماہنامہ فیض الاسلام راول پنڈی وغیرہ۔

ملا واحدی اور خواجہ حسن نظامی نے اردو صحافت میں تصوّف پر ہفتہ وار نظام المشائخ نکال کر ایک اہم خدمت انجام دی۔ ان رسائل کا انداز یکسر تصوّف کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

ج) اردو روزناچوں پر تصوف کے اثرات

روزنامچہ اردو نثر کی ایک دل چسپ صنف ہے۔ خواجہ حسن نظامی کے روزنامچے نے اس صنف پر تصوّف کے گہرے اثرات مرتب کیے۔ حسن نظامی نے دل چسپ اور موثر ادبی اسلوب میں ایک صوفی کی شب و روز کی زندگی کو اتنے عمدہ طور سے پیش کیا ہے کہ شاید و باید۔ پھر

اس میں صرف دلچسپی اور لطفِ مطالعہ ہی نہیں بلکہ نصیحت آمیز
کلمات بھی بڑی خوبی سے ملتے ہیں۔ معمولی معمولی باتوں اور چیزوں
میں تصوّف کے وہ وہ نکتے بیان کرجاتے ہیں کہ دوسروں کو
انہیں سمجھانے کے لیے طویل تقریریں بھی شاید کفایت نہ کریں۔

ط) اردو سفرناموں پر تصوّف کے اثرات

متعدد صوفیہ نے اپنی سیر و سیاحت کا حال قلم بند کیا
ہے۔ یا ان کے مریدوں نے جمع کیا ہے۔ ان سفرناموں سے
جہاں دنیائے تصوّف کی خدمت ہوئی ہے وہاں اردو نثر
کو بھی بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ یوسف کمبل پوش کا سفرنامہ ایک
مرد قلندر کی داستانِ سفر ہے۔ اسی طرح غوث علی شاہ
قلندرؒ کے حالاتِ سفر مولوی گل حسن میرٹھی نے تذکرۂ غوثیہ
میں درج کیے ہیں۔ ان سفرناموں کی بدولت اردو نثر کی

اس صنف پر تصوّف کے نہایت واضح اثرات نظر آتے ہیں۔

۲- اثرات اور جائزے

گذشتہ ابواب میں ہم تفصیل سے اس بات کا جائزہ لے چکے

ہیں کہ تصوّف کیا چیز ہے اور اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی ۔ اس ضمن

میں مختلف صوفیہ کرام کے اقوال اور ان کے نظریات پیش کیے

جا چکے ہیں ۔ سب سے پہلے تو ہم نے تصوّف کو لفظی و معنوی اعتبار سے

پیش کیا ہے ۔ کیوں کہ ہر دور میں اکابر صوفیہ آتے رہے

اسلام ایک جامع اور مکمل مذہب ہے ۔ اور اسلامی

تصوّف کے نظریات بھی اسلام کی طرح مکمل اور جامع

ہیں ۔ حالانکہ تصوّف ایک ذاتی ۔ تجرباتی ۔ ذوقی اور وجدانی شے ہے

اور اسی وجہ سے اس کی تعریف پر تمام اصحاب رائے کا متفق ہونا محال ہے اور
کئی جگہ پر تو تصوف کی تعریف میں اس قدر مختلف رائے ملتی ہیں کہ کسی ایک تعریف
پر متفق ہونا محال ہے۔

اسی طرح تصوف کو اسلام اور قرآن کے ساتھ رکھکر اسکی تعریف کی گئی
ہے۔ اور قرآنی آیات کے ذریعہ تصوف کو ثابت کیا گیا ہے۔ اسلامی تصوف
کی بنیادیں قرآن کی تعلیمات، احادیث نبویؐ۔ صحابہ کرام کی زندگی تابعین
اور تبع تابعین کی سیرت پاک پر استوار ہوئی۔ اور سچے صوفی وہی ہیں جو
کبھی حدود شرعیہ سے باہر نہ نکلے ہوں۔ اسطرح تصوف کے نکات بیان
کرتے ہوئے اسکے ارتقائی مدارج اپنی مختلف زمانوں میں۔ مختلف ادوار
میں، مختلف صوفیہ کرام کے نظریات بیان کئے گئے ہیں اور اس کے
ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور بعد میں
خلفائے راشدین کا زمانہ اور تابعین و تبع تابعین کے نظریات اور انکے
عہد میں تصوف کی ترقی اور اس کے مدارج بیان کئے گئے ہیں۔

مختلف زمانے میں مختلف جگہوں پر جو صوفیائے کرام آتے رہے
انکی تعلیمات۔ ان کے نظریات بیان کئے گئے اور انہوں نے کس کس طرح تصوف
کی تعریف کی اور کیسے تصوف ان کے عہد میں ترقی کرتا رہا۔ اس کے بعد ہندوستان

میں مختلف جگہوں سے صوفیہ کرام آتے رہے اور اپنے دینی علوم سے لوگوں کے قلب کو پاک کرتے رہے اور یہی وہ صوفیہ کرام تھے جنہوں نے ہندوستان میں علم و دین کی روشنی پھیلائی ۔ تعلیم کو عام کرنے کے لئے ایک اور اہم ضروری چیز ہے جس کو ہم زبان کہتے ہیں کسی بھی علم کو عام کرنے کے لئے یہ لازمی ہوتا ہے کہ وہاں کی زبان سیکھی جائے ۔ اور جس جگہ کے لوگ ہوں ان ہی کی زبان میں درس و تدریس دیا جائے ۔ تاکہ مقامی بولی سے لوگ اچھی طرح سمجھ سکیں۔

پھر ہم نے یہ تحریر کیا ہے کہ بات چیت کیلئے ہم زبانی لازمی شے ہے ۔ مختلف صوفیہ کرام جو ہندوستان میں مختلف مقامات سے آئے ۔ انہوں نے سب سے پہلے وہاں کے لوگوں کی زبان سیکھی ۔ اس وقت فارسی اور ہندی (قدیم اردو کو ہندی کہتے تھے) دو زبانیں رائج تھیں انہوں نے اس زبان میں اپنے مذہبی اور صوفیانہ نظریات پیش کئے ۔ اور اس طرح اردو نثر میں پہلی مرتبہ تصوف کے نظریات پیش کئے گئے ۔ اس ضمن میں سب سے پہلی کتاب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی ہے جس کا نام معراج العاشقین ہے یہ اردو نثر میں تصوف کی پہلی کتاب ہے ۔ اس کے بعد پھر مختلف کتابیں تحریر ہوتی رہیں ۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ تصوف اردو نثر کے ذریعے پھیلتا گیا اور مختلف صوفیائے کرام نے اپنے نظریات تحریری طور سے پیش کرنے شروع

گئے۔ اور قدیم مخطوطات و قدیم علمی کتابیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ صوفیہ کرام نے کس کس طرح لوگوں کی اصلاح کی۔ کہیں شاعری تصوّف کے رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور کہیں نثر میں تصوّف کی چاشنی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اردو نثر کی ابتدا کیسے ہوئی۔ اور کون کون سی ابتدائی کتابیں جو تصوّف کے نکات سے بھری ہوئی ہیں۔ دکن گجرات۔ دہلی یہ سب علم و ادب کے مرکز تھے اور یہیں سے علم کی شمع روشن ہوئی۔

بحیثیت مجموعی ہم نے ان کتابوں کو پیش کیا ہے جو کہ تصوف کے موضوع سے متعلق ہیں۔ اور ترجمہ کی گئی ہیں۔ یعنی مختلف بزرگوں کے اقوال جو عربی اور فارسی میں ملتے ہیں ان کے ترجمے کئے گئے۔ تاکہ لوگ ان کے علم سے مستفید ہوسکیں۔ ان میں بعض قدیم مخطوطات ہیں۔ جن کی زبان بہت قدیم ہے اسکو آسان زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ کچھ فارسی سے اردو میں ترجمہ کی گئی ہیں اور کچھ عربی زبان سے۔ کچھ اہل علم نے ان پر تبصرے بھی کئے ہیں اور ان کے اقوال کی تشریح بھی کی ہے۔

بحیثیت مجموعی ہم نے اردو نثر کے ارتقائی مدارج بیان کئے ہیں اور اردو نثر میں تصوف کے جو اثرات پائے گئے ہیں وہ بھی درج کئے گئے ہیں۔ اور اُن کتابوں کے اقتباس پیش کئے گئے ہیں جو بظاہر تو اردو نثر کی ہیں مگر تصوّف کے اثرات لئے ہوئے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے مختلف کتابوں کے حوالے پیش کئے ہیں جن میں صوفیانہ نظریات پائے جاتے ہیں۔ اس کے

ساتھ ساتھ ابتدائی صوفیہ کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے اور انہوں نے جو نثری خدمات سر انجام دی ہیں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ اور اس طرح اردو نثر بھی صوفیوں کے اقوال سے مالامال ہوگئی اور اس کے ساتھ ساتھ اردو نثر کا عہد بعہد ارتقاء بیان کیا گیا ہے۔ اردو نثر کی ابتداء اور اس کے مختلف ادوار پھر فورٹ ولیم کالج کی نثری خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اس کے بعد اردو نثر کا سنہری دور شروع ہو جاتا ہے جو سر سید اور ان کے رفقائے کار کا ہے یہ عہد ایک پورے معاشرے کا آئینہ ہے۔ اس عہد میں جتنی اصناف نظم اور اصناف نثر میں ترقی ہوئی ہے۔ اتنی نہ اس سے پہلے ہوئی تھی اور نہ اب ہے۔ اس دور میں قرآنِ مجید کے ترجمے ہوئے۔ قرآنِ مجید کی تفسیریں لکھی گئیں۔ مناظرے ہوئے۔ ان مناظروں میں اسلام پر جو الزامات غیر مسلموں نے لگائے تھے۔ ان کے تفصیلی جوابات تحقیق کے ذریعہ دیئے گئے۔ اور مذہبی کتابیں لکھی گئیں خاص کر شبلیؒ نے مسلمانوں کی گذشتہ تاریخ زمانہ کو دکھادی۔ اور اسلام کے بڑے بڑے رہنما اور بزرگانِ دین پر بے ساختہ قلم اٹھایا اور انکی سیرت و شخصیت کے تمام پہلو اجاگر کر دیے۔

اب ہم ان تمام صوفیہ کرام کا تذکرہ کرتے ہیں جو مغلیہ حکومت سے پہلے تھے۔ اور جن کے فیض کا چشمہ آج بھی جاری ہے۔ ان کے نظریات،

ان کی تعلیمات، انکی تصنیفات وغیرہ اور اسکے ساتھ ساتھ ان کے اقوال اور ان
کے بزرگانہ کرامات اور انکی وہ خدمات جو انہوں نے اسلام اور حرف اسلام
کے لئے کمیں اور تصوّف کے بارے میں ان کے کیا نظریات تھے۔ عہدِ غزنوی
میں سب سے زیادہ ہدایت کا سرچشمہ لاہور میں پھوٹا۔ تاریخی کتابوں میں سب سے
پہلے جس مبلغِ اسلام کا نام نظر آتا ہے وہ شیخ اسماعیل لاہوری رح ہیں۔ یہ سید تھے
اور علومِ ظاہری و باطنی میں دسترس رکھتے تھے۔ وہ لاہور میں وعظ کی مجلسیں منعقد
کرتے تھے۔ اور ہزاروں لوگ ان سے فیض پاتے تھے۔ ان کے بعد جو بہت بڑے بزرگ
گزرے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی تعلیمات سے اہلِ لاہور کو منور کردیا وہ حضرت
داتا گنج بخش رح ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش کے زمانے میں تصوّف اپنی تاریخ
کے دوسرے دور میں تھا۔ منصور حلاج۔ ذوالنون مصری اور خواجہ بایزید
بسطامی نے تصوّف میں بعض نئی (غیر اسلامی) چیزیں داخل کردی تھیں لیکن
ابھی زہد اور اورتقاد کو تصوّف میں نمایاں جگہ حاصل تھی۔ اور داتا صاحب شرع
اور اصولِ دینی پر پوری طرح عامل تھے۔ انہوں نے اپنے زمانہ کے صوفی فرقوں کا
حال لکھا ہے۔ اس میں حسین فارسی (منصور حلاج) اور ابو سلیمان کے تابع
حلولی فرقوں کو ملحد اور لغتی کہا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ ترجمہ:

لہ آبِ کوثر از شیخ محمد اکرام ص ۸۶ مطبوعہ فیروز پرنٹنگ پریس لاہور

میں نہیں جانتا فارسی کون ہے اور ابوسلیمان کون اور انہوں نے کیا کیا

اور کیا کہا۔ جو شخص تحقیق و توحید کے خلاف ملتا ہے اس کو

دین میں کچھ نصیب نہیں ہوتا۔ اور جب دین جو اصل ہے محفوظ

نہ ہو تو وہ تصوف جو اس کی شاخ ہے کس طرح مفید ہو سکتا ہے"

داتا گنج بخش نے کئی کتابیں لکھیں۔ مثلاً کشف المحجوب۔ کشف الاسرار

منہاج الدین۔ البیان لاہل العیان۔ یہ کتابیں اس وقت لکھی گئیں

جب تصوف کی مشہور کتابیں مثلاً شیخ شہاب الدین سہروردی کی عوارف المعارف

اور ابن عربی کی فصوص الحکم ابھی نہیں لکھی گئی تھیں۔ اور تصوف کی موجودہ

تدوین۔ جس نے اس کی بعض باتوں میں اسے شرع اسلامی سے ایک مختلف نظام بنا

دیا ہے نہ ہوئی تھی۔ ان کی تصانیف میں متاخرین صوفیہ کی طرح کا نیم تجمہ عقیدہ

نہیں ملتا۔ بلکہ دنیا سے دور رہ کر مرشد کی پیروی کرنے، اللہ اللہ کرنے اور دل

کو حرص و ہوس سے پاک رکھنے کی باتیں۔

کشف المحجوب فارسی زبان میں تصوف کی پہلی کتاب ہے اس میں

تصوف کے طریقہ کی تحقیق۔ اہل تصوف کے مقامات کی کیفیت۔ ان کے اقوال

اور صوفیانہ فرقوں کا بیان۔ معاصر صوفیوں کے رموز و اشارات سے بحث ہے

اہل طریقت میں اس کتاب کو بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ دارا شکوہ کا بیان ہے:

"کشف المحجوب مشہور و معروف است، و ہیچ کس را مجال

سخن نشیت و مرشدے است کامل۔ در کتب تصوف بہ خوبی آن

در زبانِ فارسی تصنیف نہ شدہ[1]

حضرت داتا گنج بخش میں بھی قدیم صوفیوں کا زاہدانہ رنگ جو کبھی کبھی رہبانیت تک جا پہنچتا ہے موجود تھا۔

سلطان سخی سرور: آپ کا نام سید احمد تھا۔ ان کے لئے مشہور ہے کہ تصوف میں آپ نے اپنے والد کے علاوہ حضرت غوث اعظم (رح) اور شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی فیض حاصل کیا۔

خاندانِ غلاماں میں بھی ہمیں کئی ایسے صوفی ملتے ہیں جنہوں نے نہ صرف اشاعتِ اسلام کا کام اپنے ذمہ لیا۔ بلکہ تصنیف و تالیف میں بھی وہ سب سے آگے تھے۔ انکی اکثر تصانیف کی قدر و قیمت آج اس وجہ سے کم ہوگئی ہے کہ حقیقت و معرفت کے جن مسائل کو انہوں نے اپنا موضوع قلم بنایا تھا ان سے ہمارا حاضر کی مادی دنیا کو بہت دل چسپی نہیں۔ لیکن ان تصانیف کی دل چسپی ادب اور مذہب کے مورّخ کے لئے برقرار ہے۔ ہندوستان میں فارسی نثر کی سب سے پہلی تصنیف حضرت داتا گنج بخش ہجویری کی کشف المحجوب تھی اور اس کے بعد صوفیہ کی تصانیف کا سلسلہ برقرار رہا۔ اس زمانہ کے ایک اور اہلِ قلم (اور باکمال ایک مجموعہ اضداد بزرگ) قاضی حمید الدین ناگوری تھے۔ جو

---

[1] سفینۃ الاولیاء ص ۱۶۴ -

شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید تھے وہ سماع کے بڑے دلدادہ تھے۔ انہوں
نے کئی کتابیں لکھیں جن میں "لوامع الشموس" زیادہ مشہور ہے اس میں اسمائے
حسنہ کی شرح۔ تصوف و طریقت کی زبان سے لکھی ہے۔ ان کا ایک اور
رسالہ عشقیہ جس میں عشقِ الٰہی کے مضامین شاعرانہ نثر میں بیان ہوئے ہیں
شائع ہو چکا ہے۔

علاؤ الدین کے عہد کے ایک برگزیدہ شخص امیر حسن سجزی تھے ان کی
سب سے مشہور تصنیف "فوائد الفواد" ہے جس میں انہوں نے اپنے مرشد کے
ملفوظات قلمبند کئے ہیں۔ جتنی شہرت اس کتاب کو ہوئی اسلامی ہند و پاکستان
کے کسی ملفوظات کے مجموعے کو نصیب نہیں ہوئی۔ مشہور ہے امیر خسرو
کہا کرتے تھے کہ "کاش حسن میری ساری تصنیف لے لے اور ان کے بدلے یہ
کتاب مجھے دیدے۔"

ہند و پاکستان میں اسلام زیادہ تر صوفیائے کرام نے پھیلایا۔ لیکن ان
کا مطمح نظر اور طریق کار دورِ حاضر کے مشنریوں اور مبلغوں سے بالکل مختلف
تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو فقط غیر مسلموں میں اشاعتِ اسلام کے لئے
وقف نہ کر رکھا تھا۔ ان کے دروازے ہر ایک کے لئے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان
امیر ہو یا غریب کھلے تھے۔ اور ان کا کام ہر ایک میں بلا کسی تفریق کے "ارشاد و ہدایت"
تھا۔ اس نقطۂ نظر کو سلسلۃ الذہب[۱] کے مصنف نے ایک مشہور سہروردی

---

۱ اخبار الاخیار ص ۱۳۰۔ بحوالہ آب کوثر از شیخ محمد اکرام
مطبوعہ فیروز پرنٹنگ پریس ورکس لاہور۔

بزرگ (شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی ؒ) کہتے ہوئے خوب واضح کیا ہے اور انکی نسبت لکھا ہے۔ (ترجمہ)

"لوگوں کی ارشاد و ہدایت میں کفر سے ایمان کی طرف۔ گناہ سے عبادت کی طرف۔ نفسانیت سے روحانیت کیطرف ان کا بڑا مرتبہ تھا۔"

خانوادہ چشتیہ کے مشہور بزرگ شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی نے بھی اپنے مکتوبات میں اس نقطہ نظر کی ترجمانی کی ہے "دراں کوشید کہ صلوات اسلام وسیحے گردد و ذاکرین کثیر"

صوفیہ کا مطمح نظر عہد حاضر کے مبلغوں سے مختلف تھا۔ ان کا طریق کار بھی اس زمانہ کے عیسائی مشنریوں کی عین ضد تھا۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ دوسرے نہ ہوں۔ اور ان کے بانیوں کو بدگوئی کر کے اپنے مذہب کی فضیلت ثابت کریں اسی طرح شیخ کلیم اللہ کا طریق صلح کل تھا۔ لیکن وہ اسلام کی توسیع سے بے پرواہ نہ تھے۔ صوفیہ کے صلح کل طریقوں اور ہندوؤں کے مذہب کے متعلق خاص نظریہ یہ ہے کہ صوفیہ کی اشاعت اسلام کی کوششوں کی کوئی خاص مخالفت نہ ہوئی۔ بلکہ ہندوؤں نے بھی ان صوفیوں کو بھی جنہوں نے اشاعت اسلام میں نام پیدا کیا احترام کی نگاہ سے دیکھا مثلاً خواجہ معین الدین اجمیری۔

ایک اور ہندو رائے بہادر ہربلاس شاردا نے اجمیر کے متعلق اپنی انگریزی کتاب میں خواجہ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ (ترجمہ)

"خواجہ معین الدین نے برسوں گاؤں کی زندگی گزاری۔ انہوں نے زیادتی کرنے کی کبھی تلقین نہیں کی اور خدا کی تمام مخلوقات کی نسبت ان کا نقطۂ نظر صلح اور خیر خواہی کا مقام تھا۔" ص ۸۵

اسلامی مبلغین کی راہ میں اشاعت اسلام کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ روحانی نہ تھی۔ بلکہ ذات پات کا نظام جس کا اندازہ گیسو دراز کے ملفوظات اور دوسرے شواہد سے ہوتا ہے۔ اور جن علاقوں میں ذات پات کا نظام پختہ نہیں ہوا تھا اُن علاقوں میں بھی سندھ، مغربی پنجاب، اور بنگال میں پھر بھی آسان تھا۔

اشاعت اسلام کے علاوہ بزرگانِ کرام نے عام مسلمانوں کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لئے جو کار ہائے نمایاں کئے انہیں بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا آج لوگ ان کے کام کا اندازہ ان کے جانشینوں کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان کی یادگاروں کو تجارت کا سرمایہ بنا رکھا ہے۔ یا مزاروں پر ان زائروں کا ہجوم دیکھتے ہیں۔ جن کی ایک ایک حرکت سے توہم پرستی اور جہالت ٹپکتی ہے اور جن کے نزدیک شخصی صفائی تو شاید ایک عیب ہے۔ لیکن بزرگانِ عظام کا اندازہ ان لوگوں سے کرنا بے انصافی ہے۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہم ان بزرگوں کے صحیح اور مستند حالات پڑھیں۔ اور ان کے اقوال و افعال پر غور کریں۔ آج ہمارے لئے اس پاکیزہ روحانی فضاء میں پہنچنا جو حضرت

خواجہ اجمیری ۔ شیخ بکر بابا فرید ؒ۔ سلطان المشائخ حضرت چراغ دہلی
لو رقطب العالم ۔ خواجہ باقی باللہؒ کے گرد وبیش موجود تھی۔ اور مستند اور
صحیح ۔معاصرانہ ملفوظات اور تذکروں کو دیکھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ کیسی
کیسی پاک ہستیاں تھیں۔ اور ان سے مسلمانوں کو کیا کیا فیض پہنچ رہا تھا۔ آج
بھی اگر "فوائد الفواد" "سیر الاولیا" "زبدۃ المقامات" کا مطالعہ کریں
اور ان کا موازنہ کلامی تصنیف سے ہی نہیں ~~تصوف~~ مسائل شریعت کی کتابوں
سے کریں تو پھر صاف نظر آجاتا ہے کہ اسلام حقیقی کہاں ہے اور تصوف کے
انحطاط کے ساتھ قوم میں ایک اخلاقی اور روحانی زوال کیوں آ گیا۔

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری

خواجہ معین الدین اجمیری اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں
انہوں نے علم کا ایسا بیج بویا کہ وہ اس طرح پھولا پھلا کہ تمام ملک میں اس کی
شاخیں پھیل گئیں اور چشتیہ سلسلہ اور اس کی مختلف شاخوں مثلاً نظامیہ،
صابریہ ۔ کے نام لیوا ہندوستان پاکستان میں کثرت سے موجود ہیں، آپ
کے واقعات زندگی کی تفصیل پہلی مرتبہ صوفیہ کے تذکرہ سیر العارفین
درج ہوتے ہیں ۔ جسے سکندر لودھی کے ارشاد شیخ جمالی نے حضرت خواجہ
اجمیری کی وفات کے کوئی تین سو سال بعد ترتیب دیا۔ شیخ جمالی کے بیان

کے مطابق آپ سجستان میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی تعلیم و تربیت خراسان میں ہوئی۔ ایک عرصہ تک سمرقند میں تحصیلِ علم کی اور کلام مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد عراق کا رخ کیا۔ آخر میں آپ ہندوستان تشریف لائے۔ "سیر العارفین" کے بیان کے مطابق آپ ستاون روز تک حضرت غوث الاعظم کے ساتھ ایک حجرے میں مقیم رہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی اور سہروردی سلسلہ کے بانی شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی سے بھی آپ کا ربط ضبط رہا۔ دربارِ الٰہی میں بھی آپ کو بڑا مرتبہ حاصل ہوا۔ "سیر الاولیاء" میں بھی آپ کی تبلیغی کامیابی کی نسبت لکھا ہے۔ ہندوستان میں آکر آپ کا قیام بیشتر اجمیر میں رہا۔ دہلی میں چشتیہ سلسلہ کا کام آپ نے اپنے خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو سونپ رکھا تھا۔ آپ کے مشہور مرید صرف دو ہوئے ہیں، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور سلطان التارکین شیخ حمید الدین ناگوری۔

حضرت خواجہ بزرگ کو زمانہ ان کی پاک زندگی، مبلغانہ، اور مصلحانہ کوششوں اور روحانی عظمت کی وجہ سے مانتا ہے۔ لیکن انکی زندگی کا ایک پہلو اور بھی ہے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ اور آپ کے اشعار کی تعداد سات آٹھ ہزار کے قریب تھی۔ ہندوستان میں آپ کے فیض کا چشمہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ حضرت خواجہ کے مریدوں میں ایک مرید شیخ حمید الدین صوفی

ناگوری تھے۔ بڑے پائے کے بزرگ اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ انکی سب سے مشہور تصنیف "اصول الطریقۃ" ہے۔ آپ کے ملفوظات سرور الصدور کے نام سے آپ کے پوتے اور خلیفہ شیخ فرید الدین نے جمع کئے ہیں۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت خواجہ معین الدین اجمیری زیادہ تر اجمیر میں رہے۔ دہلی میں ان کے سلسلہ کا کام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کرتے تھے۔ ان کا دہلی میں بڑا اثر تھا۔ خاص و عام ان کے عقیدت مند ہوئے۔ انکی طبیعت میں استغراق و انجذاب کا بھی ایک بڑا عنصر تھا۔ آپ کے حالات دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت و طریقت کی جس کشمکش نے آگے چل کر ہندوستان کی تاریخ میں بعض خوشگوار صورتیں اختیار کیں وہ سب آپ کے زمانہ میں شروع ہوگئی تھیں۔ التمش بادشاہ ان کا خاص عقیدت مند تھا۔ اور صوفیہ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ حمید الدین خود اہل علم تھے اور بلا کے ذہین تھے۔ طریقت اور حاضر دماغ بھی تھے۔ وہ شرعی دلیلوں اور حیلوں سے مخالفوں سے بازی لے جاتے۔ انکو سماع کا بھی بہت شوق تھا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے جانشین حضرت شیخ کبریا بابا فرید گنج شکر ہوئے۔

شیخ کبیر یا بابا فرید میاں گنج شکر رح: ان کے آباو اجداد کابل میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات منسوب کی جاتی ہیں۔ لیکن آپ

کی سب سے بڑی کرامت بے حرصی اور پاک زاہدانہ زندگی تھی۔ بادشاہوں کے درباروں اور شہری زندگی کے جھگڑوں سے آپ کو بڑی نفرت تھی۔ آپ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے لاتعداد لوگ آپ کے معتقد تھے۔ اور شاہانِ وقت بھی آپ کا بڑا احترام کرتے تھے۔

زہد و عبادت اور چلّہ کشی میں انتہائی مصروفیت کے باوجود علم و یقین میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ عربی ادب سے بھی آپ کو دلچسپی تھی۔ بڑے عالم اور عابد تھے۔ لیکن اپنے مرشد کی طرح سماع سے انہیں بڑی دلچسپی ہوگئی تھی۔ آپ کے ملفوظات کے دو مجموعے شائع ہوئے ہیں۔ ایک مجموعہ حضرت سلطان المشائخ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ دوسرا خواجہ بدر الدین اسحاق سے۔ پہلے کا نام "راحت القلوب" ہے اور دوسرے کا "اسرار الاولیاء" انکی بابا فریدؒ کی علمی قابلیت اور وسیع مطالعے کا ثبوت ملتا ہے۔ ان کا مطالعہ احادیث وسیع تھا۔

خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی۔ حضرت خواجہ ۱۹، اکتوبر ۱۲۳۸ء کو مقام بدایوں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن بخارا تھا۔ آپ ابھی بارہ سال کے تھے اور بدایوں میں مولانا علاء الدین اصولی سے تحصیلِ علم کرتے تھے آپ کو اپنی زندگی میں جو اقتدار اور دبدبہ حاصل ہوا وہ ہندوستان کے شاید ہی کسی اور اہل طریقت بزرگ کو حاصل ہوا ہوگا۔ شہر کے عمائد اور امرا و عوام آپ کے مرید تھے۔ آپ کے ابتدائی ایام بیں عہد غلامان میں بسر ہوئے۔ لیکن آپ کو

زیادہ عروج خلجیوں کی بادشاہت میں ہوا۔ ہندوستان کے مشائخ میں حضرت
سلطان المشائخ کا ایک خاص مرتبہ ہے۔ جس وقت سلطان المشائخ نے ظہور کیا
اس وقت تصوّف کا ابتدائی زاہدانہ دور ایک مدت ہوئی ختم ہو چکا تھا۔ اب
یہ طریقِ زندگی خود وہی لوگ اختیار نہ کرتے تھے جو سخت ریاضتیں اور سختیں
سہتے۔ اور دنیائے دُوں سے فقط قوت لایموت لے کر دورِ آخرت میں اپنے
حصے کے منتظر رہتے۔ اب تصوّف اور درویشی کی نئی ترجمانی ہو چکی تھی۔ اور شیخ
محی الدین ابنِ عربی اور ان کے ہم خیال کہہ رہے تھے کہ دنیا کے ظاہری نظام
کے ساتھ ایک باطنی نظام بھی ہے جو قطبوں۔ ابدالوں اور اوتادوں کے سپرد ہو قائم
ہے۔ شیخ ابن عربی نے "فتوحاتِ مکیہ" میں کئی جگہ اس نظریے کی توضیح
کی ہے۔ ضیاء الدین برنی ان کے لئے تحریر کرتے ہیں:-

"عہدِ علائی کے آخری چند سالوں میں شراب و شاہد، فسق و فجور،
قمار بازی کی وجہ سے اکثر طالب علموں اور بڑے بڑے لوگوں کی رغبت
جو شیخ کی خدمت میں رہتے تھے۔ تصوّف اور احکام طریقت کی
کتابوں کے مطالعہ کی طرف ہو گئی تھی۔ "قوت القلوب"۔ "ترجمہ احیاء العلوم"
"عوارف"، "کشف المحجوب"، "شرح تصوف"، "رسالہ قشیری"، "مرصاد العباد"
"مکتوبات عین القضاۃ"، "لوائح و لوامع قاضی حمید الدین ناگوری"
"فوائد الفواد" امیر حسن سجزی کے باعث سے خریدار پیدا ہو چکے تھے۔

زیادہ تر لوگ کتب فروشوں سے سلوک و حقائق کی کتابوں کے بارے میں دریافت کرتے تھے[1]

تصوف کے ہندوستانی سلسلوں میں سب سے زیادہ شہرت چشتیہ خاندان کو ہے۔ سہروردیہ سلسلہ بھی چشتیہ کی طرح اہم اور پرانا ہے۔ ہندوستان میں سہروردیہ سلسلہ کے موسس اعلیٰ شیخ بہاء الدین زکریا تھے۔ ان کے دادا مکہ معظمہ سے پہلے خوارزم اور وہاں سے مضافات ملتان میں تشریف لائے۔ شیخ بہاء الدین ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ خراسان چلے گئے اور سات برس تک علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ اس کے بعد حج کے لئے تشریف لے گئے۔ بعد میں بغداد گئے۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ خلعتِ خلافت سے فراز کرنے کے بعد مرشد نے آپ سے فرمایا کہ آپ ملتان جائیں اور وہاں اقامت اختیار کر کے وہاں کے لوگوں کو منزلِ مقصود تک پہنچائیں۔[2]

شیخ بہاء الدین زکریا کے ہندوستانی مریدوں میں آپ کے صاحبزادے شیخ صدر الدین عارف اور پوتے شیخ رکن الدین ابوالفتح کے علاوہ اُچہ شریف کے بخاری سیدوں کے موسسِ اعلیٰ سید جلال الدین میر شاہ سرخ بخاری اور سندھ کے لال شہباز قلندر قابلِ ذکر ہیں۔

---

[1] آبِ کوثر از شیخ محمد اکرام مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور
[2] سیر العارفین ص ۱۰۵ بحوالہ آبِ کوثر شیخ محمد اکرام مطبوعہ لاہور۔

مغربی پنجاب میں ملتان کے بعد اشاعتِ اسلام کا دوسرا بڑا مرکز اُچ تھا۔ جہاں
سید جلال الدین بخاری۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تھے۔ اس کے علاوہ
سرزمینِ سندھ میں اس زمانے کے بڑے صوفی مخدوم لال شہباز قلندر ہیں
ان کا اصل نام شیخ عثمان تھا۔ سنِ بلوغت تک پہنچنے پر بابا ابراہیم کی خدمت میں
حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اس کے بعد خرقہ خلافت پا کر ہندوستان کا رخ کیا۔ اور شیخ
فرید گنج شکر اور شیخ بہاؤ الدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے۔
تحفتہ الکرام میں لکھا ہے کہ آپ پھرتے پھراتے حضرت بوعلی قلندر کی
خدمت میں پہنچے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہندوستان میں تین سو قلندر ہیں۔ بہتر ہے
آپ سندھ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ سندھ کی سیہوستان میں مقیم ہوئے۔ آپ
کے مرشد نے آپ کو شہباز کا خطاب دیا۔

سندھ کے علاوہ بنگال میں شیخ جلال الدین تبریزی کے علاوہ شیخ علاؤ الدین
علاء الحق بنگالی لاہوری اور پھر ان کے بیٹے حضرت نور قطبِ عالم تھے۔
مکتوبات کے علاوہ آپ نے ایک کتاب "انیس الغربا" کے نام سے
لکھی۔ انکی تصانیف پر بھی زہد و رہبانیت کا رنگ غالب ہے۔

بیجاپور میں ایک بزرگ شیخ عین الدین گنج العلوم تھے۔ آپ کی
تصانیف کی تعداد ایک سو پنتیس بتائی جاتی ہے۔ اپنی تصنیف و تالیف کے علاوہ
رشد و ہدایت کا کام بھی کرتے تھے۔

اب ہم پھر خواجہ بندہ نواز کی طرف آتے ہیں۔ ان کا ذکر اس سے پیشتر
بھی ہو چکا ہے۔ اب صرف انکی خدمات بیان کی جائیں گی۔

حضرت گیسو دراز تصوف اور عرفان کی منزل میں اونچا مقام رکھتے تھے۔ اس
کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی ان کا کام روشن ہے۔ آپ کی زیادہ تر
کتابیں تصوف پر ہیں۔ آپ نے ایک تفسیر کلام مجید کی سلوک کے رنگ پر لکھی اس کے
علاوہ شرح فصوص الحکم شرح آداب مریدین "اسماء الاسرار" لکھی۔ آپ
شاعر بھی تھے۔ آپ کی زیادہ تصانیف فارسی میں ہیں۔ بعض رسالے دکنی زبان
میں بھی لکھے ہیں جن میں معراج العاشقین "قدیم اردو یا دکنی کی پہلی کتاب
سمجھی جاتی ہے۔

ان کا مرتبہ نہ صرف علمی تصانیف سے ظاہر ہے بلکہ آپکی عادات اور روحانی اقدار کی بنا پر
شیخ شرف الدین یحیی منیری:۔ یہ صوبہ بہار کے بزرگ تھے۔ یہ ۵ر جولائی ۱۲۶۳ء
کو صوبہ بہار کے قصبہ منیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ یحیی ایک متقی مسلمان تھے۔
آپ نے ابتدائی تعلیم مکتب میں حاصل کی۔ آپ نے اپنے استاد سے کلام پاک تفسیر
حدیث اور فقہ کے علاوہ علوم عقلی مثلاً منطق ریاضی۔ اور فلسفہ کی تعلیم پائی
اور ساتھ ساتھ ریاضت اور مجاہدہ بھی جاری رکھا۔ علم تصوف کی کتابیں پڑھیں،
آپ کی متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ سو مکتوبات کا ایک
مجموعہ "مکتوبات صدی" کے نام سے مشہور ہے۔ ۷۴۷ سال لجہ "مکتوبات" دوصدی
کی تکمیل ہوئی۔ یہ مکتوبات تصوف اخلاق، فلسفہ کے مختلف مسائل پر مختلف

رسالے ہیں۔ جو آپ نے اُن لوگوں کی ارشاد و ہدایت کے لئے لکھے تھے۔ جو لوگ کسی وجہ سے آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ آپ کے ملفوظات کے بھی کئی مجموعے ہیں۔ اور ان کے علاوہ کئی رسالے بھی آپ کی یادگار ہیں،

اسلامی تصوف پر سب سے پہلے تصنیف کشف المحجوب لاہور (پاکستان) میں لکھی گئی۔ لیکن حکومتِ دہلی کے زمانے میں اس کتاب کا ذکر کثرت سے نہیں آتا۔ ہندوستان کے علمی صوفیانہ حلقوں میں جو کتاب سب سے زیادہ رائج تھی وہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی عوارف المعارف ہے جس میں تصوف کے اصول اور مسائل اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ وہ شرع کی حدود سے باہر نہیں آتے۔ مکتوبات نے صوفیوں کے نزدیک ایک دستور العمل کی حقیقت اختیار کر لی

اب ہم عہدِ مغلیہ کے زمانے میں جو صوفیہ کرام گزرے ہیں ان کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔ اور تصوف کے بارے میں ان کے کیا نظریات تھے وہ سب بیان کرتے ہیں

حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے ہندوستان میں نقشبندیہ سلسلے کی مستحکم بنیاد رکھ دی۔ اور طبقۂ امرا میں مذہب سے وہ اُنس پیدا کر دیا جس کے سامنے شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات کا فروغ ناممکن تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے بعد حضرت مجددؒ الف ثانی شیخ سرہندی کا فیض جاری ہوا۔ حضرتِ مجددؒ ۲۶ جون ۱۵۶۴ء کو بمقام سرہند پیدا ہوئے۔ آپ نے علوم ظاہری سے پوری واقفیت حاصل کرنے کے بعد خرقۂ خلافت چشتیہ (جو انہیں شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے ملا تھا) حاصل کر کے طریقہ و سلوک میں ان کے جانشین ہوئے۔

حضرت مجددؒ کی ایک اہم اسلامی خدمت یہ ہے کہ آپ نے اس سلسلۂ تصوف کی اشاعت کی جو ہندوستانی طریقوں میں شریعت کے قریب ترین ہے۔ ہندوستان میں شروع ہی سے اسلام پر تصوف کا رنگ اس قدر چڑھا ہوا ہے کہ بیسویں صدی کے شروع تک کسی صوفیانہ سلسلہ میں داخل ہوئے بغیر انسان اسلام کی برکات سے مستفید ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں اسلام کی بڑی خدمت ایسی ہی تھی کہ ایسے صوفیانہ سلسلے کو ترقی دی جائے۔ جو بعض دوسرے سلسلوں کی طرح شرع سے آزاد نہ ہو۔ حضرت مجددؒ نے یہی کیا۔ اور ہندوستان کے مشہور اور پرانے سلسلوں کو چھوڑ کر ایک ایسے طریق کی اشاعت کی جس کی پیروی شرع اسلام کی پیروی ہے اس کے علاوہ نہ صرف آپ نے طریقت کا صحیح سلسلہ اختیار کیا اور اسے ترقی دی، بلکہ طریقت کے مقابلہ میں شرع کی اہمیت واضح کر دی۔ چنانچہ آپ تعلیم دینی کو تسلیم سلوک پر مقدم رکھتے تھے۔ اور صحابۂ کرام کو تمام اولیاء سے برتر مانتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حال تابع شریعت ہے۔ نہ شریعت تابع احوال۔ کہتے تھے

ترجمہ: بعض درویشانِ خام پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ شریعت کی مخالفت پر جرأت کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت وہ چیز ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہمارے پیغمبر صلعم کے بعد ہوئے تو وہ اس شریعت کے تابع ہوتے۔ جب آپ نے دیکھا کہ صوفیائے متقدمین کے کلام کی خلاف شرع ترجمانیاں ہوتی ہیں تو اپنے

مکتوبات میں انکی تشریح اور تاویل کرکے انہیں شرع کے عین مطابق ثابت کیا۔ مشائخ متاخرین نے بعض خلاف شرع امور کو رواج دیا تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ وہ لازم اتباع نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ ایک صاحب طریقت بزرگ تھے جنہوں نے شریعت کی حمایت کی۔ آپ نے عقیدہ وحدت الوجود کی نئی توجیہہ کی۔ اور وحدت الشہود کا نظریہ قائم کرکے علمائے صوفیہ اور علماء کے اختلافات رفع کر دیئے۔

شرع کی حمایت اور ترجمانی کے علاوہ آپ کا ایک بہت بڑا کام رد بدعت تھا۔ اس زمانہ میں شیعہ مذہب ایران اور مشرقی عراق میں عام ہو گیا تھا۔ ہندوستان میں شیعہ عقائد کافی شروع ہو گئے تھے۔ جب ایران میں شیعہ عقائد عام ہوئے تو طرح طرح کے جھگڑے پیدا ہو گئے تھے۔ اور علماء اہل سنت پر بڑی سختیاں ہوئیں۔ شیخ مجددؒ نے اس خطرے کو محسوس کر کے اس کی مدافعت کی۔ اور "رد روافض" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ مکتوبات میں نئے فرقے کی مخالفت کی۔ اور خود جہاں جاتے یا جہاں ان کے خلفاء اور مرید جاتے اس فرقے کے عقائد کی مخالفت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جہانگیرؒ کے عہد سے شیعہ مذہب ہندوستان میں عام نہ ہو سکا۔

شرع کی ترویج۔ طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شریعت اور طریقت کی تطبیق اور شیعیت کی مخالفت کے علاوہ حضرت نے جو اہم کام کیا وہ

اسلام کا احیاء تھا۔ آپ نے خود احیاء اسلام کی کوشش کی اور اس کے علاوہ ایک
ایسا نظام قائم کر دیا جس سے آپ کے مقاصد کی تکمیل ہوئی۔ آپ کے ہزارہا خلیفہ تھے۔ جو ہندوستان
کے کونے کونے بلکہ ہندوستان سے باہر بھی آپ کے خیالات کی اشاعت کر رہے تھے۔ آج بھی
آپ کے سلسلے کا فیض جاری ہے۔ اور نقشبندیہ مجددیہ۔ سلسلے کے لوگ اتباع شریعت
اور ترویج سنت میں باقی تمام سلسلوں سے آگے ہیں۔

مکتوبات امام ربانی: ہندوستان میں تصوف کی تھوڑی کتابوں کو وہ
قدر و منزلت میسر آئی ہے جو مکتوبات امام ربانی کو نصیب ہے۔ ان کی زندگی میں ہی انکی
نقلیں ہندوستان اور ہندوستان سے باہر دوسرے ملکوں میں پھیل گئی تھیں اور آج بھی
انکی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ مولانا عبدالماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"تصوف اسلام کے ذخیرے میں سب سے زیادہ اثر میرے اوپر دو ہی کتابوں
کا پڑا ہے۔ نمبر اول پر مثنوی ہے جس نے دہریت و الحاد سے کھینچ کر
مجھے اسلام کی راہ دکھائی۔ اس اجمال کے بعد ضرورت تفصیل کی تھی
یعنی اسلام کے اندر عقائد و اعمال میں متعین لوگوں راہ کون سی
اختیار کی جائے۔ اس باب میں شمع ہدایت کا کام مکتوبات ہی نے دیا"

مکتوبات امام ربانی حضرت مجددؒ کی زندگی میں ہی مرتب ہو گئے تھے۔ ان
کی تین جلدیں ہیں۔ دفتر اول جسے درالمعرفت بھی کہتے ہیں۔ دفتر دوم جس کا

تاریخی نام تحفۃ الخلائق ہے۔ دفتر سوم موسوم بہ معرفت الخلائق ہے۔

مکتوبات کی مقبولیت کی بڑی وجہ اگرچہ ان کے مضامین کی خوبی۔ تنوع اور صاحب مکتوبات کی علمیت، اور روحانی فضیلت ہے۔ تو اس کے علاوہ حضرت مجدد کے طرز تحریر کو بھی ان کی نثر میں بڑا دخل ہے۔ ان کے مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ مجدد بڑے بلند پایہ اہل قلم تھے۔ ان کے خطوط میں بیشتر علمی اور دینی مسائل ہیں۔ اور ان کے لئے ہی عالمانہ طرز تحریر اختیار کیا ہے جس میں زیادہ سے زیادہ معانی تھوڑے الفاظ میں ادا ہو جائیں۔ وہ ارباب تصوف کی مروجہ اصطلاحیں کثرت سے استعمال کرتے تھے۔ زبان بڑی سلیس اور عام فہم ہے۔ الفاظ پر وقار ہیں۔ مگر دقیق نہیں۔ طرز تحریر میں ایک جوش ہے۔ خطیبانہ اور پر تاثیر یہ خطوط دل سے نکلے ہوئے جذبات کا آئینہ ہیں اسلئے دل پر اثر کرتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی: ان کے آبا و اجداد بخارا کے رہنے والے تھے سلطان علاء الدین خلجی کے عہد حکومت میں ہندوستان آئے۔ عبدالحق کے والد شیخ سیف الدین نے اپنے بیٹے کی تعلیم پر پوری توجہ دی۔ بیس برس تک آپ نے دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کے بعد آپ فتح پور سیکری تشریف لے گئے۔ تقریباً بارہ برس وہاں تصنیف و تالیف کا کام کرنے کے بعد پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دہلی آئے اور پھر حجاز کا رخ کیا۔ شیخ موسیٰ گیلانی کے فیض صحبت سے شیخ محدث کی اسلامی حمیت کو اور تقویت ہوئی۔ پھر آپ

فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے روانہ ہو گئے۔ وہاں سے واپس آ کر پھر دہلی پہنچے۔ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اگرچہ فن حدیث کے ماہر شیخ عبد الحق محدث سے پہلے بھی ہندوستان میں موجود تھے۔ لیکن اس علم کو پہلی مرتبہ آپ ہی نے عام کیا۔ "تذکرۂ علماء ہند" میں لکھا ہے۔ "علم حدیث را در ہندوستان از وی شیوع یافتہ"

مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستان میں علم حدیث کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"جلال الدین کے آخری عہد میں شیخ عبد الحق حجاز سے واپس آئے۔ اللہ نے انکی عمر مبارک میں بڑی برکت دی اور ان کے درس و تصنیف نے ایک پورا سلسلہ تعلیم ملک میں عام کیا۔"

شیخ محدث نے صرف درس و تدریس کے ذریعہ علم حدیث کی اشاعت کی بلکہ اس موضوع پر کئی کتابیں لکھیں۔ جن کا علمی پایہ اب تک مسلم ہے۔ عربی میں ان کی مشہور کتاب "لمعات" ہے جو مشکوٰۃ کی شرح ہے۔ اس کے دیباچہ میں انہوں نے حدیث کی مختلف قسموں اور علم حدیث پر تبصرہ کیا ہے۔

حدیث کے علاوہ شیخ عبد الحق نے سب سے زیادہ توجہ سیرت اور مدینۃ النبیؐ کی تاریخ پر دی۔ دوسری ساری کوششوں کا یہ تھا ان کی دوسری دلچسپی قادریہ سلسلہ کے بانی حضرت غوث اعظم عبد القادر جیلانیؒ سے تھی۔ آپ نے ان کی تصانیف کو

رائج کرنے کی کوشش کی۔ "غنیۃ الطالبین" کا ترجمہ کیا۔ "فتوح الغیب" کا
شرح لکھی۔ "غوث الاعظم" کی سوانح عمری۔ "اخبار الاخیار" کے شروع میں تبرکاً درج
کی۔ اور آخر عمر میں دارا شکوہ کی فرمائش پر (جو آپ کی طرح قادریہ سلسلہ سے
منسلک تھا) حضرت کی قدیمی اور مستند سوانح عمری "بہجۃ الاسرار" کا خلاصہ
"زبدۃ الآثار" کے عنوان سے مرتب کیا۔ اس کا اردو ترجمہ "کحل البصار"
کے نام سے شائع ہوا۔

آپ کا سب سے زیادہ کامیاب تالیف "اخبار الاخیار" ہے اس میں آپ
نے ہندوستان کے اولیاء اور بزرگوں کے حالات تاریخی ترتیب سے لکھے ہیں۔ اس
میں اولیاء کے تین طبقے ترتیب دیئے ہیں۔ پہلے میں خواجہ بزرگ اجمیری اور ان
کے معاصرین اور مریدین کے حالات ہیں۔ دوسرے میں بابا فرید اور ان کے
ہمعصر بزرگوں اور مریدوں کے۔ اور تیسرے طبقے میں چراغ دہلی سے لے کر
اپنے زمانہ تک کے مشائخ کے حالات لکھے ہیں۔ ہندوستان کی مذہبی تاریخ
سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے یہ تذکرہ ضروری ہے۔ طرز ادا پاکیزہ اور بلیغ ہے
غیر ضروری جزئیات سے پرہیز کیا ہے۔ آپکی یہ کتاب ایک طرح سے آپکی محنت کا نچوڑ ہے

اس کتاب کے علاوہ ایک اور قابل قدر تاریخ تصنیف "تاریخ حقی"
یا ذکر سلوک ہے جس میں سلطان محمد غوری سے اکبر کی تخت نشینی تک

کے حالات ہیں۔ انکی کل تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ لیکن اس شمار میں وہ اٹھاسٹھ رسائل بھی ہیں جو "المکاتیب والرسائل" کے عنوان سے ایک جلد میں جمع ہیں۔ آپ شاعر بھی تھے۔

اب ہم شاہ ولی اللہؒ کی خدمات تحریر کرتے ہیں:۔

شاہ ولی اللہؒ ۲۱ فروری ۱۷۰۳ء کو یعنی اورنگ زیب کی وفات سے چار۴ سال پہلے پیدا ہوئے۔ یہ زمانہ سیاسی حیثیت سے اسلام کا عہدِ زوال تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب والد کی طرف سے حضرت عمرؓ اور والدہ کی طرف سے امام موسیٰ کاظمؒ تک پہونچتا ہے۔ آپ کا خاندان علم و فضل سے ممتاز تھا۔ ان کے والد کا نام شاہ عبد الرحیم تھا۔ یہ خود بھی ایک کامل تھے۔ انہیں خدا رسیدہ بزرگوں کی تلاش رہتی۔ اور انکی صحبت میں وہ بڑے ذوق و شوق سے شریک ہوتے تھے۔ تصوف کے ساتھ بہت شغف تھا۔ وہ فقہ اور علوم ظاہری سے بھی واقف تھے۔ شاہ ولی اللہؒ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ پانچ برس کی عمر میں آپ نے مکتب جانا شروع کر دیا تھا۔ نماز روزہ کے ساتھ فارسی کتابیں اور عربی رسالے پڑھے دس۱۰ سال کی عمر میں شرح جامی شروع کی۔ دو۲ دفعہ حج کیا۔ آپ مکہ معظمہ میں تھے کہ ہندوستان کے حالات دگرگوں ہو گئے۔ آپ کو پھر ہندوستان آنا پڑا۔ جب آپ دہلی پہنچے تو اس وقت اسلامی حکومت پر زوال وادبار کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ شاہ ولی اللہؒ ان تمام کوششوں میں دلچسپی لیتے تھے۔ جو حکومت اسلامی

کو تباہی اور خلقِ خدا کو بربادی سے بچائے۔

شاہ ولی اللہؒ کو فلسفہ سے بھی لگاؤ تھا۔ اور تصوف سے بھی،

اس زمانہ میں تصوف کا مسئلہ بڑا الجھا ہوا تھا کیونکہ اسے بعض ریاکاروں نے

دنیا طلبی کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ لیکن اگر انہیں یہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے

کہ ریاکار لوگ کس مشرب میں نہیں ہوتے تب بھی اسلام کی تاریخ میں ایسے

مخلص وارفتہ مزاج کثرت سے ملیں گے جنہیں تصوف میں رہبانیت، شرع

سے آزادی اور پریشان روی کا راستہ دکھایا بلکہ ہوتا رہا ہے کہ جس کثرت سے

شرع کی قید میں بڑھی اور اصولی باتوں کو چھوڑ کر جھوٹوں اور جھوٹوں نے

روزمرہ کی معمولی اور بے ضرر باتوں میں بھی لوگوں کو اپنے خیالات اور اپنی

کتابوں کی مطابق جکڑ بند کرنا چاہا۔ اسی قدر اہلِ تصوف کی وارفتگی بڑھ گئی

یہی وجہ تھی کہ بعض مذہبی حلقوں میں تصوف کی مروجہ صورتیں

شروع ہی سے مشتبہ تھیں آج کچھ وہابی اثرات اور بڑی حد تک مغربی

مادیت کی فتح سے تصوف اور بھی بدنام ہو گیا ہے اور مذہبی اعتراضات

سے قطع نظر اسے بعض سہل انگار قومی زوال کا بڑا سبب قرار دیتے ہیں۔ یہ

صحیح ہے کہ تصوف بالخصوص عجمی تصوف نے انحطاط کے ان زمانوں

میں فروغ پایا۔ جب دینوی نقطہ نظر سے قوم روبہ زوال تھی۔ لیکن

ان زمانوں میں تصوف کی مقبولیت قومی زوال اور دینوی بدلیا ن حالی کا نتیجہ تھی ۔ سبب نہ تھی ۔ اور ان دونو ں کا باعث قوم اور افراد کی عسکری ، اخلاقی اور علمی کمزوریاں تھیں ۔

لیکن اگر تصوف میں کئی کوتاہیاں ہوں تب بھی ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا آسان نہیں ۔ ہمارا ادب فلسفہ ، تصوف کی گود میں پلا ہے ۔ اگر ہم تصوف کا قلع قمع کریں تو بہت سی قیمتی چیزوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا ۔ اور اس کے علاوہ تصوف کی اسلامی صورت یعنی احسان یا اخلاص فی العمل کی ضرورت قوم کو ہمیشہ رہی ہے اور رہے گی ۔

حضرت امام الہند شاہ ولی اللہؒ ان روحانی ضرورتوں کی اہمیت سمجھتے ہوں گے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے جس ماحول میں پرورش پائی تھی وہاں تصوف سے لگاؤ ہو جانا لازمی تھا ۔ انہوں نے تصوف میں کئی کتابیں لکھیں ۔ ایک کتاب "لمعات" ہے ۔ جس کا اردو ترجمہ "لمحات" کے نام سے ہوا ہے ۔ ایک رسالہ فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود لکھا ہے ۔ جس میں شیخ اکبر کے نظریے وحدت الوجود کی تاویل کرکے اسے شیخ مجدد کے نظریہ وحدت الشہود کے مطابق ثابت کیا ہے ۔
"القول الجمیل" میں بیعت کے طریقے اور فائدے قادریہ چشتیہ ، نقشبندیہ سلسلوں کے اوکار اور اصحاب بیعت کی خصوصیات بیان کی ہیں ۔ اس کتاب

کا ترجمہ یعنی القول الجمیل کا ترجمہ شفاء العلیل کے نام سے شائع ہوا۔ تفہیمات الٰہیہ جس کا کچھ حصہ عربی میں ہے اور کچھ فارسی میں بیشتر تصوف کے مسائل سے متعلق ہے۔ ان کے علاوہ "الطاف القدس" خیر کثیر وغیرہ میں علم تصوف کا بیان ہے۔ "انفاس العارفین" میں بھی تصوف کے بہت سے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

شاہ صاحب کو تصوف سے بڑی دلچسپی تھی۔ لیکن انہیں متصوفین کی قابل اعتراض باتوں کا احساس تھا۔

شاہ صاحب کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ" ہے۔ مولانا شبلی اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ (شاہ صاحب) نے شریعت کے حقائق و اسرار بیان کئے ہیں۔ درحقیقت علم کلام کی روح و رواں ہے۔ علم کلام درحقیقت اس کا نام ہے کہ مذہب اسلام کی نسبت ثابت کیا جائے۔ کہ وہ منزل من اللہ ہے۔ مذہب دو چیزوں سے مرکب ہے۔ عقائد و احکام شاہ صاحب کے زمانہ تک جس قدر تصنیفات لکھی جا چکی تھیں صرف پہلے حصہ کے متعلق تھیں۔ دوسرے حصے کو کسی نے نہیں چھوا۔ شاہ صاحب پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس موضوع پر پہلے کتاب لکھی۔

کتاب کے شروع میں شاہ صاحب نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں کتاب کی غرض و غایت واضح کی ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ " علم اسرار دین کی کتاب ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ مذہب اسلام کے جو عقائد یا احکام ہیں اس کے

ایک کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ہے۔ جو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو

چکی ہے۔ تصوف سے متعلق ہے۔ اسی طرح ایک کتاب قصص الانبیاء حسن کا اردو

ترجمہ بھی ہو گیا ہے آپ سے منسوخ کی جاتی ہے۔ آپ کے ایک سوانح نگار نے آپ کی

۳۵ تصنیفات کے نام لکھے ہیں۔ جن میں اکثر شائع ہو چکی ہیں۔

شاہ صاحب نہ صرف ہندوستانی علماء کے صدر نشین ہیں۔ بلکہ اسلامی

دنیا کی ممتاز ترین ہستیوں مثلاً امام غزالی یا امام ابن تیمیہ کے پہلو بہ پہلو بیٹھنے کے

مستحق ہیں۔ شاہ صاحب کا خطاب زیادہ تر اسلامی ہندوستان سے تھا۔ انہوں نے ان

مسائل پر زیادہ توجہ دی۔ جو ان کے ہم وطنوں کے لئے زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔

انہوں نے اپنی تصانیف کے ذریعہ بھی لوگوں کو صراط مستقیم کا پیغام دیا۔ ان لوگوں

نے ایک اصلاحی تحریک کا نظام مرتب دیا اور اسے عبدالعزیز والی جماعت بیدار کی۔

شاہ ولی اللہ قومی زندگی کے ایک بڑے نازک دور میں پیدا ہوئے۔

ان کا ظہور اس زمانہ میں ہوا جب اسلامی حکومت کی بنیادیں اکھڑ رہی تھیں۔

اور اس ملک میں صدیوں جاہ و جلال سے حکومت کرنے کے بعد مسلمان اس

قدر آرام طلب اور کمزور ہو گئے تھے کہ وہ مرہٹوں اور سکھوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔

شاہ صاحب نے ان کو عملی زندگی کا درس دیا۔ خوش

خوش قسمتی سے اسلام میں ملک ملک کے لئے علیحدہ مذہبی نظام

نہیں ہوتا۔ لیکن تاریخی۔ نسلی۔ لسانی۔ اثرات پھر بھی کارفرما رہتے ہیں۔

اور مختلف ممالک میں مختلف طریقے برسرِ کار آتے ہیں۔ ایران میں محدثین نے عروج پایا۔ نجد میں وہابیت نے۔ کسی ملک میں شافعی فقہ رائج ہے۔ کسی میں حنفی اور کسی میں حنبلی۔ اگر اس نقطۂ نظر سے ہندوستانی مسلمانوں کے عقائد فقہی روایات اور مذہبی میلانات دیکھے جائیں تو یہ نظر آئے گا کہ جو مذہبی نظام اسلامی ہندوستان میں سب سے زیادہ عام ہے۔ جیسے بنگال میں مولوی کرامت علی جون پوری۔ بہار میں صادق پوری خاندان اور شمالی ہندوستان میں شاہ عبد العزیز۔ مولانا سید احمد دہلوی۔ اور شاہ اسماعیل شہید نے رائج کیا اور آج دار العلوم دیوبند کی بدولت خواص سے گذر کر عوام کو متاثر کر رہا ہے۔ اسے شاہ ولی اللہؒ نے ترتیب دیا۔ اور اگر کسی کو صحیح معنوں میں امام الہند یعنی اسلامی ہندوستان کا امام اور یہاں کے خاص مذہبی نظام کا مرتب کہا جاسکتا ہے تو وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے بعد ان کے فرزند شاہ عبد العزیز سترہ برس کی عمر میں والد کی وفات پر ان کے جانشین ہوئے۔ آپ نے ساٹھ سال تک درس دیا اور علم حدیث سے جسے شاہ ولی اللہؒ نے از سرِ نو ہندوستان میں رائج کیا تھا اس کا فیض ملک میں عام کیا۔ ہندوستان کے اکثر محدثین کا سلسلۂ اسناد آپ تک اور آپ کے ذریعہ شاہ ولی اللہؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ ہمہ وقت درس و تدریس اور ارشاد و ہدایت میں ہمہ تن مشغول رہے۔ اس لئے آپ کو تصنیف و تالیف کا

بہت وقت نہیں ملا۔ لیکن آپ کی عظمت کا اندازہ آپ کے تلامذہ کی تعداد اور بزرگی سے ہو سکتا ہے۔ اور کچھ معاصرانہ تذکروں اور تاریخی کتابوں سے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی اپنے زمانہ میں بہت عزت تھی۔ آپنے سادہ زندگی اور علوم اسلام کی زندگی اشاعت زیادہ عزیز سمجھی۔ آپ کے بے شمار شاگرد تھے۔ جن میں سے ہر ایک صاحبِ علم وفضل تھا۔ اور جو آپ سے فیض حاصل کر کے خود فیض کا سرچشمہ بنا۔ شاہ رفیع الدین صاحب۔ شاہ محمد اسحاق صاحب۔ مفتی صدر الدین دہلوی۔ شاہ غلام علی صاحب۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب۔ مولوی عبدالحئی صاحب مولانا میر محبوب علی صاحب۔ مفتی الٰہی بخش صاحب کاندھلوی۔ مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی مولانا سید احمد رائے بریلوی۔

آپکی معلومات بے حد وسیع تھیں اور اسلامی علوم تک محدود نہ تھیں آپ خود فرماتے تھے کہ جو علوم میں نے مطالعہ کئے ہیں اور اپنی استعداد کے مطابق مجھے یاد بھی ہیں۔ انکی تعداد ایک سو پچاس ہے ان میں سے نصف کے قریب ایسے علوم تھے جو امتِ محمدیؐ کی تخلیق تھے اور باقی نصف دوسری امتوں کے

ان کی تصانیف :- تفسیر عزیزی میں آپ نے قرآنِ مجید کے پہلے سوا پارے اور آخری دو پاروں کی تفسیر فارسی میں لکھی ہے۔ اصولِ حدیث میں عجالہ نافعہ اور تاریخ حدیث میں بستان المحدثین اور چند حواشی اور شرح کی کتابیں آپ سے یادگار ہیں۔ آپ کے فتوؤں کا مجموعہ بھی چھپ

چکا ہے۔ آپکی سب سے اہم کتاب تحفہ اثنا عشریہ ہے۔ یہ ایک عہد آفریں کتاب تھی اور شاہ عبدالعزیز نے اس کی تالیف میں بے حد محنت اور جانفشانی سے کام لیا۔ اس سے پہلے مختلف شیعہ سنی مسائل پر کتابیں تصنیف ہوئیں۔ یہ کتاب فی الحقیقت اثنا عشریہ شیعہ سنی مسائل کا ایسا انسائکلوپیڈیا ہے۔ کتاب کا مطبوعہ نو لکشوری ایڈیشن بڑی تقطیع کے تقریباً ساڑھے چھ سو صفحات پر محیط کیا ہے۔ اس کتاب کے بارہ ۱۲ باب ہیں۔ ان کو عربی انشا پردازی اور شاعری میں بڑا ملکہ تھا۔ بڑا محققانہ انداز تھا۔ آپ نے کئی نظمیں لکھی ہیں۔

شاہ رفیع الدین: یہ شاہ ولی اللہ کے دوسرے بیٹے تھے۔ زہد اور تقویٰ میں اپنے باپ بھائی کے قدم بقدم تھے۔ آپ نے نظم اور نثر دونوں پر لکھا لیکن آپ کا سب سے زیادہ قابل قدر اور اہم کام کلام مجید کا تحت اللفظ اردو ترجمہ ہے اس کے علاوہ بھی آپ کی کئی تصنیفات ہیں۔ تذکرہ راہ نجات۔ اور دفع الباطل۔

شاہ ولی اللہ کے دو اور بیٹے جنہوں نے اپنے والد بزرگوار کے کارناموں کو زندہ رکھا۔ وہ شاہ عبدالقادر۔ اور شاہ عبدالغنی ہیں۔ شاہ عبدالقادر نے قرآن شریف کا اردو بامحاورہ ترجمہ کیا یہ ایک ایسا ترجمہ ہے جس پر بلا مبالغہ ہزاروں کتابیں تصدق ہیں۔

مرزا مظہر جانجاناں: مظہر جانجاناں اردو زبان کے بہت بڑے محسن اور نقشبندی شاعر تھے۔ جو ۱۶۹۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۷۸۰ء میں ایک شیعہ کی

گولی سے ہلاک ہوئے ۔ وہ طبقہ ۱۸۱ء کے دکن تھے ۔ ان کی بید الشں پر خود بادشاہ

ہندوستان اورنگ زیب عالم گیر نے ان کے والد مرزا جان کے نام پران کا نام جان جان

رکھا۔ لیکن جان جاناں نے زیادہ شہرت پائی۔ انہوں نے ترکِ دنیا کرکے تصوف اور

شعر و ادب کے لئے وقف کردی اور شیخ عبد الاحد سرہندی المتخلص بہ وحدت کے کئی

خلفاء سے فیض حاصل کیا۔ علمیت، مزاقِ سلیم، انصاف پسندی اور تصوف میں یگانہ روزگار تھے

مرزا صاحب کئی کتابوں کے مصنف تھے ۔ ان میں سے آپ کے مکتوبات خاص

ہیں ۔ بعض مکتوبات میں حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق اعتراضات کا جواب دیا ہے

بعض میں صوفیانہ اور شرعی مسائل کی توضیح کی ہے ۔ بعض خطوں سے اس زمانہ

کی بد نظمی اور بے ترتیبی پر روشنی پڑتی ہے ۔ ایک طویل خط میں ہندوؤں کے

آئین و مذہب کی نسبت رائے لکھی ہے :۔

مولانا سید احمد رائے بریلوی :۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد

تحصیل علم کے لئے شاہ عبد العزیز کے پاس دہلی تشریف لے گئے ۔ شاہ صاحب

سے آپ نے اکبر آبادی مسجد میں عربی صرف و نحو پڑھی ۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ بھی

مطالعہ کیا ۔ آپ نے بائیس سال کی عمر میں شاہ عبد العزیز صاحب سے سلسلہ

نقشبندیہ میں بیعت کی اور اس کے کچھ عرصہ بعد رائے بریلی واپس چلے گئے ۔

۱۸۱۶ء کے قریب آپ دوبارہ دہلی تشریف لے گئے اور یہاں ہدایت و

ارشاد کا سلسلہ شروع کیا ۔ انہی دنوں مولانا عبد الحئی نے جو شاہ عبد العزیز کے

داماد تھے۔ آپ سے بیعت کی اور پھر مولوی اسماعیل جو شاہ صاحب کے بھانجے
اور شاہ ولی اللہؒ کے نواسے تھے سید صاحب کے مرید ہوئے

وعظ و تبلیغ میں آپ کو بڑا ملکہ تھا۔ اور بات میں بڑی تاثیر تھی۔
انہی دنوں شاہ اسمٰعیل شہید اور مولانا عبدالحئی نے آپ کے قول و ارشادات
کو فارسی میں منضبط کیا۔ اور کتاب کا نام "صراط مستقیم" رکھا۔ اس کتاب سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں آپ نے طریقت اور شریعت کے باہمی تطابق کی
کوشش کی۔ اور آپ جا بجا معرفت الٰہی اور طریقۂ سلوک کے شرعی اسلوب پر
زور دیتے تھے۔ بیعت کا طریقہ بھی اپنے پیش روؤں سے مختلف تھا۔ آپ کا دستور
تھا کہ پہلے طریقۂ چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ میں با آواز بلند بیعت
لے کر پھر طریقۂ محمدی میں بیعت لیتے تھے۔ اور عوام و علماء آپ کے طریق کو طریقۂ محمدی
کی تشریح نائب والی رام پور کے بھائی سے اس طرح کی کہ تصوف کے چار طریقوں
کا تعلق رسول کریم سے بطور باطن کے ہے اور طریقہ محمدیہ کا بطور ظاہر کے
اس لئے ظاہری اعمال طریقہ محمدیہ تھی۔ یعنی شریعت کے مطابق ہونے چاہئیں۔

سید احمد رائے بریلوی کی کتاب صراط مستقیم کا ایک مقدمہ اور چار باب پر مشتمل
ہے۔ پہلا اور چوتھا باب مولانا اسمٰعیل نے ترتیب دیا تھا۔ پہلے باب میں طریق ولایت
اور طریق نبوت کے اختلافات کا ذکر ہے اور چوتھے باب میں طریق "سلوک راہ نبوت"
یعنی طریقۂ محمدیہ کا بیان ہے۔ دوسرا اور تیسرا باب مولانا عبدالحئی کا لکھا ہوا ہے اور یہی کتاب

کا اہم ترین حصہ ہے۔ تیسرا باب تصوف پر ہے جس میں ہندوستان کے مشہور سلسلہ ہائے تصوف کے اشغال و وظائف کو عام فہم زبان میں جمع کیا ہے اور بتایا ہے کہ چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ اور دوسرے طریقوں کے بزرگ اپنے مریدوں کو کس طرح تعلیم دیتے تھے۔ اور صفائی قلب اور ترقی درجات کے لئے انہیں کون سے مراقبے اور مجاہدے سکھاتے تھے۔

اصلاحی نقطۂ نظر سے دوسرا باب کتاب کی جان ہے۔ پہلے حصہ میں ان بدعتوں کا ذکر ہے۔ جو مختلف ذرائع سے مسلمانوں میں داخل ہو گئی تھیں مثلاً "وہ بدعتیں جو بہ سبب اختلاط ملحدین و مشرکین صوفی شعار تشبیہیں بہ صوفیہ کبار" عوام اہل اسلام میں داخل ہو گئیں۔

(۱) شرع کی مخالفت اور کلام ملحدانہ و اشغال قبیحہ شرک آمیز اشاعت۔

(۲) خدا اور رسولؐ کے متعلق کلمات بے ادبانہ کا صدور

(۳) مسئلہ تقدیر میں غیر ضروری قیل و قال اور بحث و جدال کا اظہار۔

صراطِ مستقیم میں ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی و معاشرتی خرابیوں کا بالتفصیل بیان ہے۔ اور نہ صرف مرض کی صحیح تشخیص بلکہ علاج بھی۔ سید صاحب کا ارشاد ہے

"تمامی رسوم ہند و سندھ و فارس و روم را کہ خلاف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا زیادتی از طریقہ صحابہ شود ترک نماید و انکار و کراہت بوا اظہار کند"

آپ نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ اور مولانا اسمٰعیل شہید اور مولانا عبد الحئی کو اطراف ہندوستان میں اس مقصد کے لئے تبلیغ کرنے کو بھیجا۔ اس وقت پورا ہندوستان میں ہر جگہ ترغیب جہاد کا وعظ ہو رہا تھا۔ جب آپکی تیاری مکمل ہو گئی تو عام مسلمانوں کو جہاد کے متعلق ایک اطلاع نامہ بھیجا گیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مقصد ہوس ملک گیری نہیں تھا۔ بلکہ عام مذہبی آزادی کا حصول تھا۔ آخر بالاکوٹ کے مقام پر جنگ ہوئی اور سید صاحب اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ مگر ان کا یہ جہاد رائیگاں نہیں گیا۔

مولانا سید احمد کی علمی قابلیت کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ "صراط مستقیم" کے سوا انکی کوئی مستند تصنیف نہیں۔ اور صراط مستقیم بھی مولانا عبد الحئی اور مولانا اسمٰعیل شہید نے مرتب کی ہے۔ اس کتاب سے ظاہر ہے کہ اگرچہ مولانا کو علوم مروجہ کی مشہور کتب سے غیر معمولی واقفیت نہ تھی۔ لیکن ان میں تمام مذہبی مسائل کو سمجھنے کی صلاحیت ابہت تھی۔ اور اکثر امور میں انکی رائے عقل صحیح، قومی مصلحت اور شعائر اسلامی سے قریب تر ہوتی۔ اس کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہے کہ بعض وہابیوں کی طرح وہ تصوف کے مخالف نہ تھے۔ بلکہ اسکی اصلاح چاہتے تھے۔ شاہ ولی اللہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ اسے شاہ عبد العزیز نے جاری

رکھا۔ اور غالباً انہی کے زیرِ اثر تصوف کو سرے سے ایک بدعت سمجھنے کی بجائے مولانا
نے بھی طریقۂ محمدیہ جاری کر کے اس کی اصلاح کی کوشش کی۔ شاہ ولی اللہؒ اور
شاہ عبد العزیز سمجھتے تھے کہ تصوف میں اگرچہ نقائص پیدا ہو گئے ہیں، اور مروجہ
تصوف کی بعض باتیں عقل اور مذہب کی رو سے قابلِ اعتراض ہیں۔ لیکن اب
بھی باعظمت اور بلند پایہ ہستیوں کو تصوف ہی میں اپنی ذہنی کشمکش کا علاج
ملا ہے۔ اور ایک روشن ضمیر اور خدا رسیدہ بزرگ کے ہاتھ میں تصوف افراد کی
اصلاح باطن ہی کا نہیں بلکہ عوام کی تنظیم کا ذریعہ بھی ہو سکتا ہے۔ مولانا سید احمد
نے یہی کیا۔ طریقۂ محمدیہ میں تصوف پر شریعت کی فوقیت نمایاں کر دی۔ اور بیعت
کا سلسلہ جاری رکھ کر نہ صرف اپنے مریدوں کی اصلاح دینی و دنیاوی کا انتظام
کیا۔ بلکہ ایک ایسی جماعت بھی قائم کر دی جو ان کی بیعت سے جہاد ایسا اہم اور
ایثار طلب فرض ادا کرنے کو تیار ہو گئی۔

سید صاحب کے مریدوں میں بلند ترین مرتبہ مولوی عبد الحیٔ اور مولوی
محمد اسماعیل شہید کا تھا۔ خاموش طبع تھے۔ اور انکی طبیعت میں حضرت ابوبکرؓ
کی طرح وقار اور تمکنت تھا۔ انہوں نے سید صاحب کو ہمیشہ صحیح اور نیک مشورہ دیا اور انکے
مشن پر اس وقت ایمان لائے جب سید صاحب کی خوبیاں ابھی بے نقاب نہ تھیں۔

مولانا محمد اسماعیل شہید کا نام تلموی عبدالحیٔ صاحب کے بعد لیا جاتا ہے۔ لیکن سید صاحب کی اصلاحی کوششوں کو جتنی تقویت اور رونق آپ سے ہوئی۔ آپ کی ذات میں بڑی خوبیاں جمع تھیں۔ آپ بڑے بہادر تھے۔ اور زیرک جنرل تھے۔ اسکے علاوہ آپ زبردست مقرر اور با اثر واعظ تھے۔ آپ کے وعظ و ارشادات نے مسلمانوں کی مذہبی اور ذہنی زندگی میں جو انقلاب پیدا کر دیا۔ مولانا اسمعیل کا وعظ کتنا پُر اثر ہوتا تھا کہ اس کا اندازہ معاصرانہ تحریروں مثلاً "آثار الصنادید" سے ہو سکتا ہے اور انکی علمی قابلیت۔ عقل سلیم۔ تیز منطق اور زورِ کلام کا ثبوت ان کتابوں سے ملتا ہے۔ جو انہوں نے یادگار چھوڑیں۔ انکی اہم ترین کتاب "تقویت الایمان" ہے۔ جو انہوں نے اردو زبان میں اس وقت لکھی جب اس زبان کو ابھی گھٹنوں چلنا نہ آتا تھا۔ اس زمانہ میں جب اردو نثر میں گنتی کی کتابیں تھیں۔ ایک صاحب کمال نے اس میں کیا جادو بھر دیا ہے۔ اور اسکی وجہ سے اپنے خیالات کو کتنی خوبی سے ادا کیا ہے۔ مولانا شہید کا ارادہ کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تفسیر لکھنے کا تھا۔ چنانچہ آپ نے اس کی تشریح کی کہ "ایمان کے دو جز ہیں۔ خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا۔ خدا کو خدا جاننا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے۔ اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ

اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ۔۔۔

اس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور دوسری کو اتباع اچھی سنت کہتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کو بدعت"

چنانچہ آپ نے اپنی کتاب کے دو باب ٹھہرائے۔ پہلا بیان تو توحید اور شرک کے متعلق۔ اور دوسرا بدعت کے خلاف اتباع سنت کی تائید میں۔ یہ کتاب نہ صرف مذہبی بلکہ ادبی نقطۂ نظر سے بھی بڑی اہم ہے۔ اس کا طرز تحریر ایسا با اثر اور پر زور ہے کہ بقول صاحب سیر العارفین معلوم ہوتا ہے۔ ایک دریائے زخّار امڈا چلا آتا ہے۔"

"تقویۃ الایمان" کی تصنیف اور صراط مستقیم کی ترتیب کے علاوہ آپ نے کئی اور کتابیں لکھیں مثلاً ایک رسالہ "یکروزی" جسے آپ نے مسئلہ امتناع نظیر خاتم النبیین" پر مولوی فضل حق خیر آبادی کے جواب میں ایک دن میں لکھا ہے۔ رسالہ اصول فقہ۔ منصب امامت۔ عبقات۔ ایضاح الحق الصریح الاحکام المیّت والضریح۔ مثنوی سلک نور اور تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین۔

مولانا اسمٰعیل حضرت سید صاحب کے ساتھ بالاکوٹ میں شہید

ہوئے تھے اور مولوی عبد الحئی اس سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ جب سید صاحب کی شہادت سے مجاہدین کا سارا سلسلہ بکھرنے لگا تو مولوی ولایت علی عظیم آبادی نے منتشر قوتوں کو جمع کرنے کا کام اپنے ہاتھ لیا۔ اور وعظ و ارشاد سے لوگوں کو ہدایت کی اور جو لوگ بد دل ہو گئے تھے انکی ڈھارس بندھائی۔ پھر آپ حج کے لئے مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں سے فراغت کے بعد نجد۔ یمن اور یمن کا سفر کیا۔ آپ بڑے عالم۔ معاملہ فہم اور دانش مند بزرگ تھے۔ آپ سید صاحب کو اپنے زمانے کا مجدد سمجھتے تھے۔ آپ کی کوشش زیادہ تر ترویج علوم دین اور اصلاح رسوم پر موقوف رہی۔ آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مثلاً رد البدعات۔ دافع الوسواس۔ ترجمہ شمائل ترمذی ترجمہ مشکوٰۃ جلد اول۔ مفتاح الجنۃ وغیرہ سید سلیمان ندوی کی رائے ہے کہ بنگال میں اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی اصلاح کا کام ان سے بڑھ کر کسی نے انجام نہیں دیا۔

آپ کا شمار حضرت سید احمد بریلوی کے برگزیدہ خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپکی وفات ۱۸۷۳ء میں ہوئی۔

"علمائے دیوبند"

~~شاہ عبد العزیز کے جانشین~~ حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ کے

جانشین شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے تھے ۔ میری تقریر کو اسمٰعیلؒ نے لی ۔ تحریر
رشید الدین نے اور تقویٰ اسحاقؒ نے لیا[1]

شاہ عبدالعزیزؒ نے مرتے وقت اپنا جانشین اپنے نواسے شاہ محمدؒ
اسحٰق کو کیا تھا وہ انکی زندگی میں ہی درس دیتے تھے اور انکی وفات کے
بعد تو زینتِ مدرسہ ہی تھا ۔ انہوں نے چند سال تک اپنا درس جاری رکھا ۔ اور اس
دوران میں مولانا سید احمد بریلویؒ کی تحریک کو اخلاقی اور مالی مدد دی لیکن
جب یہ تحریک ناکام ہوگئی اور حالات پہلے سے بھی زیادہ ناسازگار ہونے
شروع ہوئے تو وہ دہلی سے مکہ معظمہ چلے گئے ۔ درس و تدریس کا سلسلہ وہاں بھی
جاری رہا ۔ مولانا شاہ محمدؒ اسحٰق کے شاگردوں میں کئی علمائے متبحر تھے لیکن
خدا کی دین ہے کہ ان کا خاص خاندانی طریقہ تعلیم ایک ایسے بزرگ کی وساطت
سے عام ہوا جو عالم کم تھا اور صوفی زیادہ یعنی حاجی امداد اللہؒ تھانہ بھون کے
رہنے والے تھے ۔ اٹھارہ برس کی عمر میں شاہ محمدؒ اسحٰق کے داماد اور شاگرد
مولوی نصیر الدین دہلوی کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی پھر مولانا سید احمد بریلوی
کے خلیفہ شیخ نور محمد جھنجانویؒ سے چاروں سلسلوں میں بالعموم اور طریقۂ چشتیہ صابریہ

---

[1] موج کوثر از شیخ محمد اکرام
صفحہ ۲۱۲ ۔ مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور ۔

میں بالخصوص تکمیل سلوک کی۔ اس کے بعد حجاز کا شوق طبیعت پر غالب ہوا۔ اس وقت شاہ محمد اسحق صاحب زندہ تھے۔ حاجی صاحب نے ان سے فیض و فوائد حاصل کئے۔ اور ان کے خاندان کے معمولات کی اجازت لی۔ شاہ صاحب نے ہی آپ کو ہندوستان واپس جانے کی تلقین کی۔ یہاں آکر آپ نے تلقین و ہدایت کی اور مولانا رشید احمد گنگوہی۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا محمد یعقوب نانوتوی۔ مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری اور دوسری کئی برگزیدہ آپ کے حلقہ بیعت میں داخل ہوئے۔

حاجی صاحب کی ذات بڑی خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ لیکن قوم کی مذہبی اور علمی تاریخ میں ان کا ذکر صرف انکے اپنے کاموں کی وجہ سے نہیں آتا بلکہ اس لئے آتا ہے کہ ان کے گرد علماء کا ایک ایسا گروہ جمع ہو گیا تھا جس نے ہماری علمی زندگی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ مثلاً غذائے روح "ضیاء القلوب" "تحفۃ العشاق"۔ لیکن آپ عالم کم تھے صوفی زیادہ۔ آپ نے چشتیہ۔ نقشبندیہ دونوں سلسلوں میں جُداجدا بیعت کی ہوئی تھی۔ لیکن چشتیہ نسبت اکثر غالب رہتی۔

حاجی امداد اللہ صاحب کے دو خلفاء ہیں۔ ایک مولانا رشید احمد گنگوہی

تھے۔ جن کے حالات اور مکاتیب کو مولوی عاشق الٰہی مولوی نے مرتب کیا ہے،
دوسرے مولوی محمد قاسم نانوتوی۔ مولانا رشید بڑے پائے کے عالم تھے، خاموش
حلیم۔ اور خدا رشید تھے۔ وہ حدیث کا درس بھی دیتے تھے اور تعلیم باطنی بھی،
چنانچہ مولانا انور شاہ محدث نے یہ دونوں باتیں ان سے حاصل کیں۔

مولانا محمد قاسم:۔ یہ نانوتہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے حدیث
شاہ عبد الغنی سے پڑھی اور حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت کی۔ اور
سلوک شروع کیا۔ غدر کے بعد آپ بھی کچھ عرصہ کے لئے مکہ معظمہ چلے گئے۔ ان ہی دنوں
وقبہ دیوبند۔ ضلع سہارنپور میں مدرسہ قائم ہوا تھا۔ وہاں آپ گئے اور مدرسہ
کی سرپرستی شروع کی۔ عوام میں زیادہ شہرت انہیں مباحثوں اور مناظروں
کی وجہ سے ہوئی۔ ان دنوں پادری جا بجا اسلام کے خلاف تقریریں کر رہے تھے۔
کوئی اہلِ علم جس کا یہ کام تھا۔ اس طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔ فقط ایک ڈاکٹر وزیر علی
صاحب دہلوی تھے۔ جنہوں نے عیسائیوں کے ساتھ مناظرے میں امتیاز
حاصل کیا تھا۔ انجیل انہیں تقریباً زبانی یاد تھی۔ طرزِ مناظرہ بھی جداگانہ تھا
اور کئی شاگرد انہوں نے پادریوں کے خلاف وعظ کہنے کے لئے تیار کئے تھے۔

مولانا محمد قاسم کو بہت دن جینا نصیب نہ ہوا۔ اور جو وقت انہیں ملا

استحصار کا دلدادہ تھا۔ اس کا بھی بہت سا حصہ مناظروں اور دوسرے ہنگاموں میں خرچ ہوا۔ چند مختصر سے رسالے بھی ان کی یادگار ہیں ان میں بھی مناظرانہ رنگ غالب تھے لیکن قوم کی علمی تاریخ میں ان کا مرتبہ بلند ہے۔ کیوں کہ دارالعلوم دیوبند کا ان کے نام سے انتساب ہی ایک ایسی خصوصیت ہے کہ انکی بناء پر ان کا نام ادب اور احترام سے لیا جائے گا۔ لیکن وہ دکھنی رنگ اور کس پائے کے بزرگ تھے اس کا اندازہ دیوبند کی مٹی سے ہوتا ہے۔

محمدؒ قاسم مدرسہ دیوبند کے اصل بانی نہ تھے۔ لیکن مدرسہ کو ایک شاندار دارالعلوم بنانے کا کام آپ کا تھا۔ مدرسہ کی بنیادیں اس قدر وسیع اور بلند رکھیں کہ ان پر دارالعلوم کی شاندار عمارت تعمیر ہو سکے۔ دارالعلوم کے ابتدائی قواعد و ضوابط آپ نے ترتیب دیئے۔ انہوں نے جو اصول مسلمانوں کے دینی مدارس کے لئے مرتب کئے۔ ان میں روحانی مصلحتوں کو مادی مصلحتوں پر ترجیح دی گئی۔

مولانا محمودالحسنؒ: مولانا محمدؒ قاسم اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے بعد دیوبند کے جس بزرگ نے سب سے زیادہ نام پایا وہ مولانا محمودالحسنؒ تھے جنہوں نے تحریکِ خلافت کے آغاز میں وفات پائی۔ دیوبند میں حصولِ تعلیم

کے بعد پہلے وہاں مدرس اور اس کے بعد صدر مدرس ہوئے۔ آپ کے زمانہ کی ایک قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ علی گڈھ اور دیوبند کے درمیان جو کشیدگی تھی وہ بڑی حد تک رفع ہو گئی۔ انکی نظر دیوبند کی دینی ضروریات پر تھی۔ اسکے علاوہ آپ نے جامعہ ملیہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جو علومِ عصریہ کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک ایسی آزاد درس گاہ تھی۔ جس کا تمام تر نظام عملِ اسلامی خصائل اور قومی محسوسات پر مبنی ہو۔

دیوبند کا مدرسہ مولانا محمد قاسم کے نام پر مدرسہ قاسم العلوم کہلاتا ہے۔ اس کی ابتداء ہنگامۂ غدر سے دس سال بعد ہوئی۔ اسکی ابتداء نہایت معمولی تھی۔ لیکن اللہ کے کرم اور بانیوں کے حسنِ نیت سے جلد ہی اس نے ترقی شروع کر دی۔ مولانا سید قاسم نے شروع ہی سے اسے اپنی سرپرستی میں لیا۔ اس کے علاوہ مولانا محمد یعقوب کو اس مدرسہ کی توسیع میں بڑا دخل ہے۔ شروع شروع میں درس ایک مسجد میں ہوتا تھا۔ جب طلباء کی کثرت ہوئی تو مسجدِ قاضی کے قریب ایک مکان کرائے پر لے لیا گیا۔ پھر دار العلوم کی اپنی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ قوم کے تعلیمی نظام میں منفرد جگہ حاصل کر لی۔ اور آج قدیم طرز کی اسلامی درس گاہ میں سب سے اہم گنا جاتا ہے۔ دیوبند کا مدرسہ حقیقتاً شاہ ولی اللہ کریم

اور شاہ ولی اللہؒ کے درس کی نمایاں خصوصیات کا حامل ہے۔ وہاں پڑھانے والے لوگ زہد و تقویٰ۔ راست گوئی۔ بے ریائی اور بے حرصی میں اسلاف کے بہترین علما و صلحاء کا نمونہ تھے۔

گزشتہ پچاس سال کے حالات دیکھتے ہوئے یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں کہ دیو بند نے قوم کی بڑی مذہبی اور علمی خدمت کی ہے۔ وہاں سے ہزاروں علماء طلباء فارغ التحصیل ہو کر نکلے ہیں۔ جنہوں نے ملک ملک کے کونے کونے میں اسلامی علوم کے چراغ روشن کئے۔ مذہب کی اشاعت کی۔ بدعتوں اور مضر اخلاق خرابیوں کی اصلاح کی۔

دیوبند:۔ ندوہ (اعظم گڑھ) اور علی گڑھ کالج اور یونیورسٹی یہ تینوں مسلمانوں کے دینی و فکری کی بلندی کا پتہ دیتے ہیں۔ ان تینوں نے ایسے ایسے رہنماؤں اور عالموں کو پیدا کیا کہ جنہوں نے علم و ہدایت کی شمع سے ہر طرف اُجالا کر دیا۔

ہندوستان کی روحانی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ہندوستان میں جدید علم و کلام کا آغاز ایک لحاظ سے امام الہند شاہ ولی اللہؒ کے زمانہ میں ہوا۔ انہوں نے ہندوستان کی موجودہ ضروریات کے لحاظ سے اسلامی

مسائل میں اصولی تبدیلیاں کیں۔ عام علماء کی رائے کے خلاف کلامِ مجید کا
ترجمہ نہ صرف جائز قرار دیا۔ بلکہ اس کھٹن اور محنت طلب منزل کو
خود سر کر لیا۔ اس طرح علم تفسیر کے بعض اہم مسائل مثلاً نسخ یا عالم الامثال
کے متعلق وہ اصول اختیار کئے۔ جو گزشتہ علماء کی نسبت نئے طبقے کے خیالات
سے قریب تر ہیں۔ امام الہند ہماری جدید مذہبی اور علمی زندگی کے اصل بانی
تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ انہیں اس سیلاب کا مقابلہ کرنا نہیں پڑا۔ جو جدید تعلیم
مغربی علوم و فنون۔ مشنریوں کے اعتراضات اور نئے سیاسی حالات کی
وجہ سے انیسویں صدی میں ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں آیا اور
جس کا مقابلہ سر سید۔ مولوی چراغ علی۔ اور سید امیر علی کو کرنا پڑا۔ ان
لوگوں کے نزدیک یہ بات تھی کہ اسلام پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کا جواب دیا
جائے اور اسلام کی ترجمانی اس انداز سے کی جائے کہ اس پر اعتراضات وارد
نہ ہو سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انہوں نے اکثر اپنی مباحث پر زیادہ
زور دیا۔ جن پر زیادہ اعتراضات ہوتے تھے۔

یہ مختصر طور پر ان لوگوں کی خدمات تھیں جو لوگ برسوں سے اسلام
اور اس کے ساتھ ساتھ اردو کی خدمت کرتے رہے ہیں، ہماری شاعری بھی

بھی ان خیالات سے خالی نہیں۔ شاعری بھی تصوف کی چاشنی لئے ہوئے ہے۔ اگر ہم اردو شاعری میں تصوف اور اردو نثر میں تصوف کا مقابلہ کریں۔ تو یقیناً بہت طویل بحث ہو جائے گی۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاعری کا دامن بھی تصوف سے بھرا ہوا ہے اور اردو نثر کا بھی۔

دلی کا دبستان شاعری میں نورالحسن ہاشمی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ تصوف اس زمانے کے تمدن میں شعر و شاعری کے ہنگامے کا بہت بڑا محرک ہے صوفیہ اور اس عہد اور اس تہذیب کا ذہنی طبقہ ہیں۔ اور تصوف ہی معیار عقل، علمیت، تہذیب و اخلاق تھا۔ اس زمانے میں ہر طرف عشق و عاشقی کا زور تھا۔ اور عشق ہی کو ذریعہ قرب خداوندی ممکن سمجھا گیا۔ عشق کرنا اور پھر وہاں سے خدا تک پہنچنا عالموں، فاضلوں، شعراء اور ہر صاحب علم کے لئے ضروری ہو گیا چنانچہ ایرانی تہذیب صدیوں اس رنگ میں رنگی رہی۔ اور یہی اثرات بخلیہ عہد حکومت میں ہندوستان میں بھی آ گئے۔ اور یہاں کی تہذیب میں یہ سب باتیں اور بھی مقبول ہو گئیں۔ اس عشق نے تمدنی اور معاشرتی و اخلاقی حیثیتوں سے چاہے جتنے نقصانات پہنچائے ہیں۔ شاعری کو اس نے فائدہ پہنچایا۔ کیونکہ جہاں کہیں عاشق شاعر اپنے عشق کو حقیقی بنانے میں کامیاب ہو گئے وہاں

ان کے کلام میں ایک طرف سادگی پیدا ہوگئی۔ اور دوسری طرف صداقت روح کی تڑپ اور گرمی جھلکتی نظر آتی ہے۔

اردو کے مشہور اور صاحبِ دیوان شاعر ولی دکنی سے پہلے فارسی کا دور دورہ شاہی دربار اور صوفیوں کی خانقاہوں میں تھا کیوں ولی ایک تاریخی ضرورت بن کر سامنے آئے۔ ان کے دیوان میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو ان کے یا دیگر فارسی کے اساتذہ میں پائی جاتی ہے۔ تصوف اور اخلاقی مضامین اس میں ہیں۔ جس طرح تصوف نے اردو نثر پر اثر ڈالا۔ اور اردو نثر میں تصوف کے اثرات پائے جاتے ہیں ایسے ہی اردو شاعری میں بھی تصوف کے اثرات موجود ہیں، چاہے وہ دورِ قدیم ہو یا دورِ جدید۔

درس و تدریس کا سلسلہ خانقاہوں سے بھی لیا جاتا تھا۔ ان خانقاہوں کی آبشاروں سے اسلام اور ایمان کی شادابی حاصل کی گئی تھی۔ اس لئے عام مسلمانانِ ہند کا ایمانی اور اعتقادی تعلق ان ہی خانقاہوں اور ان کے مشائخ سے تھا اور ملازمت کے سلسلہ میں خواہ وہ کسی کے وفادار ہوں مگر مذہبی تحریکوں میں وہ صرف ان خانقاہوں کے ذریعہ ہی حلقہ بگوش

ہوتے تھے۔ ان خانقاہوں کے ذریعہ سے مسلمان فاتحین کو سب کچھ امداد
حاصل ہوئی تھی۔ ان حضرات نے انفرادی طور سے ہندوستان بانچ کو بڑی حد
تک ان کے لئے میدان ہموار کر دیا تھا۔ بزرگوں کی بزرگی اور مذہبی معلومات
اور اسی قسم کے حالات کا اثر تھا۔ کہ مسلمان بادشاہ ان مشائخ کا پورا
احترام کرتے تھے۔ اکثر و بیشتر وہ اپنے وقت کے کسی بزرگ کے حلقۂ ارادت
میں باقاعدہ داخل ہوتے تھے۔ یہی سبب تھا کہ سلطنت کی شان اسی میں
سمجھی جاتی تھی کہ مشائخ اور خانقاہوں کے وظائف مقرر ہوں۔ بڑی بڑی
جاگیریں ان کے لئے وقف ہوں۔ مساجد بنوائی جائیں اور ان کے ائمہ کے
وظائف مقرر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ شاہانِ مغلیہ کو خانقاہوں اور درویشوں
سے بھی تعلق رہا۔

جب تک ہندوستان میں خانقاہوں اور مشائخ کو غیر مسلم اقوام
کے اقتدار سے دوچار ہونا پڑا تو لامحالہ وہی لوگ خانقاہوں کا رخ کرتے
تھے۔ جن کی صادق نیت اور مقصد اللہ ہے، قربانی۔ ایثار اعلاء کلمۃ اللہ
اور ترقی اسلام کے لئے مضطرب ہوتے تھے۔ کیوں کہ پہلے خانقاہیں رہا۔ منبت جہاد

اور اعلا کلمتہ اللہ کے لئے قائم کی۔

خانقاہوں میں اولاً تزکیۂ نفس اور علوم ظاہری کی تعلیم ہوتی تھی۔ مشائخ عموماً علماء ہوتے تھے۔ جن سے علوم ظاہری حاصل کرنے کے لئے تلامذہ جمع ہو جاتے تھے اور جو جاگیریں ان مشائخ یا خانقاہوں کے نام آتی تھیں اُن سے تلامذہ اور مریدوں کا گذارہ ہوتا تھا۔ ان خانقاہوں کے مشائخ تلقین ذکر و اشغال کے ساتھ علوم ظاہری کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ اور تکمیل کے لئے اکثر اوقات طلبہ مزید علم کے لئے مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ یا دیگر ممالک کا قصد کرتے تھے۔

یہ سلسلہ تعلیم و تدریس انفرادی ہوتا تھا۔ اور علوم باطنی کا درس بھی دیا جاتا تھا۔ دولت کی فروانی جب حد سے بڑھ گئی تو سلطان عیش و عشرت کی طرف مائل ہو گئے۔ صوفیہ کرام میں بھی وہ روحانی اور درویشانہ جذبہ نہ رہا اور وقت کے ساتھ ساتھ خانقاہوں میں بھی وہ لوگ داخل ہو گئے جو بظاہر تو صوفی تھے۔ مگر ان کے قلب حُبِ دنیا سے معمور تھے۔ اور رفتہ رفتہ تعلیم و تدریس ختم ہو گئی۔ اور خانقاہیں ظاہری علوم اور مکر و فریب کا ذریعہ بن گئیں۔ حالانکہ بہت سے صوفی ایسے بھی تھے جو صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت کرتے تھے اور ہندوستان کی سرزمین ایسے صوفیوں سے بھری ہوئی ہے جو زندہ بھی رہے تو اسلام

کی عظمت کے لئے اور مرے بھی تو اسلام کی بقاء کے لئے۔

تصوّف بھی وقت کے ساتھ اپنے ارتقائی مدارج طے کرتا رہا۔ اور اس پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ جو سب کی سب تقریباً صوفیوں کے متعلق ہیں۔ ان کے نظریات ہیں ان کے افعال ہیں اگر ایک طرف تصوف نظم میں رچا ہوا ہے تو دوسری طرف نثر میں بھی اس کی مٹھاس موجود ہے۔ تعلیم کا اولین اور قدیم ترین محرک ہر جگہ مذہب رہا ہے۔ اور دنیا کے اولین متقدایان مذہب، عبادت گاہیں، درس گاہیں عموماً درس کا کام دیتی تھیں)، اس کا مقصد صرف یہ ہوتا تھا کہ لوگوں میں مذہبی احکام سمجھنے کی بقدر ضرورت صلاحیت پیدا کی جائے۔ تاکہ مذہبی رسوم کی بجا آوری میں سہولت ہو۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے زبان سے کام لینا پڑتا ہے۔ وہ زبان استعمال کی جاتی ہے جو عام فہم ہو۔ اور عام زبان ہو۔

حیدرآباد دکن۔ جہاں سے علم کے سوتے پھوٹے ہیں۔ جہاں اہل علم اپنی مذہب پیشہ کو کم بھی کرتے تھے اور بھڑکاتے بھی تھے۔ یہ وہ مقام ہے جو گہوارہ اردو ادب ہے۔ تقریباً اٹھی یا نوّے سال پہلے حیدرآباد دکن میں درس و تدریس مخصوص علمی شعبوں تک محدود تھا۔ متقدایان مذہب اپنی عبادت گاہوں میں اپنی خانقاہوں میں اور دکانوں میں درس و تدریس کا کام انجام دیا کرتے تھے۔ اُن

مدارس کا نظام اور نصاب سب کچھ شخصی دلچسپی کے تابع تھا۔

پنڈتوں اور ملاؤں کے ذاتی مدارس کے علاوہ بعض مدارس ایسے بھی قائم تھے جن کی کفالت خود حکومت کرتی تھی۔ یا عوام یا امرا اس کی سرپرستی کرتے تھے۔ زیادہ تر ابتدائی نوشت خواند کے مدرسے ہوتے تھے۔ حکومت اور افراد کے قائم کردہ مدارس کا پتہ اسلامی حکومت دکن کے ابتدائی دور سے ملتا ہے۔

جس طرح جامعہ عثمانیہ کوئی بیدا کی ہوئی چیز نہیں بلکہ ملک کے گذشتہ تعلیمی حالات کی بتدریج ارتقا یافتہ شکل ہے اسی طرح ذریعہ تعلیم کا انتخاب بھی حیدرآباد کے لئے ایک تاریخی اور علمی حیثیت رکھتا ہے۔

حیدرآباد اس زبان سے جو دکنی کہلاتی تھی اس وقت روشناس ہوا جب علاءالدین خلجی کی فتح مند فوجیں پہلے پہل دیوگڈھ اور دولت آباد میں داخل ہوئیں سلطان علاءالدین حسن گنگو بہمنی نے جب دکن میں مستقل سلطنت قائم کرلی تو یہاں اس زبان کی نشوونما کے لئے وسیع مواقع فراہم ہوگئے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس زبان کو عوام میں خاص مقبولیت حاصل ہوچکی تھی۔ حکومت کی زبان تو بلاشبہ فارسی میں تھی لیکن عوام خصوصاً وہ لوگ جو مختلف زبانیں بولتے تھے۔ رفتہ رفتہ اسی

زبان میں بات چیت کر لیا کرتے تھے۔

تصنیف و تالیف شروع ہونے کے بعد یہ زبان رفتہ رفتہ علمی اور ادبی حیثیت اختیار کر گئی۔ چنانچہ عادل شاہی اور قطب شاہی سلطنتوں کے زیادہ عروج میں بھی گیارھویں صدی ہجری کی ابتدا تک اس زبان میں شاعرانہ، فلسفیانہ اور صوفیانہ خیالات کے اظہار کی کافی صلاحیت پیدا ہو چکی تھی۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ شمالی ہند میں ابھی تک علمی زبان فارسی تھی۔ اور اردو میں تصنیف و تالیف کا کام کسی کے دل میں بھول کر بھی پیدا نہ ہوتا تھا۔

سلاطین آصفیہ، شمالی ہند کی تمدنی اور شائستگی کی زبان فارسی اپنے ساتھ لائے تھے۔ لیکن وہ بھی بہت جلد وہاں کے اثرات سے مغلوب ہو گئے۔ اور اسکی سرپرستی کو اپنا فرض سمجھنے لگ گئے۔

حیدرآباد کی تعلیمی ترقی میں اردو کا تقریباً ایک صدی کا ساتھ ہے۔ مدرسہ شجاعیہ، موقوعہ جامع مسجد حیدرآباد، مدرسہ فخریہ اور سب سے آخر میں مدرسہ دار العلوم میں یہی زبان درس و تدریس اور افہام و تفہیم کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔

ہندوستان کے حالات کو دیکھتے ہوئے یہاں پر اصلاح معاشرہ کے لئے مدرسے بہت ضروری تھے۔ مسلم یونیورسٹی کے حلقہ میں اصلاح کا جو نعرہ بلند ہوا تھا

اس نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کی شکل میں جنم لیا۔ اور ادھر اصلاحِ عربی سے متعلق علمائے کرام کے جو خیالات تھے وہ "ندوۃ العلماء" کے مخصوص پیکر میں ظاہر ہوئے۔ اب اس وقت یہی چار درس گاہیں تھیں، جو مسلمانانِ ہند کی تعلیم کے مرکزی ادارے سمجھے جاتے تھے۔ خالص دنیوی درس گاہ دارالعلوم مسلم یونیورسٹی علیگڑھ۔ خالص دینی درسگاہ "ندوۃ العلماء" لکھنؤ۔ دنیوی مگر دینی درس گاہ" جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

ہندوستان میں جس وقت امن وامان کا دور دورہ تھا۔ اسلامی علوم کے مراکز قائم تھے۔ ایسی صورت میں سلاطین ہند کی عام علمی قدردانیوں کا حال سن کر ہر قسم کے علماء کا ہندوستان کی طرف متوجہ ہونا ایک قدرتی بات تھی۔ نیز ہندوستان سے ہر سال حجاج کا قافلہ عرب جارہا تھا۔ حرمین میں حدیث کے حلقوں کا دستور تا یادگار زمانہ سے جاری تھا۔ لیکن یہ ممکن تھا کہ ہندوستان کے علماء حجاز جائیں اور اتنی سہولت سے ان کو حدیث کی سند ان مقامات میں مل رہی ہو۔ اس سے وہ مستفید نہ ہوں۔ اس لئے انہوں نے زیادہ تر تصوّف اور فقہ کی کتابوں کو ہندوستان میں مروج کیا۔ ہندوستان کے بیشتر اکابر صوفیہ پر حدیث کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔

بریلی اور ندوہ کے مختلف الخیال علماء اور ان کے اساتذہ کا سلسلہ حضرت مجددّ الف ثانیؒ تک پہنچا ہے۔ یعنی اکثر وبیشتر علماء کی سندِ حدیث ان تک

پہنچتی ہے۔ یہ دراصل حضرت مجددؒ ہی کا فیض ہے کہ پاک و ہند کے اکثر دینی مدرسے
ان کے شاگردوں کے قائم کئے ہوئے ہیں۔ درسِ نظامیہ کے علاوہ سندھ اور پنجاب
کے بعض علاقوں میں جہاں جہاں دینی مدرسے قائم ہیں۔ وہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی
کا مرتب کیا ہوا نصاب پڑھاتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم بھی حضرت مجددؒ الف ثانیؒ
کے مرید اور معتقد تھے۔ اس طرح تمام علاقے حضرت مجددؒ ہی سے سیراب ہوئے۔

جس طرح اردو شاعری کی ترقی میں صوفیہ کرام کا بہت بڑا حصّہ ہے
اس طرح اردو نثر کی ترقی میں بھی صوفیہ کرام کا بہت حصّہ ہے اور صوفیانہ
ادب بھی بہت ملتا ہے۔ تصوّف کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں جن
میں تذکرے بھی تصنیف کئے گئے۔ اور تصوّف کی اصطلاحات کی توضیحات ملتی
ہیں۔ اور تصوّف کے مختلف سلسلوں کا خاص تعارف ملتا ہے۔ اور تصوف پر کئے
گئے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ اور بعض کتابیں ایسی ہیں جو صوفیہ کے اقوال
پر مبنی ہیں۔ قرآن اور تصوّف کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ یعنی قرآن پاک کی
آیات کے ذریعہ تصوّف کو ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

دورِ جدید میں صوفیانہ ادب میں جو جدید رجحانات پائے جاتے ہیں
اس سلسلہ میں "سلوکِ محمدی" جو میاں ظہورالدین احمد مرحوم پرنسپل بہاءالدین

کالج کی جو نا گڈھ کی تصنیف ہے ۔ اور جو انکے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے ایم
ضیاء الدین نے بڑی شان اور اہتمام سے ۱۹۷۲ء میں کراچی سے شائع کی۔ تصوف پر
جو کتابیں کہ اردو نثر میں چھپ چکی ہیں۔ حسنِ ظاہر کے لحاظ سے بہت خوبصورت
کتاب ہے۔ اور تصوف کے موضوع پر اس میں بعض نئی بحثیں بھی ملتی ہیں۔ اس
کتاب کو اس طرح تحریر کیا گیا ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے لئے زیادہ قابلِ قبول ہو۔
(اس کتاب پر اور مصنف کے حالات پر ہم دوسرے باب میں مفصل تحریر کر چکے ہیں)
اس کتاب کے علاوہ انہوں نے آٹھ کتابیں اور بھی لکھی ہیں۔ لیکن ان سب سے زیادہ
انہیں عزیز یہی کتاب تھی۔

اردو نثر کی ابتداء اور ارتقاء اور ترقی میں صوفیوں اور علماء کا بڑا حصہ ہے
انہوں نے اردو نثر میں مذہبی کتابیں تصنیف کیں۔ تفسیریں لکھیں اور قرآنِ مجید کے
ترجمے شائع کئے۔ یعنی ہر لحاظ سے ہر پہلو سے ہر طرح سے اردو نثر کو ترقی دی۔
لیکن مذہبی قالب میں ڈھال کر تصوف کے علاوہ بھی ایسی کتابیں لکھی ہیں جن
کا مطلب اصلاحِ معاشرہ تھا۔

جہاں تک تصوف اور صوفیانہ ادب کا تعلق ہے پاکستان بننے کے بعد کچھ
عرصہ تک بالعموم لوگوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ گو ضمنی طور پر اسلامیات
سے متعلق کتابوں میں تصوف کا ذکر بھی ہو جاتا ہے۔ مگر جس طرح عہدِ قدیم میں

اسے ایک اعلیٰ ترین قدر حیات کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ بات نہ رہی۔ بالخصوص تقسیم کی تباہ کاریاں موضوع بنی رہیں۔ اور انسانیت کے اس ناسور کا علاج مختلف تجاویز کی شکل میں رونما ہوتا رہا۔ ویسے پاکستان کے گوشے گوشے میں ایسی بے شمار خانقاہیں اور ذاتی کتب خانے ہیں جن میں صوفیہ کے ملفوظات اور تصوف پر عربی فارسی شہ پارے موجود ہیں۔ انہیں بہ صورتِ اصل طبع کرنے یا ان کے تراجم شائع کرنے کا کوئی اہتمام اب تک نہیں کیا گیا۔ چند افراد کی انفرادی کوششیں البتہ بروئے کار آئیں۔ جو نجی طور پر یہ کام کرتے رہے۔ جب مغرب کی سماجی خرابیاں معاشرے کے سامنے آئیں۔ تو ایک طبقہ قدیم مشرقی روایات کے تحفظ اور اسلامیات کی اعلیٰ اقدار کی اشاعت کی طرف متوجہ ہوا۔ چند ادارے بالخصوص اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ اور اسلامیات کے ساتھ ساتھ صوفیانہ ادب بھی سامنے آرہا ہے۔ ان اداروں میں ادارۂ ثقافتِ اسلامی لاہور، ادارہ طلوعِ اسلام کراچی، ادارہ مجلسِ ترقیِ ادب لاہور، اقبال اکیڈمی لاہور کراچی، بزمِ اقبال لاہور، پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی، پاکستان فلاسفیکل کانگریس لاہور، پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی کراچی نے متعدد کتابیں اور تراجم شائع کئے ہیں، جن کا تعلق تصوف اور صوفیانہ ادب سے ہے۔

پچھلے چند سالوں سے عوام میں بھی تصوف کا رجحان کچھ بڑھا ہوا نظر

آتا ہے اور اس کا سبب دراصل معاشرہ کا وہ کرب ہے جس نے زندگی کو فرومایہ
بنا رکھا ہے۔

جہاں تک تصوف پر طبع زاد یا فکری تصانیف کا تعلق ہے زیادہ تصانیف
تو نہیں ملتیں۔ پھر بھی اہلِ فلسفہ کے چند اچھے مضامین اور دو چار کتابیں سامنے آئیں
جن میں خواجہ عباد اللہ اختر کی "علم التصوف" خلیفہ عبدالحکیم کی "فکرِ اقبال" "سلوک مجددی"
جو کہ میاں ظہور الدین احمد مرحوم کی تحریر کردہ ہے۔ ان کے علاوہ ادارہ ثقافت
اسلامی نے حکمتِ رومی "علم التصوف اور اسلام کی بنیادی حقیقت پیش کرکے
صوفیانہ نکات اور مسائل پر بھی توجہ دی۔ ادارہ مجلس ترقی ادب اور تھوڑا بہت
جماعتِ اسلامی کا ادب۔ نیز بزم اقبال اس طرف متوجہ ہیں۔ حال ہی میں جب
کہ پاکستانی قومیت اور اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت کی اہمیت حکومت نے
بھی محسوس کی تو ادارہ ثقافتِ اسلامی نے اور محکمۂ اوقاف کے ذریعہ صوفیہ
بزرگوں کے ملفوظات کی اشاعت اور تصوف پر کتابیں پیش کئے جانے پر
توجہ دی۔ اگر مغربیت، اور اسلام کا وہ تضاد جو نئی نسل کے ذہنوں میں موجود
ہے دور نہ ہو سکا تو تعمیری فکر کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اور بصورتِ دیگر اگر
اگر واقعی خلوص کے ساتھ قوم دونوں میں سے کسی ایک چیز کو نہیں اپنا لیتی تو اپنی
انفرادیت بھی کھو بیٹھے گی۔ تجربات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مغربیت

کہ مغربیت سے احتراز انتہائی ضروری ہے۔ اور اسلامی اقدار اور اپنانا عین مذہب اسلام ہے۔ اگر نئی نسل مذہب میں اپنے آپ کو سمولے گی تو بلا شبہ صوفیانہ ادب اردو تصوّف اعلیٰ ترین اقدارِ حیات پیش کر سکے گا۔ اور اس طرح تصوّف فروغ پائیگا

جس طرح اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے علم الکلام کو پیش کیا جاتا ہے اور ہر اعتراض کا جواب دیتے رہے۔ اس طور سے بعض اکابر صوفیہ ہر دور میں تصوّف کے اخلاقی مسائل کو بہتر طریقوں سے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ دورِ جدید میں جدید علوم کی روشنی میں تصوّف کی حقیقت اور حقانیت کو واضح کرنے کے لئے "سلوکِ محمدیؐ" کے مصنف نے نفسیات اور سماجیات وغیرہ علومِ جدیدہ کی روشنی میں "سلوکِ محمدیؐ" کی تشریح کی ہے۔ گویا انہوں نے تصوّف کی حفاظت اور خدمت کے لئے جدید علم الکلام کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

اس دورِ جدید میں بعض محققین نے اکابر صوفیہ پر کئے گئے اعتراضات کا رنگ تاریخی حقائق اور دلائل کی روشنی میں کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب کا نام سرِ فہرست ہے۔ جنہوں نے مجدّد الف ثانیؒ پر شیخ محمد اکرم کے اعتراضات کو بڑی خوبی سے اور وضاحت سے اور دلائل کے ساتھ اپنی کتاب تحقیقی جائزہ میں ردّ کیا ہے۔ بالفاظِ دیگر اکابر صوفیہ کی تعلیمات و خدمات کو اس دور کے اربابِ تحقیق نے تحقیقی اصولوں کی روشنی میں صحیح طور سے

پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اور اس طرح نہ صرف انھوں نے تصوّف اور صوفیہ کے سلسلوں کی خدمت کی ہے۔ بلکہ اردو نثر کے علمی اور تحقیقی سرمایے میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب نے تصوّف کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اور اردو نثر میں تصوّف کو فروغ دیا ہے۔ انھوں نے کئی ایک کتابوں کے ترجمے کیے۔ اور ملفوظات کو مرتب کیا۔

متصوّفانہ ادب پر مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں اور قدیم مخطوطات کا تفصیلی جائزہ پیش کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اردو نثر نے بھی مطبوعہ متصوفانہ ادب کو فروغ دینے میں اہم خدمات انجام دی ہیں۔

اردو نثر میں تصوّف کی کتابوں کی اجمالی فہرست

نوٹ: گذشتہ ابواب میں تصوّف کی خاص خاص کتابوں پر تبصرہ کیا گیا ہے جو کہ زیرِ مطالعہ رہی ہیں۔ ان کتابوں کے علاوہ بھی اردو نثر میں تصوّف کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

ذیل میں ان کتابوں کی اجمالی فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ تصوّف سے متعلق اردو کے نثری سرمائے کا بھرپور اندازہ لگایا جا سکے۔ اس اجمالی فہرست کی تیاری میں "قاموس الکتب" کے علاوہ بعض مشہور کتاب خانوں کی اجمالی فہرست سے بھی مدد لی گئی ہے۔ بالخصوص نیشنل میوزیم میں موجود کتابیں اس فہرست میں شامل ہیں۔ نیشنل میوزیم کی کتابوں کی فہرست شائع نہیں ہوئی۔ ہم نے خود نیشنل میوزیم کے ذخیرہ سے استفادہ کے بعد اپنی اس اجمالی فہرست میں اضافہ کیا ہے۔

۱۔ ابراہیم علی خاں۔ "زبدۃ الاسرار" ص ۹۱۔ ۱۲۸۰ھ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان

۲۔ ابن تیمیہ: حرانی۔ علامہ امام علی بن عبدالحکیم ف ۷۲۸ھ۔

۳۔ ولی اللہ (اردو) سنہ ۱۹۵۰ء الہلال بک ایجنسی لاہور۔ حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۲۴۴۔

تبصرہ: علامہ نے اس رسالہ میں اللہ عزوجل کے محبوں اور دوستوں کے خصائص و اعمال بیان کئے ہیں۔ اور بتایا ہے کہ ولی اللہ وہی ہوسکتا ہے جو رسول اللہ کی شریعت الہیہ کی پوری پوری اتباع کرے۔ عقل چوں کہ ولایت کا ایک جزو لاینفک ہے اس لئے جو شخص جوہر عقل و دانش سے بے بہرہ ہو وہ انسانیت کے درجہ سے بھی گر جاتا ہے۔ ایسے کو ولی اللہ کہنا قوم کا بھی یاس انگیز عقلی اختلاط ہے۔

۴۔ ابن تیمیہ: حرانی۔ علامہ امام احمد بن عبدالحکیم۔ "درجات الیقین" ص ۱۴۔ ۱۹۲۵ عبدالغنی تاجر کتب لاہور

تبصرہ: اس کتاب میں کتاب و سنت سے یقین کے تین مراتب علم الیقین

عین الیقین ۔ حق الیقین قرار دے کر ہر ایک کی تشریح کی ہے ۔ اس سلسلہ میں مراتب وجد و ذوق ، حلاوتِ ایمان ۔ محبتِ خدا اور توحید اخلاص کی بھی توضیح کی ہے ۔ ترجمہ کے آخر میں متن کتاب کا بھی ہے ۔

۵ ۔ ابن تیمیہ : حرانی ۔ علامہ امام احمد بن عبدالحکیم ۔ زیارت القبور اردو ترجمہ مع متن ص ۷۸ ۔ ۱۳۰۴ھ محمد شریف عبدالغنی ۔ لاہور ۔ حوالہ: لباب المعارف العلمیہ جلد ۲ ۔ ص ۳۴ و فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۲۷۰ ۔

متعلق : قبور کی زیارت کا مشروع طریقہ کی تفصیلات اس میں ہیں ایک استفتاء بدعات قبور ، غوث و قطب کے متعلق کسی کا دریافت کیا ہوا ہے ۔ اس کا شرعی حکم علامہ نے فتویٰ کی صورت میں یہ دیا ہے جس کا نام زیارت القبور والاستمداد بالقبور ہے ۔

۶ ۔ ابن الجوزی ۔ شمس الدین ابوالفرج بن الجوزی ۔ تلبیس ابلیس الا کشف الناموس ص ۵۳۲ ۔ ۱۳۲۳ھ فاروقی پریس دہلی ۔ حوالہ : فہرست مکتبہ مشرقیہ پشاور جلد ۱ ص ۱۸۰ ۔

۷ ۔ ابوالحسن : فریدآبادی ۔ مولانا ۔ ترجمہ فوائد سعدیہ ۔ مصنفہ قاضی ارتضا علی خان گوپاموی ۱۹۱۰ نولکشور لکھنؤ ۔ حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۹۰ ۔

۸ - ابوالحسن، فرید آبادی - مولانا - ترجمہ "فتح الغیب" (مصنفہ غوث الاعظم
محی الدین جیلانی) ص ۱۴۸ - ۱۳۱۴ھ - محمدی پریس لاہور حوالہ: فہرست کتب
خانہ عام اہل اسلام مدارس نمبر ۴۱۶ ۳ نوٹ: ۷۷ مقالات کا مجموعہ

۹ - ابوالحسن، فرید آبادی - مولانا - "ترجمہ عوارف المعارف" (مصنفہ
شیخ شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ھ) جلد ۲ - ص ۳۲۲ - ۱۸۹۱ء
نولکشور لاہور

تبصرہ: شیخ الشیوخ کی اعلیٰ ترین تصنیف سے ہے - ائمہ صوفیہ نے اسے
معرفت و سلوک کی تعلیم کے سلسلہ میں امہات الکتب قرار دیا ہے - دس
ابواب پر مشتمل ہے - اعتقادات - متصوفانہ کلام - معارف اصطلاحات صوفیہ
مستحسنات صوفیہ - آداب - اعمال - اخلاق - مقامات احوال و خاتمہ

۱۰ ابوالحسن بن شاہ حبیب اللہ: سکہ انجمن ۱۰۲۵ھ حوالہ تذکرہ اردو
مخطوطات (ڈاکٹر زور) جلد ۳ ص ۶۲ -

۱۱ - ابوالحسن شاہ، احمدی - رسالہ سلوک عجیبہ و غریبہ، ۱۳۰۷ھ
حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۰۶

۱۲ - ابوالحسن شاہ، احمدی - چار ادعیہ تصوف، ص ۵۷۸ - ۱۳۰۸ھ
مطبوعہ لکھنؤ - حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن ص ۲۱ -

۱۳۔ ابوالحسن شاہ ۔ احمدی ۔ رسالہ اثبات سلوک تقریظات ص ۸۰ ہ ۱۳۰۷ھ مطبوعہ لکھنؤ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۰۔

۱۴۔ ابوالحسن ۔ خواجہ ۔ رسالہ تصوف ۔ فارسی اردو ۔ حوالہ فہرست کتب خانہ عام اہلِ اسلام مدارس ص ۶۸۔

۱۵۔ ابوالحسن ۔ رازی ۔ ترجمہ تحفۃ النصائح ۱۲۴۵ھ ۔ قلمی ۔ حوالہ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۴۶ ۔ ۱۴۔

۱۶۔ ابوالحسن سید ۔ عزلیفۃ البیعت ۔ ص ۴۵ سنہ ۱۲۹۷ھ رحمانی پریس حیدرآباد دکن

۱۷۔ ابوالحسن، جیلانی ۔ سید ۔ اشرف ۔ قاب قوسین ۔ مشمولہ جراء النجات مع رسائل ص ۹۰۲ ۔ ۱۳۱۹ قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ ۔ ص ۵۱۸۔

۱۸۔ ابوالخیر : سید محمد ۔ تصوف اسلام اقوال صوفیائے کرام ص ۹۶ سنہ ۱۹۵۷ء خجستا اسٹور اورنگ آباد دکن۔

۱۹۔ ابوسراج ۔ مترجم ۔ انیس الاشباح ۔ ترجمہ مولانا مونس الارواح ص ۵۶ سنہ ۱۳۱۵ھ نامی پریس لکھنؤ۔

تبصرہ: جہاں آرا بیگم بنت شاہ جہاں کی تصنیف ہے ۔ اس کا ترجمہ فوق کا بھی ہے جس کو میر قربان علی بسمل دہلوی نے شاہجہانی پریس سے ۱۹۲۴ء میں شائع

کیا تھا ۔

۲۰ ۔ ابوسعید ۔ محمد ۔ دہلوی ۔ ھدایتہ الطالبین ۔ ص ۱۰۸ مطبوعہ کتب خانہ حسنی الحسینی ٹنڈو آدم ملک عبداللہ شاہ حکیم ۔

۲۱ ۔ ابو العلا : احراری ۔ شاہ اکبر آبادی ۔ رسالہ تصوف ۔ ص ۴ قلمی ۔ حوالہ ۔ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۲۵۴ ۱/۴ ۔

۲۲ ۔ ابو محمد مصلح : عبادت الٰہی ۔ ص ۳۲ ۔ رہبر دکن پریس حیدرآباد دکن

۲۳ ۔ ابو محمد مصلح ، محبت الٰہی ص ۳۲ ۔ رہبر دکن پریس ۔ حیدرآباد دکن ۔

۲۴ ۔ ابو المعالی ۔ قادری ۔ لاہوری ۔ تحفہ قادریہ ۔ ترجمہ رسالہ زعفران حوالہ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۱۹ ۔

۲۵ ۔ ابو المعالی ۔ قادری ۔ لاہوری ۔ چہار گلزار قادری ۔ حوالہ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۱۹ ۔

۲۶ ۔ ابو المعالی ۔ قادری لاہوری ۔ مونس جان ۔ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ۔ ص ۱۹

۲۷ ۔ ابو المعالی ۔ قادری ۔ لاہوری ۔ گلدستہ باغ ارم ۔ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۱۹ ۔

۲۸ ۔ ابو النجیب ۔ قادری لاہوری ، شواھد نجیبی ۔ حوالہ : نفحات العنبریہ ص ۲۱۰

۲۹ - ابو الحبیب ، قلندر - رامپوری - گیان جدید ہندی - سنہ ۱۰۸۲ھ : حوالہ

نفحات العنبریہ ص ۲۱۰ -

۳۰ - ابو الحبیب ، قلندر - رامپوری - محوذات بنجی - سنہ ۱۰۸۲ھ - حوالہ

نفحات العنبریہ - ص ۲۱۰

۳۱ - ابو الہدیٰ : الحقیقت الباہرہ - فی اسرار الشریعت الطاہرہ - مطبوعہ

دہلی - حوالہ : فہرست کتب خانہ حسنی حسینی - حکیم شاہ عبد اللہ شاہ طوآدم

۳۲ - ابوالہدیٰ - اسرار نماز (امام غزالی) حوالہ فہرست کتب خانہ سرکار الکمال

حیدرآباد دکن ص ۲۴ -

۳۳ - احتشام الحسن - کاندھلوی - مولانا - حقیقت ذکر - ص ۲۷۳ - سنہ ۱۹۵۴ء

فہرست انجمن ترقی اردو جامع مسجد - دہلی - ص ۲۵ -

تبصرہ : اس کتاب کے آغاز میں ذکر کی حقیقت اور اسکی فضیلت کی بحث بیان کی گئی ہے - اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرض عبادت سے مقصود ذکر الٰہی ہے اس کے ضمن میں نماز - روزہ - حج - عبادت - جہاد وغیرہ کی حقیقت بیان کی ہے - پھر بات متعلقہ اسمائے حسنہ ، کلمہ طیبہ - صلوٰۃ التسبیح ، دعا وغیرہ کا بیان ہے

۳۴ - احسان الدین ، محمد - الاحسان - سنہ ۱۹۲۸ء الناظر بک ڈپو

ایجنسی لکھنؤ - حوالہ فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۱۴۱ - دالفہرست ص ۱۹

تبصرہ : لفظ صوفی کی تشریح اور علمی تصوف کی ابتداء اور تدریجی ترقی کی کیفیت

اس میں پیش کی گئی ہے۔

۳۵ - احمد اللہ - برنی - اکبر آبادی ، منشی - پیشکار کلکٹری ۔ "روح جذبات" ۱۹۲۵ء

ابو العلائی پریس آگرہ ۔

۳۶ - احمد اختر - سما دعو سماچار - ص ۳۲ - ۱۸۸۷ - گلشنِ ہند پریس دہلی -

۳۷ - احمد اختر - صوفی - مرزا صاحب عالم - مجموعہ تصوف ۱۲۲۶ھ حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدر آباد دکن جلد ۴ ص ۶۸۶ -

۳۸ - احمد اختر - فریدی - مجموعۂ تصوف قلمی ۱۲۹۲ھ حوالہ - فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جلد ۳ ص ۲۱۲ - نوٹ جمع کردہ قربان علی شاہ قادری

۳۹ - احمد جان - ف ۱۳۱۰ھ - طبِ روحانی ۱۲۹۵ھ - حوالہ - فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۱۱۴ -

۴۰ - احمد حسن - جالندھری - مفتی - احسن الکلام ۱۳۱۲ھ - چشمۂ بربیاں پریس امرتسر -

۴۱ - احمد حسن - نقوی - فیضِ سبحانی - ترجمہ الفتح الربانی ص ۳۱۲ - ۱۹۵۷ء مطبع مجتبائی پریس دہلی -

تبصرہ : غوث اعظم محی الدین عبد القادر گیلانی کے ۶۲ وعظوں کا مجموعہ ہے ۱۶ صفحات کا دیباچہ جس میں شیخ اعظم کی سوانح زندگی بیان کی گئی ہے

۴۲ - احمد حسن - تہذیب السالکین : ص ۲۲۰ - ۱۳۳۷ھ امداد المطابع

حوالہ: فہرست کتب خانہ عباسی - کراچی نمبر ۳۹ -

۴۳ - احمد حسین - ترجمہ کتاب الاربعین فی اصول دین (امام غزالی) حوالہ - فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۱۹۲ -

۴۴ احمد حسین - جواھر مجددیہ (مع سوانح عمری) حوالہ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص - ۷

۴۵ - احمد حسین - جواھر معصومیہ - حوالہ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۷ -

۴۶ - احمد حسین - عقائد مجددیہ - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۷ -

۴۷ - احمد رضا خان: بریلوی - مولانا - برکات الامداد لاهل الاستمداد - ص ۳۲ - ۱۳۱۱ھ اھل سنت والجماعت پریس دہلی.

۴۸ - احمد رضا خان - بریلوی - مولانا - الیاقوتۃ الواسطہ فی قلب عقد الرابطہ - ص ۲۴ - ۱۳۰۴ھ اھل سنت والجماعت پریس - دہلی.

۴۹ - احمد علی شاہ - اسرار الفقراء (در بیان تصویر شیخ) - ص ۶۴ - گلزار حسنی پریس بمبئی -

۵۰ - احمد علی، لوہانکی - سراج المجالس - ص ۲۴ - ۱۳۱۶ھ - حوالہ فہرست سردار الحکماء حیدرآباد دکن ص ۲۰۵ -

۵۱ - احمد علی - مترجم - ترجمہ غلامتہ العلم والسلوک (امام غزالی) ص ۲۴ - ۱۸۸۱ء مطبوعہ لکھنؤ

۵۲ - احمد علی: احراری، رامپوری سید، فوائد بسم اللہ خوانی

ص ۱۲۶۔ ۱۲۸۴ھ قلمی ۔حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۷۳۔

نوٹ: اس رسالہ میں بسم اللہ پڑھنے کے فوائد جمع کئے گئے ہیں۔

نمونہ: میرے دل میں ہر دم ہو یاد رسول، سدا ہو سینہ میں حب بتول
تصور رہے مرتضیٰ کا مدام ۔شہیدوں کے غم میں ہوں صبح و شام
دم مرگ تک محو حب نبی ۔ مجھے دکھ تمنا ہے میری یہی

۵۳۔ احمد علی۔ چشمۂ فیض مثنوی ص ۲۴۴۔ ۱۳۰۶ھ ۔عطاء الرحمٰن پریس ...

۵۴۔ احمد علی۔ صوفی ۔ تحفۃ الصوفیہ۔ ص ۱۶۔ ۱۳۵۴ھ ۔اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن

۵۵۔ احمد علی خاں، حکیم۔ اسرار التصوف مع مثنوی ناز و نیاز حصہ اول دوم ص ۴۴۳۔ ۱۳۱۱ھ مطبوعہ لکھنؤ ۔حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۲۔

۵۶۔ احمد علی شاہ۔ قادری ۔ گلشن عشق ۔ ص ۳۸ ۔قلمی حوالہ: رسالہ نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۴ء ۔ ص ۷۹۔

نمونہ: ہر ایک شئی معنی ہے الحمد کا + لو الحمد معنی ہے دل بند کا

نوٹ: ڈاکٹر مولوی عبدالحق کی فہرست میں یہ کتاب ہے ۔نمبر ۷۸۶/۱۴

۵۷۔ احمد مکرم: کرامت لطائف۔ مطبوعہ دہلی

۵۸۔ وحید الدین بیگ مرزا ۔سجادہ نشین ۔درگاہ شاہ ابوالعلیٰ اکبرآبادی ۔ اسرار التصوف ۔ص ۶۴ ۔ ۱۹۲۵ء ابوالعلائی پریس آگرہ

۵۹۔ اختر۔ خواجہ عبیداللہ۔ علم تصوف سنہ ۱۹۵۱ء۔ اتحاد پریس لاہور۔

تبصرہ: اس میں قرآن اور اسوۂ حسنہ کو تصوف کی اصل جان کر اسکی حقیقت واضح کی ہے۔

۶۰۔ اختر۔ خواجہ عباداللہ۔ یادگارِ دستگیر۔ ترجمہ غنیۃ الطالبین

حوالہ فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ۱۷۵۔

۶۱۔ اداۃ السواء الطریق۔ سنہ ۱۹۰۰ء۔ مطبع کنز العلوم لکھنؤ۔

۶۲۔ اربعہ عناصر الوجود، ص ۸۔ اواخر سنہ ۱۳ھ حوالہ: تذکرہ اردو

مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ا ص ۱۹۷۔

تبصرہ: وجودِ آدم کے چار عناصر۔ شریعت طریقت۔ حقیقت۔ معرفت

کابیان اور واجب الوجود۔ ممکن الوجود۔ ممتنع الوجود اور عارف الوجود

کی بحث کی گئی ہے۔

۶۳۔ ارادہ۔ حوالہ: مجموعہ رسائل التحد۔ ص ۱۱۔

۶۴۔ ارشاد المسترشدین۔ حوالہ: الفہرست ص ۱۱۷۔

۶۵۔ ارشاد۔ حوالہ۔ عہد عثمانی میں اردو کی ترقی ص ۱۹۷۔

۶۶۔ ارشادِ اعظم۔ ترجمہ قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبد الحق

نمبر ۴۳۔ : ۱۴۔

۶۷۔ ارشاد السالکین۔ مطبع انوار محمدی الہ آباد

۶۸۔ ارشاد الطالبین۔ مطبع انوار محمدی الہ آباد۔ حوالہ: فہرست

کتب خانہ قدیمہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن ص ۔ ۳۔

۶۹۔ ارشاد المومنین: ۱۲۸۵ھ قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق
نمبر ۸۱۹ : ۱۴۔

۱۸۶۸

۷۰۔ ارشادات: قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن نمبر

۷۱۔ ارشاد مرشد۔ مع شجرہ چار خاندان: حوالہ: فہرست اللہ والے کی
قومی دکان لاہور ص ۳۶۔

۷۲۔ اسد الرحمن: قدوسی۔ مولانا۔ علم عرفان۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ
ص ۲۸۳۔ حوالہ فہرست عباسی کتب خانہ کراچی ص ۱۶۔

۷۳۔ اسد الرحمن۔ قدوسی۔ مولوی۔ جہاں نما۔ ص ۲۵۲۔ مکتبہ دانش لاہور۔

۷۴۔ اسد الرحمن: قدوسی۔ مولوی۔ معارف و طریقت۔ مکتبہ دانش لاہور

۷۵۔ اسد الرحمن: قدوسی۔ مولوی۔ اطمینانِ قلب: مکتبہ دانش لاہور

۷۶۔ اسرار الحق۔ شاہ غلام نبی۔ عربت۔ معرفت کا تازیانہ ۱۳۲۸ھ
۷۷ مطبع حقانی دہلی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۵۶۰۔ ۱۴۔

۷۷۔ اسرارِ احمدی۔ دکنی۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر عبدالحق نمبر ۵۶۱ ب

۷۸۔ اسرارِ تصوف: ص۔ ۲۰ قلمی۔ حوالہ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر
مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف $\frac{1}{220}$ ۔

۷۹۔ اسرارِ توحید: قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ۔ آصفیہ۔ حیدرآباد
دکن۔ جلد ۱ ص ۵۰۲۔

۸۰ - اسرارِ حقیقت - ص ۱۱۴ - قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۹۴۴ -

۸۱ - اسرار - دکنی - گل محرفت: قلمی حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۴۷۱ - ۱۴ -

۸۲ - اسرارِ روحانی: حوالہ فہرست کتب خانہ قدیمہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن، ص ۴۲ -

۸۳ - اسرارِ رحمانی: سنہ ۱۹۵۶ء دفتر رسالہ مولوی دہلی -

۸۴ - اسرارِ شریعت: حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہلِ اسلام مدراس نمبر ۳۴۰۶ -

۸۵ - اسرارِ طریقت: ترجمہ عین الفقر - مطبع کشمیری لاہور - حوالہ: الفہرست ص ۱۱۵ -

۸۶ - اسرار الخفی الغیب ترجمہ مظہر العجائب مطبع حیدری حیدرآباد دکن

۸۷ - اسرارِ قادری - تاریخی کتب خانہ لاہور - حوالہ: الفہرست ص ۱۱۷ -

۸۸ - اسرار العارفین: ترجمہ دلیل العارفین - حوالہ: الفہرست ص ۱۱۷
نوٹ: راگ کا مباح ہونا -

۸۹ - اسیر - مولانا علی احمد خان - بدایونی - پروفیسر سینٹ جانس کالج آگرہ دارالعلم کراچی ۱۹۵۶ء)

۹۰ - رسالہ وجودیہ - ترجمہ اردو - (مصنفہ شاہ ابوالعلا احراری) ص ۴ - ۱۹۳۰ء - آگرہ اخبار پولیس آگرہ -

نوٹ: اس کا قلمی نسخہ فارسی کا کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو میں محفوظ ہے)

۹۱۔ اشرف علی۔ محمد۔ کمالاتِ اشرف۔ مطبع انوارِ احمدی۔ الہ آباد۔ حوالہ: فہرست کتب کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔ ص ۲۸۔

۹۲۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ احکام التجلّی۔ اشرف العلوم دیوبند۔

۹۳۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ ارواح ثلاثہ۔ اشرف العلوم دیوبند۔

۹۴۔ اشرف علی تھانوی۔ مولانا۔ ذکرِ محمود۔ اشرف العلوم دیوبند۔

۹۵۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ خصوص الکلم۔ فی حل فصوص الحکم۔ ۱۳۳۸ھ اشرف المطابع تھانہ بھون۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص۔ ۱۹۲۔

۹۶۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ انوار الحسین ریاحین البساتین حصہ سوم۔ سنہ ۱۳۳۸ھ اشرف المطابع تھانہ بھون۔

۹۷۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ جمال الاولیاء۔ کتاب لا جع علامات اولیا۔ اشرف المطابع تھانہ بھون۔

نوٹ: شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی کی کتاب جامع کرامات اولیاء کی تلخیص ہے۔"

۹۸۔ اشرف علی تھانوی۔ مولانا۔ آئینہ تربیت۔ خلاصہ تربیت السالکین ص ۱۱۶۔ ۱۹۲۷ء تجلّی پرنٹنگ پریس ورکس دہلی۔ حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ۔ ص ۲۶۔

۹۹۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ معارف المعارف۔ ترجمہ عوارف المعارف جلد اوّل مطبوعہ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ مجلس دستور ساز پاکستان مطبوعہ ۱۹۵۳۔ ص ۶۔

۱۰۰۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ التشرف لمعرفتہ۔ احادیث التصوف حصہ اوّل سنہ ۱۳۲۶ھ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۹۰۔

۱۰۱۔ التشرف لمعرفتہ احادیث التصوف: حصہ دوم اشرف العلوم دیوبند حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۱۹۲۔

۱۰۲۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ التشرف لمعرفتہ احادیث التصوف اشرف العلوم۔ دیوبند۔ حصہ دوم۔

۱۰۳۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ التشرف لمعرفتہ احادیث التصوف حصہ سوم۔ اشرف العلوم دیوبند۔

۱۰۴۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ التشرف لمعرفتہ احادیث التصوف حصہ چہارم اشرف العلوم دیوبند۔

۱۰۵۔ اشرف علی تھانوی۔ مولانا۔ اماثل الاقوال لافاضل الرجال اشرف العلوم۔ دیوبند

۱۰۶۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ مسائل السلوک۔ ص ۲۰۸۔ ۱۳۲۷ھ اشرف المطابع تھانہ بھون۔

۱۰۷۔ اشرف علی تھانوی۔ مولانا۔ من کلام۔ ملک الملوک۔ ص۔ ۲۲۰۔ حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴۔ ص ۱۹۴۔

۱۰۸۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ وقید السبیل۔ حوالہ فہرست کتب خانہ صدیق بک ڈپو لکھنو ص ۲۹۔

۱۰۹۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ خاتمہ بالخیر۔ اشرف العلوم دیوبند

۱۱۰۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ التکشف عن مہمات التصوف دار الاشاعت لاہور

۱۱۱۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ تربیت السالک۔ ۳ حصے ادارہ اشرف العلوم کراچی۔ حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو ص ۲۷۔

۱۱۲۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ اصلاح طلب سنہ ۱۳۶۰ھ اشرف العلوم دیوبند۔

۱۱۳۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق سنہ ۱۳۴۷ھ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۱۹۰۔

۱۱۴۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ اصلاحِ خیال سنہ ۱۳۶۰ھ اشرف العلوم دیوبند

۱۱۵۔ اشرف العلوم۔ تھانوی۔ مولانا۔ ملحوظات و محفوظات: حصہ دوم و سوم۔

۱۱۶۔ اشرف علی۔ تھانوی۔ مولانا۔ ترجمہ وحدۃ الوجود و الشہود (شاہ ولی اللہؒ) ص ۲۸۔ سنہ ۱۳۳۴ھ: حوالہ: فہرست کتب خانہ عباسیہ کراچی ص ۲۷۔

۱۱۷ - اشرف علی - تھانوی - مولانا - الاحیاء حصہ اوّل سنہ ۱۹۳۶ء النواد احمد
پریس الہ آباد

۱۱۸ - اشرف علی - تھانوی - مولانا - الاحیا حصہ دوم ۱۹۳۶ء حوالہ: فہرست گنتی
کتب خانہ انجمن ترقی اردو -

۱۱۹ - اشرف علی - تھانوی - مولانا - تکمیل الیقین - حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو
لکھنؤ ص ۲۸ -

۱۲۰ - اشرف علی - جتبیٰ - سید - کلیدِ دانش - قومی کتب خانہ لاہور -
حوالہ - فہرست گنتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو - ص ۱۸۳ -

۱۲۱ - اشرف علی - جتبیٰ سید - تحمیل قصد السبیل - قومی کتب خانہ
انجمن ترقی اردو ص ۱۸۳ -

۱۲۲ - اصغر علی سید - رموز العاشقین - ص ۱۷ - ۱۲۰۰ ھ - حوالہ:
کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست
ص ۲۵۰ - آغاز: وسکی ہو جمع بسم اللہ + بول کو لا الہ الا اللہ

۱۲۳ - اعجاز حسین: - لکھنوی - ایم - اے - آئینہ معرفت سنہ ۱۹۳۲ء حوالہ:
فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدر آباد دکن جلد ۴ ص ۱۹۰
نوٹ: (اردو شاعری میں تصوّف)

۱۲۴ - اعجاز حسین لکھنوی - ایم - اے - لعبادت العیون - ص
۱۲۸ - سنہ ۱۳۲۷ھ - وکٹوریہ پریس بدایوں -

۱۲۵ - اعجاز - اعجاز قادری - مطبوعہ

۱۲۶- افتخار علی - سفر در وطن - سنہ ۱۸۸۶ء - حوالہ: الفہرست ص ۱۱۸-

۱۲۷- اکبر - مولانا شاہ محمد اکبر داناپوری - ارادہ - ص ۱۸۲ - ۱۸۹۳ء مطبع شوکت شاہجہانی - آگرہ - حوالہ فہرست کتبخانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۰ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۹۶۱ -

۱۲۸- اکبر حسین شاہ - رویتِ حق، ص ۳۲ - سنہ ۱۱۹۲ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۱۰۶/۲ -

۱۲۹- اکرام اللہ - اکبرآبادی - مولوی داستان تاریخ اردو) شجرہ مولوی احمد اللہ شاہ قادری - خلیفہ محراب شاہ قلندر گوالیری مع تکلیمات سلسلہ ص ۸ - ۱۸۵۰ء قلمی کتب خانہ منعیان گوپامو -

۱۳۰- اکسیر القلوب: ترجمہ مفرح القلوب - مطبوعہ بمبئی -

۱۳۱- آگاہ - محمد باقر - ویلوروی - مولانا شجرہ طیبہ جنیدیہ قادریہ - قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ - ص ۱۴ھ

۱۳۲- آل احمد - لخیم لتقدیس النخیم: سنہ ۱۳۲۰ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۵۷۰-

۱۳۳- آلِ حسن - قنوجی - مولانا - رسالہ آدابِ بیعت - حوالہ تذکرہ علمائے ہند - ص ۲۵۵ -

۱۳۴ - الآیۃ الکبریٰ - ۱۳۰۶ھ : حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جلد ۴ ص ۵۰۰ و فہرست سردار الحکماء - حیدر آباد دکن ۱۲۷۸ھ -

۱۳۵ - الٰہ دین - منشی فاضل - ترجمہ آداب الطالبین (خواجہ شیخ محمد چشتی) ص ۴۴۳ ۱۳۰۸ھ مطبوعہ لکھنؤ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۰ و فہرست گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو ص ۲۸ -

۱۳۶ - الٰہ دین - منشی فاضل - ترجمہ حالاتِ عشق (قاضی حمیدالدین ناگوری (ص - ۴۴۳ - ۱۳۰۸ھ مطبوعہ لکھنؤ -

۱۳۷ - الٰہ دین - منشی - فاضل - ترجمہ چہل مکتوب - شیخ عثمان جالندھری ص ۴۴۳ - ۱۳۰۸ھ مطبع مصطفائی لکھنؤ -

۱۳۸ - الیاس برنی - مولانا - محمد - اسرار حق - ص ۳۷۶ ۱۹۲۱ء یونیورسٹی پریس علی گڑھ

۱۳۹ - امام الدین - فاروقی - شاہ - مراۃ خوارق و عادات - ص ۱۳ ۱۳۰۶ھ مطبوعہ لکھنؤ - حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۲ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۲۱۵ -

۱۴۰ - امام الدین - چشتی - عارف - گنج عارف - ص ۸۴ قبل ۱۸۵۱ء حوالہ تذکرہ اردو مخطوطات - ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۲۸۶

تبصرہ: وقیدہ عطار جو عارفانہ اشعار کا مجموعہ ہے اس کی کامیاب تضمین دکنی میں ہے جس میں تصوف و موعظت کے مضامین ہیں۔

۱۴۱- امام الدین۔ ترجمہ مراۃ القلوب طالبین۔ مطبوعہ بمبئی۔

۱۴۲- امام الدین احمد۔ سراج الفقراء۔ ص ۹۰۲۔ ۱۳۰۲ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۳۴۳۲ -

۱۴۳- امان خان۔ شاہ۔ محمد۔ جلوہ جمال۔ حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۱۳۷۶ -

۱۴۴- امجد علیخان۔ حکیم۔ کنز المعرفت ۱۲۰۸ھ حوالہ: فہرست کتبخانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن۔ جلد ۲۔ ص ۱۳۹۶۔ و فہرست سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۳۳۱۸ -

۱۴۵- امداد اللہ۔ مہاجر۔ مکی۔ مولانا۔ کلیات امدادیہ۔ مکتبہ دار التبلیغ دیوبند۔

۱۴۶- امداد اللہ۔ مہاجر۔ مکی۔ مولانا۔ رسالہ وحدۃ الوجود مکتبہ دار التبلیغ دیوبند۔

۱۴۷- امداد اللہ۔ مہاجر۔ مکی۔ مولانا۔ ارشاد مرشد۔ ص ۱۶۔ ۱۸۸۲ء مکتبہ مجتبائی دہلی۔ حوالہ کیٹلاگ برٹش میوزیم لائبریری لندن

۱۴۸- امداد اللہ۔ مہاجر۔ مکی۔ مولانا۔ جہاد اکبر۔ مکتبہ دار التبلیغ دیوبند۔ حوالہ۔ فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس۔ ص ۶۷۔

۱۴۹ - امداد اللہ - مہاجر - مکی - مولانا - ضیاء القلوب - مکتبہ دار التبلیغ دیوبند

۱۵۰ - امداد اللہ - مہاجر - مکی - مولانا - نالۂ امداد غریب - مکتبہ دار التبلیغ دیوبند

۱۵۱ - امداد اللہ - مہاجر - مکی - مولانا - غذائے روح - ص ۱۰۸ - سنہ ۱۸۷۰ء

مکتبہ دار التبلیغ - دیوبند -

۱۵۲ - امداد اللہ - مہاجر - مکی - مولانا - سفر در وطن - ص - ۱۲ - سنہ ۱۹۱۰ء

فخر المطابع لکھنؤ -

۱۵۳ - امداد اللہ - مہاجر - مکی - مولانا - فیصلہ ہفت مسئلہ - ص ۱۲

سنہ ۱۹۱۰ء - کتب خانہ عزیزیہ - دیوبند - حوالہ: مجموعہ رسائل لتحہ ص ۱۸۱ -

۱۵۴ - امداد علی - علوی - تھانہ بھون - سیر السلوک - ص ۴۳

سنہ ۱۳۱۰ھ - حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں

کی وضاحتی فہرست ص ۲۷۷ -

۱۵۴ - امداد علی - علوی - تھانہ بھون - رائحہ الٰہیہ (مولانا جامیؒ)

ص ۸۰ - سنہ ۱۳۰۰ھ - حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی

کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۷۷ -

۱۵۵ - امداد علی - علوی - تھانہ بھون - خلعت الہیہ - ص ۳۴

سنہ ۱۳۱۰ھ - حوالہ - کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں

کی وضاحتی فہرست - ص ۲۷۷

آغاز: حمد کب حق کی ہو سکے واللہ + اللہ لا الٰہ الا اللہ

۱۵۶۔ امداد علی ۔ نور الھدیٰ ۔ ص ۴۲ ۔ سنہ ۱۲۸۵ھ ۔ مطبع نولکشور لکھنؤ ۔

۱۵۷۔ امداد علی ۔ تحفۃ الصالحین ۔ ص ۱۳۱ ۔ سنہ ۱۲۷۶ھ ۔ سلطان المطابع بمبئی

۱۵۸ ۔ امیر اللہ ۔ فاروقی ۔ فوائد مفیدہ ۔ سنہ ۱۳۰۷ھ ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدر آباد دکن ۔ جلد ۱ ص ۵۱۸ ۔

۱۵۹ ۔ امیر علی ۔ ضیاء القلوب ۔ ص ۱۵۸ ۔ مطبع نولکشور لکھنؤ ۔

۱۶۰ ۔ امین ۔ جامع الاکتساب ۔ قبل سنہ ۱۲۰۰ھ ۔ حوالہ ۔ تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۳ ص ۱۳۹ ۔

۱۶۱ ۔ امین الدین ۔ شاہ امین الدین ۔ اعلیٰ ۔ بیجاپوری ۔ (ف ۱۰۸۳ھ ۱۰۹۷ھ) حوالہ ۔ رسالہ اردو ۔ جنوری ۱۹۲۸ء ص ۲ ۔

رسالہ تصوف ۔ قلمی ۔ حوالہ : فہرست اردو مخطوطات عبدالقادر سروری ص ۳۰ ۔

تبصرہ : یہ رسالہ دس ابواب پر منقسم ہے ۔ توبہ ، پہچانت ، وضو ۔ ترک دنیا تجرید و تفرید ۔ اپنی پہچانت ۔ عشق ۔ تحقیق ۔ فنا و بقا ۔ صفت ۔ ان عنوانات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے ۔

۱۶۲ ۔ امین الدین ۔ شاہ امین الدین ۔ اعلیٰ بیجاپوری ۔ (ف ۱۰۸۳ ۔ ۱۰۹۷ھ) رسالہ اردو جنوری ۱۹۲۸ ص ۲) کشف الانوار ۔ قلمی حوالہ : فہرست اردو مخطوطات ۔ عبدالقادر سروری ۔ ایم ۔ اے ص ۳۰ ۔

۱۶۳ ۔ امین الدین ۔ شاہ امین الدین ۔ اعلیٰ ۔ بیجاپوری (ف ۱۰۸۳ ۔ ۱۰۹۷ھ

(رسالہ اردو جنوری ۱۹۲۸ء ص ۲)

کماسی نامہ (شجرہ چشتیہ۔ حوالہ فہرست اردو کتب مخطوطات عبدالقادر سروری۔ ص ۳۴۔

۱۶۴۔ امین الدین شاہ امین الدین۔ اعلیٰ۔ بیجاپوری۔ ف ۱۰۸۴۔ ۱۰۹۷ھ

(رسالہ اردو۔ جنوری ۱۹۲۸ء ص ۲)

رسالہ تصوف: حوالہ: فہرست اردو مخطوطات عبدالقادر سروری صفحہ ۳۲۔ آغاز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بھیر کون سور

پیر کون هور۔ خدا کون آپچ کر دیکھے هور

۱۶۵۔ امین الدین۔ شاہ امین الدین۔ اعلیٰ۔ رسالہ تصوف۔

حوالہ: فہرست اردو مخطوطات، عبدالقادر سروری ص ۳۳)

تبصرہ: رسالہ ارشادات اور نکات تصوف پر مشتمل ہے۔ اس کے نو حاشیے (وصول) ہیں اور ہر ایک میں الگ الگ نکتہ بیان کیا ہے۔

آغاز: سفر تماشا ظاہر و باطن دیکھنا!

لازم تجہ امر الست بر بکم مختار میثاق تھے

۱۶۶۔ امین۔ شاہ امین الدین۔ اعلیٰ۔ رسالہ نکات معرفت۔

حوالہ: فہرست اردو مخطوطات۔ عبدالقادر سروری۔ ص ۳۲

آغاز: "اللہ بڑا صاحب ہے۔ اس کون بہوت بہور

نو ذات اس کے خدائی تھے۔ دونوں عالم پیدا کئے

میں عقل کیا انکیاں حیران ہیں۔ خدا دائم قائم ہے"

۱۶۷ - امین ۔ شاہ امین الدین ۔ اعلیٰ ۔ رسالہ گنجِ مخفی ۔ ص ۱۰ قبل ۱۰۸۶ ۔ قلمی ۔ حوالہ : داستان تاریخ اردو ۔ پروفیسر ۔ حامد حسین قادری و کتب خانہ سالار جنگ کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۹۳۔

نمونہ: اللہ تعالیٰ گنج مخفی کو عیاں کرنا چاہا تو اوّل اس میں سوں ایک نظر نکلی

۱۶۸ - امین ۔ شاہ ۔ امین الدین عالیٰ ۔ کلمۃ الاسرار ۔ ص ۵۰ ۔ ۱۳۰۸ھ کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق کراچی ۔

۱۶۹ - امین ۔ شاہ امین الدین اعلیٰ بن شاہ برھان الدین ۔ جانم ۔ بیجاپوری (محبوب الزمن اولیائے دکن) ۔

۱۷۰ - امین ۔ شاہ امین الدین اعلیٰ ۔ رسالہ عرفان العشاق ۔ ص ۲۶ ۱۰۵۰ھ ۔ حوالہ : کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۹۲ ۔

نمونہ:— ایک شخص مجھے پوچھا کہ تم خدا کو بتاتے کہتے ہیں ۔ بعد میں اُسے جواب دیا کہ خدا کو دکھانے کا کیا پوچھتا ہے ۔"

۱۷۱ - امین ۔ شاہ امین الدین اعلیٰ ۔ رسالہ محبت نامہ (ڈیڑھ سو ابیات) ص ۸ ۔ مابعد ۱۰۵۰ھ ۔ حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۹۱ ۔

آغاز: اللہ بن نا ہیں دوجا کوئی
اللہ سوں دیکھو سب سو دہوئی ۔

نوٹ: جامعہ عثمانیہ میں اس کا ایک نسخہ ہے۔

۱۷۲۔ امین ۔ شاہ امین الدین اعلیٰ ۔ ذکر نامہ ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ۔ ص ۱۸۹۔

۱۷۳۔ امین شاہ ۔ امین الدین اعلیٰ ۔ وصل نامہ ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۸۹۔

۱۷۴۔ امین ۔ شاہ امین الدین اعلیٰ ۔ محبت نامہ ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ۔ ص ۱۸۹۔

۱۷۵۔ امین ۔ شاہ امین الدین اعلیٰ ۔ گفتار شاہ امین ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۸۹۔

۱۷۶۔ امین ۔ شاہ امین الدین اعلیٰ ۔ رموز العارفین ۔ حوالہ: کتبخانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۸۹۔

۱۷۷۔ امین ۔ سید ۔ مجذوب السالکین ۔ ص ۱۳۰ ۔ ۱۲۰۰ھ قلمی ۔ حوالہ تذکرہ اردو مخطوطات ۔ ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۲۱۸۔

تبصرہ: ہندو علاقوں کے مشاہیر صوفیہ کے اقوال اور ان کے معتقد و متبرکہ الہامات کی تشریح ۔

۱۷۸۔ امین ۔ گنج بخش ۔ سید ۔ ارشاد نامہ شریعت و طریقت ۔ ص ۳۰ سنہ ۱۲۱۸ھ ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست کتبخانہ خاص انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۱۱ ۔ ۶/۱

۱۷۹ - امین - گنج بخش - سید - ارشادنامہ مہمات طریقت و حقیقت وغیرہ - قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹/۶/۱

۱۸۰ - امین - گنج بخش - سید - اسرار امینیہ - ص ۳۳ - قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق - انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۱۲/۶/۱

۱۸۱ - امین جنگ - فلسفۂ فقرا - دارالطبع - حیدرآباد دکن - حوالہ: فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو ص ۱۸۳ -

۱۸۲ - انتباہ الطالبین: ص ۲۵ - ۱۲۶۲ھ قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو پاکستان الف - ۳۱ - ۱/۶ -

۱۸۳ - انوار اللہ خان - حیدرآبادی - مولانا - مقاصد الاسلام حصہ پنجم - ص ۱۷۶ - ۱۳۲۰ھ - مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن -

تبصرہ: فقر و فقری و تصوف - خلافت - عجز او رسزا کا بیان تفصیلی طور سے مولانا نے اس میں کیا ہے -

۱۸۴ - انوار اللہ خان - حیدرآبادی - مولانا - انوار العاشقین - مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن -

۱۸۵ - انوار حسین عاشق حافظ - پوتھی لا الہ الا اللہ - ص ۱۶ ۱۳۲۱ھ لکھنؤ -

۱۸۶ - انوار شاہ - دیوبندی - مولانا - نیل الفرقدین - مکتبہ دار التبلیغ دیوبند

۱۸۷ - انوار علی شاہ - خزائن الاسرار - مکتبہ دار التبلیغ دیوبند

۱۸۸ - انوار علی - شاہ - فاتح الاخبار - حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ - ص ۲۱۲ -

۱۸۹ - انوار علی - شاہ - انیس الطالبین - نولکشور لکھنؤ -

۱۹۰ - انوار علی - رھتکی - جج - قانون عشق - حوالہ: فہرست اللہ والے کی دوکان - لاہور ص - ۱۰

۱۹۱ - انوار علی - رھتکی - جج - قانون سلوک - حوالہ: فہرست اللہ والے کی کتاب دوکان لاہور ص ۱۵ -

۱۹۲ - انوار علی - رھتکی - جج - قانون معرفت: حوالہ: فہرست اللہ والے کی دکان لاہور ص ۱۵ -

۱۹۳ - اہل اللہ - دہلوی - شاہ - چہار باب فارسی لمفاتح مع اردو ترجمہ - ص ۴۷ - ۱۸۶۶ء مطبع روزانہ اخبار دھلی -

۱۹۴ - اسماعیل، نقشبندی - محبوب الاذکار یعنی حقائق الاخبار حوالہ: فہرست اللہ والے کی دکان - لاہور ص ۱۴

۱۹۵ - بابا فرید الدین - گنج شکر - فوائد السالکین - ترجمہ اردو (جواہر فریدی اردو ترجمہ) حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان

لاہور۔ ص ۴۳۔

۱۹۶۔ باقی باللہ۔ دہلوی۔ خواجہ حضرت۔ تحلیم السالکؒ۔ اردو ترجمہ
حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۳۔

۱۹۷۔ باقی باللہ۔ دہلوی۔ خواجہ۔ حضرت۔ مکتوبات شریف
حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان۔ لاہور ص ۳۔

۱۹۸۔ بحر الحقیقت۔ حوالہ: فہرست کتب مطبع نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۹۲۶ء

۱۹۹۔ بدر الدین۔ مولوی۔ حضرات القدس۔ اردو ترجمہ
حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۵۔

۲۰۰۔ بدر۔ اسحاق۔ مترجم۔ انوار اولیاء۔ ترجمہ اسرار الاولیاء
ص ۱۲۴ ہ سنہ ۱۳۱۴ھ۔ رضوی پریس دہلی۔

۲۰۱۔ براؤن۔ کشاف اسرار المشائخ۔ ترجمہ دو رخیز سنہ ۱۸۹۵ء
نولکشور۔ لکھنؤ۔

۲۰۲۔ برزخ و اذکار و نسب نامہ۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتبخانہ
آصفیہ۔ حیدرآباد دکن۔ جلد ا ص ۵۱۰۔

۲۰۳۔ برکت اللہ۔ ترجمہ فصوص الحکیم (شیخ اکبر) حوالہ
فہرست صدیقی بک ڈپو۔ لکھنؤ ص ۵۳۔

۲۰۴ - برهان - شیخ - مجموعہ تصوف - ص ۴۴ - سنہ ۱۸۹۲ھ - اودھ اخبار لکھنؤ

۲۰۵ - برهان الدین - قادری - رسالہ وجودیہ - قلمی - حوالہ: فہرست اللہ والے کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن - ۱۶۹۵ -

۲۰۶ - برهان الدین - حیدرآبادی - دُوْر بین خدا نما - (رد المنافقین) ص ۸۲ - سنہ ۱۲۶۰ھ - قلمی - حوالہ: کتب خانہ - نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۶۷ -

۲۰۷ - برهان الدین احمد - نظریہ توحید - مع سوانح سنہ ۱۹۲۷ھ تعلیمی پرنٹنگ پریس دہلی لاہور -

۲۰۸ - برهان الدین - فاروقی - مجدّد الف ثانی کا نظریۂ توحید سندھ اکیڈمی کراچی -

۲۰۹ - بستان العارفین - ترجمہ ۱۳۰۱ھ فاروقی پریس دہلی -

۲۱۰ - بشیر الدین - احمد - شمع ہدایت - سنہ ۱۹۲۱ھ مطبوعہ دہلی -

۲۱۱ - بلاقی داس - شجاعِ معرفت - سنہ ۱۹۰۰ء میسور پریس دہلی و کتب خانہ - نواب سالار جنگ حیدرآباد دکن -

۲۱۲ - بوجھ فرہنگ : حوالہ: کیٹلاگ آف ہندوستانی مینوسکرپٹ مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی سنہ ۱۹۲۶ء ، ص ۲ -

۲۱۳ - بوستانِ ہدایت : حوالہ: مجموعہ مسائل السندھ ص ۱۴۱۔

۲۱۴ - بہاء الدین - شاہ - بہاء القلب - ص ۱۲۸ - ۱۹۰۶ء مطبوعہ الٰہ آباد۔

۲۱۵ - بہاء الدین - بخاری - خواجہ انیس الطالبین - ترجمہ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۱۱۔

۲۱۶ - بہاء اللہ - آفندی - اسرار - ترجمہ اردو - ص ۹۰ - سنہ ۱۳۳۰ھ روزبازار اسٹیم پریس میرٹھ۔

۲۱۷ - بہاء الدین - محمود - سیر العارفین - مطبع نولکشور لکھنؤ - حوالہ: فہرست اللہ والے کی گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو۔ ص ۱۸۳

۲۱۸ - بہارستانِ عشق - قلمی - حوالہ: اللہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن - جلد ۱ ص ۵۰۴

۲۱۹ - بھلے شاہ - قانون عشق - ص ۳۵۲ - رفاہِ عام پریس لاہور

۲۲۰ - بیاضِ کشکول - ص ۱۴۶ - قبل ۱۰۰۰ھ - حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۹۵

۲۲۱ - بیانِ بیختی - سنہ ۱۲۸۱ھ - حوالہ: فہرست اللہ والے کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن - جلد ۱ ص ۵۰۴

۲۲۲ - بیان نہ لطون - حوالہ: فہرست کتب خانہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کراچی۔

۲۲۳ - بیان واقعی - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۰ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۴۲۸

۲۲۴ - بیان - عثمان - مترجم - شرلحیت اور تصوف - ص ۱۰ - اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن -

۲۲۵ - بیدل - عبدالسمیع - نور ایمان سنہ ۱۳۲۷ھ - حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۶۸۶ -

۲۲۶ - بہجت - (رسالہ) قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۰ - و فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن نمبر ۱۴۸۶ -

۲۲۷ - پاس انفاس - ص ۷ - سنہ ۱۲۱۲ھ - قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو کراچی -

۲۲۸ - پانچ تن : ص ۱۴۶ - سنہ ۱۲۰۰ھ - قلمی - حوالہ : کتب خانہ نواب سالار جنگ بہادر کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۹ -

نمونہ : نبی علیہ السلام کہے اللہ تعالیٰ سے مانگ لینی جو کچھ ہونا
ہور دنیا میں کا آخرت میں کا رزق کو تنگ ہور
اللہ ہور اپنا بندا بھی کسے نہ بولنا۔"

۲۲۹ - پنج گنج - ص ۳ - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو الف ۴۱ -

۲۳۰ - پیر محمد - چشتی - نظامِ توحید - حوالہ : فہرست اللہ والے کی قومی دکان ص ۳۵ -

۲۳۱ - پیر محمد - امین - میٹھر شریف - سرچشمۂ رحمت و فیض الکریم حوالہ : فہرست اللہ والے کی قومی دکان - لاہور - ص ۹ -

۲۳۲ - اسما پیر محمد - امین - میٹھر شریف - اثبات لقبور شیخ - حوالہ : فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۹ -

۲۳۳ - پیر محمد امین - میٹھر شریف - مجموعہ گلزار ابراہیم - حوالہ : فہرست اللہ والے کی قومی دکان - لاہور - ص ۹ -

۲۳۴ - تاج الدین - ککے زئی - مترجم - ھدایت الانسان الی سبیل الفرقان - ترجمہ محک الفقراء (سلطان باہو) حوالہ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۹ - حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن - جلد ۴ - ص ۱۹۰ -

۲۳۵ - تجدید تصوف و سلوک : حوالہ : فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دھلی ص ۲۸ -

۲۳۶ - تجلیات - ص ۱۸ - قلمی - حوالہ: فہرست اللہ کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو کراچی الف ۴۳ ۶/۱

۲۳۷ - تحسین علی خان - ضیاء العابدین - (ذات الیقین) مطبوعہ دہلی

۲۳۸ - تحفہ قادریہ - مطبع کشمیری لاہور - حوالہ فہرست ص ۱۱۵ -

۲۳۹ - تحفۃ النصائح - قلمی - حوالہ - فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۵۰۳ - ۱۴

۲۴۰ - تراب شاہ - گنج الاسرار - منظوم مابعد ۱۱۵۰ھ - قلمی - حوالہ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۳۸ : ۱۴ -

۲۴۱ - تراب علی - قلندر کاکوروی - شرائط الوسائط - مطبع علوی لکھنؤ - حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۰۸ : ۱۴ -

۲۴۲ - تراب علی - قلندر کاکوروی - مطالب رشیدی - مطبع علوی لکھنؤ

۲۴۳ - تصفیۃ القلوب - ترجمہ ضیاء القلوب - حوالہ: مجموعہ رسائل تسعہ ص ۴۱ -

۲۴۴ - تصوف کے آداب واشغال اور ان کا فلسفہ - حوالہ: رسالہ نگار لکھنؤ - ستمبر ۱۹۴۷ء - ص ۲

۲۴۵ - تصوف کی حقیقت: اور اس کا فلسفہ تاریخ - حوالہ: رسالہ - نگار - لکھنؤ ستمبر ۱۹۴۷ء - ص ۲

۲۴۶ ۔ تصوف ۔ (در بیان اصطلاحات صوفیہ) ص ۱۰۲ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو الف ۶۴ ½

۲۴۷ ۔ تقی حسین ۔ اسرار العارفین ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس ص ۱۴۔

۲۴۸ ۔ تمنا ۔ عمادی ۔ محکم و متشابہ (مع عرفان نفس و عرفان رب) قومی پریس ۔ پٹنہ ۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۴۰۰

۲۴۹ ۔ تنبیہ الصالحین ۔ سنہ ۱۲۷۲ھ ۔ مطبع اسلامیہ لاہور ۔ حوالہ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۶۴۵ ۔ ۱۴ ۔

۲۵۰ ۔ تنبیہ الغافلین ۔ ص ۲۱۶ ۔ سنہ ۱۲۶ھ ۔ مطبع نولکشور لکھنؤ و احمدی پریس پچرہ ۔

۲۵۱ ۔ تہذیب القلوب ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ قدیمہ اعظم اسٹیم پریس ۔ حیدرآباد دکن ۔ ص ۸۲ ۔

۲۵۲ ۔ ثناء اللہ ۔ پانی پتی ۔ قاضی ۔ تحفتہ المسالکین ۔ ترجمہ ۔ ارشاد الطالبین ۔ شیخ جان محمد تاجر کتب لاہور

۲۵۳ ۔ جام جہاں نما ۔ ص ۳۱ ۔ حوالہ ۔ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو الف ۵۳ ۶/۱

۲۵۴ - جامی - مولانا - عبد الرحمٰن - ترجمہ اسرار الجلی فی ذکر الحفی -
حوالہ : فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۵ -

۲۵۵ - جانم - شاہ برہان الدین - اعلیٰ - بیجاپوری - کلمتہ الحقائق -
ص ۱۲۰ - ۹۹۰ھ - حوالہ : فہرست داستان تاریخ اردو - ص ۳۷ و
تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ا ص ۵۳ و فہرست کتب خانہ
خاص انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۱۵۴ $\frac{۶}{۱}$

نمونہ : توں نہ دیکھا آپس آپ
جے گھڑیا یہ تج باپ !
آرے توں اس صفا میں نوز
کہ جیسا آکاس سور !

۲۵۶ - جانم - شاہ برہان الدین - اعلیٰ - بیجاپوری - ارشاد نامہ طریقت
قلمی - حوالہ : فہرست ڈاکٹر مولوی عبد الحق بمز ۵۹۳ : ۱۴ -

۲۵۷ - جانم - شاہ برہان الدین - اعلیٰ - بیجاپوری - ارشاد نامہ
معرفت - حوالہ فہرست ڈاکٹر مولوی عبد الحق بمز ۵۹۳ - ۱۴

۲۵۸ - حجت البقاء - حوالہ : رسالہ اردو جولائی ۱۹۳۷ء - ص ۵۲۶
تبصرہ : ڈاکٹر مولوی عبد الحق اس کتاب کے متعلق یہ لکھتے ہیں
" کہ اس نظم میں خدا کی توحید اور اس کی ذات اور

صفات کی تلقین ہے ۔" اس نظم کے کل اشعار ۵۰۸ ہیں ۔

آغاز ۔ آپ واحد وہی یکتا :: دیکھو قدرت کیا بکساٹ

۲۵۹ ۔ جانم ۔ شاہ برہان الدین اعلی ۔ رموز الواصلین ۔ ص ۲۸

حوالہ رسالہ اردو ۔ جولائی ۲۷ء ص ۵۲۵ و فہرست کتب خانہ خاص

انجمن ترقی اردو ۔ پاکستان ۔ الف ۱۴۰ و تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور

جلد ۱ ص ۲۰ ۔

آغاز : اللہ پاک منزہ ذات :: اس سوں صفتاں قائم سات

خاتمہ : رموز الواصلین کی بیان :: بندگی حضرت شاہ برہان

۲۷۰ ۔ جانم ۔ شاہ برہان الدین اعلی ۔ بیجاپوری ۔ وصیت الہادی ۔ ص ۱۵-۱۲

قبل ۹۹۰ ھ قلمی ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو پاکستان

الف ۲۳۸ $\frac{4}{1}$ و تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۲۰ و

رسالہ اردو جولائی ۱۹۲۷ء ص ۵۱۹ ۔ (مضمون برہان الدین جانم نوشتہ

ڈاکٹر مولوی عبدالحق) و کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی

کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۸۳ ۔

نمونہ : ظاہر باطن کا وہ دانا سکتا ہے سجان

سب یو شاہد مطلق بنیا جہ یر یہ برہان

۲۶۱ - جانم - شاہ برہان الدین - اعلیٰ - بیجاپوری - منفعت الایمان

حوالہ رسالہ اردو جولائی ۲۷ء ص ۵۲۲ و تذکرہ اردو مخطوطہ ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۲۰ -

نمونہ : اللہ واحد رخیار ✱ دو جگ رچا رچیا اُپار

خاتمہ : یوں فرمائے شاہ برہان ✱ اس میں ہے نفع ایمان

نوٹ : ڈاکٹر مولوی عبد الحق لکھتے ہیں کہ اس نظم میں کوئی ایک سو بیس شعر ہیں"

۲۶۲ - جانم - شاہ برہان الدین - اعلیٰ - بیجاپوری - نکتۂ واحد -

حوالہ : رسالہ اردو - جولائی ۲۷ء ص ۵۲۴ - و تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۲۰ -

نوٹ : ڈاکٹر مولوی عبد الحق ارقام فرماتے ہیں - کہ یہ نظم بارہ سو اشعار کی ہے جس میں توحید و تلقین ہے -

۲۶۳ - جانم - شاہ برہان الدین اعلیٰ - بیجاپوری - ارشاد طریق رض ۲۸
قبل ۹۹۰ ھ حوالہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۷۹ -

۲۶۴ - جانم - شاہ برہان الدین - اعلیٰ - مُسمّا فرت شیخ خان - بیان و بیان خلاصہ - حضرت شاہ برہان الدین - حوالہ : رسالہ اردو جولائی ۱۹۲۷ء - ص ۵۲۸ -

تبصرہ :۔ یہ شاہ برہان الدین کی سب سے بڑی نظم ہے اس میں
تقریباً ڈھائی ہزار اشعار ہیں۔"

نوٹ :۔ "راجو آپ کا مرید ہے۔ اس نے بھی اس کی ترتیب میں
اعانت کی ہے۔"

۲۶۵۔ جانم۔ شاہ برہان الدین اعلیٰ۔ بیجاپوری۔ رسالہ تصوف
ص ۱۰۔ قبل ۹۹۰ھ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو
کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۸۰

۲۶۶۔ جعفر حسین۔ مفتاح الحوائج۔ ص ۶۰۔ ۲۔ ۱۳۰۲ھ۔ مطبوعہ لکھنؤ

۲۶۷۔ جلال الدین۔ سیوطی۔ علامہ۔ اتحاف الفرقہ بوصل الخرقہ
ترجمہ اردو غلام رسول سورتی بمبئی۔

۲۶۸۔ جلال الدین۔ بن شاہ علی۔ تسکین الساکلین سنہ ۱۲۹۱ء
حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۱۳۷۲

۲۶۹۔ جلال الدین۔ شیخ۔ ارشاد الطالبین۔ علم پریس
حوالہ: فہرست کتب خانہ محمدیہ بمبئی ص ۵۸۶۔

۲۷۰۔ جمال الدین۔ دہلوی۔ شاہ۔ سید۔ محمد۔ جمال العارفین
اردو شرح۔ حق نما۔ ص ۲۴۔ ۱۲۹۰ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ

خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۶۳ و مجموعہ رسائل نسخہ ص ۸۱

۲۷۱۔ جمال الدین شاہ ۔ خزینۂ حقیقت ۔ حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۷۷ و فہرست کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۸ ۔

۲۷۲۔ جمال الدین ۔ محمد ۔ دار السبیعی جوا خط انگیلا بنیر ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۷۰ و فہرست کتب خانۂ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۸ ۔

۲۷۳۔ جمال الدین ۔ محمد ۔ جمال السالکین ۔ سنہ ۱۸۹۱ء مطبوعہ دھلی

۲۷۴ ۔ جمال الحق ۔ سید ۔ شاہ ۔ خزینۃ العرفان ۔ ص ۴۹ ۔ ۱۳۱۰ھ مطبع گلشن فیض آباد لکھنو ۔

۲۷۵۔ جمال الحق ۔ سید ۔ شاہ ۔ اقدام المحبوب ۔ ص ۲۳ ۔ سنہ ۱۳۱۱ھ ۔ احسن المطابع بمبئی ۔

۲۷۶۔ چراغِ ھدایت ۔ سنہ ۱۸۵۲ء ۔ حوالہ: خطبہ ۲ دسمبر سنہ ۱۹۵۵ء گارساں دتاسی ۔

۲۷۷۔ حاتم عاصم ۔ ترجمہ مسائل ثمانیہ (امام غزالی) ص ۸۱ ۔ ۳۹ سنہ ۱۸۷۲ء مطبوعہ بمبئی ۔

۲۷۸ ۔ حاجی ثناؔ ۔ ارشاد نامہ ۔ ص ۹ ۔ ۱۲۹۱ھ قلمی ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص، ڈاکٹر مولوی عبدالحق کراچی ۔

~~مضمون~~ ۔ عرفان ۔ نفس ۔ دل ۔ روح ۔ نور ذات پر بحث کی گئی ہے ۔

۲۷۹ ۔ حبیب الدین احمد ۔ سرِ چشمۂ رحمت ۔ ص ۱۳۲ ۔ سنہ ۱۳۹۶ھ ۔ مرتضوی پریس

حوالہ فہرست عباسی کتب خانہ کراچی ص ۸۰ ۔

۲۸۰ ۔ حبیب اللہ ۔ قادری ۔ حبیب الصوفیہ ۔ ترجمہ شرح قصیدہ خمریہ

غوثیہ ۔ سنہ ۱۳۱۲ھ ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدر آباد دکن

جلد ۴ ص ۱۹۲ و فہرست کتب خانہ عام اہلِ اسلام مدراس ص ۶۷ ۔

۲۸۱ ۔ حبیب حیدر ۔ شاہ ۔ نورِ کا بیب ۔ ترجمہ فتوح الغیب ۔ حوالہ :

فہرست صدیق بک ڈپو ۔ لکھنؤ ۔ ص ۸۳ ۔

۲۸۲ ۔ حجتہ الاسرار ۔ مطبع کشمیری ۔ لاہور ۔ الفہرست ص ۱۵۵ ۔

۲۸۳ ۔ حسرت ۔ شیخ ۔ احمد ۔ انیس الغربا ۔ ترجمہ مسالک السالکین

(مصنفہ نور قطب عالم) ص ۸۳ ۔ ۱۲۷۱ھ ۔ قلمی ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ

خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق ۔ انجمن ترقی اردو الف ۳۷ $\frac{6}{1}$

۲۸۴ ۔ حسن ۔ دکنی ۔ معمور نامہ ۔ قلمی ۔ حوالہ : فہرست ۔ ڈاکٹر مولوی

عبدالحق نمبر ۹۲۶ ۔ ۱۴ ۔ نوٹ ۔ حالاتِ پیران شجرہ طریقت مع تعلیمات

۲۸۵ ۔ حسن شاہ ۔ حیاتِ ابدی ۔ حوالہ : فہرست صدیق بک ڈپو

لکھنؤ ص ۸۶ ۔

۲۸۶ ۔ حسن نظامی ۔ دہلوی ۔ خواجہ ۔ شمس العلما ۔ خلاصہ تعلیم تصوف

حوالہ : فہرست حسن اردو حلقہ نظام المشائخ دہلی ص ۳۹ ۔ ۴۰

۲۸۷ ۔ حسن نظامی ۔ دہلوی ۔ خواجہ ۔ شمس العلماء ۔ لاھوتی آپ بیتی

حوالہ : فہرست جشن اردو حلقہ نظام المشائخ دہلی ۔ ص ۳۹ ۔ ۴۰

۲۸۸۔ حسن نظامی ۔ خواجہ ۔ دہلوی ۔ شمس العلماء ۔ اولیاء اللہ ۔

حوالہ ۔ فہرست جشن اردو حلقہ نظام المشائخ دہلی ص ۳۹ ۔ ۴۰

۲۸۹۔ حسن ۔ چار بیر چو دہ خانواد ے۔ ۱۲۵۰ھ مطبوعہ۔

۲۹۰۔ حسن علی ۔ پٹنہ ۔ نور الاسلام ۔ ص ۳۲ ۔ ۱۸۸۶ء ۔ حوالہ : معراج المومنین ۔ ص ۱۸ ۔

تبصرہ ۔ اس میں تصوف ، حسن اخلاق و معاشرت پر بحث کی گئی ہے

۲۹۱۔ حسین احمد ۔ مدنی ۔ مولانا ۔ سلاسل طیبہ ۔ حوالہ : فہرست کتبخانہ انجمن ترقی اردو ۔ جامع مسجد ۔ دہلی ص ۲۵ ۔

۲۹۲۔ حسین علی ۔ شاہ ۔ کتاب الفقراء ص ۳۲ ۔ ۱۳۲۵ھ مطبوعہ بمبئی ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۸ ۔

۲۹۳۔ حسین علی ۔ شاہ ۔ انوار العاشقین ۔ ۱۲۸۳ھ ۔ قلمی حوالہ : فہرست کتب خانہ سر دار الحکما حیدرآباد دکن نمبر ۱۶۹۸ ۔

۲۹۴۔ حسین رضا ۔ کشف حقائق و اسرار حقائق مطبع فیض بمبئی ۔

۲۹۵۔ حفظ اللسان ۔ ص ۲۱ ۔ ما قبل ۱۱۵۰ھ ۔ حوالہ : کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۲۳ ۔

آغاز ۔۔ الٰہی دو جگ کا توں داتار ہے

یو قدرت تیری تجہ سزاوار ہے ۔

۲۹۶ - حیات دکنی - آبِ حیات ص ۱۶ - قبل ۱۲۵۰ھ - حوالہ : فہرست تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر محمود جلد ۱ ص ۳۰۹ و فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۹۴ - ۱۴ -

نمونہ - حمدِ حق کے بعد ہے نعتِ نبی ؐ
دے ہدایت مومنوں کو یا دبی

۲۹۷ - حکایت الاسرار - ص ۱۰ - حوالہ : فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو کراچی نمبر الف ۶۳ ۲/۱

۲۹۸ - خالدی - منعمی - گنج نامہ - ص ۶۳ - قبل ۱۳۰۰ھ - حوالہ : فہرست کتب خانہ خاص نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۴۲ -

نمونہ - الہٰی عطا کر مجھے غیب کا - حولا کہوں کھول بعید لا دیکا
کہا یو قصہ کیا نکو نو رسین - مگر شاہ فرخ سیر کے دور میں -

۲۹۹ - خرم علی - بلہوروی - مولانا - مترجم - قول الجمیل - ترجمہ شفاء العلیل (شاہ ولی اللہ دہلوی) ص ۳۲ - ۱۳۱۷ھ - مطبع روز نامہ دہلی - حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدر آباد دکن جلد ۴ ص ۲۹۲ و فہرست کتب خانہ سر دار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۴۲۰

۳۰۰ - خرم علی - (بلہوروی - مولانا - مترجم) سعادتِ کونین - ترجمہ

اردو میں ترجمہ فیوض الحرمین (شاہ ولی اللہ دہلوی) ص ۳۲ - ۱۹۱۲ء مطبع احمدی دہلی - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۴۴۷ -
و فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن نمبر ۶۱۵ -

۳۰۱ - خزینۂ تصوف - ۱۹۵۶ء - دفتر رسالہ مولوی دہلی (نوٹ: مقالوں کا مجموعہ)

۳۰۲ - خلافت نامہ - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو الف $\frac{۷}{۱}$ ۷۶ -

۳۰۳ - خلیل الرحمٰن - برہان پوری - مولانا - مقالات اولیاء سنہ ۱۳۱۳ھ
حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۴۸۶ -

۳۰۴ - خواجہ ہندولی - کلمۃ الحق - ص ۲ - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو الف ۱۵۳ $\frac{۷}{۱}$

۳۰۵ - خوب محمد - چشتی احمدآبادی - شیخ - مرید شیخ کمال محمد - سیستانی
ف ۱۶۱۴ء - خوب ترنگ : سنہ ۹۸۶ھ کتابت سنہ ۱۰۱۶ھ - قلمی - حوالہ
فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی
فہرست - ص ۱۷۷ و رسالہ معارف نمبر ۲ - جلد ۲۷ - ص ۹۹ -

نمونہ ـــ بسم اللہ کہوں جیت ذات ـــ جس رحمان رحیم صفات
ذات صفات اسماء افعال ـــ جمع مفصل جیداک حال

نوٹ: یہ تصوف کی کتاب ہے - اس میں خدا کی ذات اور اسماء وغیرہ

کی تفصیل ہے۔ گوجری اردو ہے۔

۳۰۶۔ خیرالدین۔ خیر اللہ۔ ابوالخیر۔ رسالہ تصوف۔ (رسالہ احمد) ۱۲۳۶ھ
قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۴۶۹۔ ۱۴

۳۰۷۔ خیراتی۔ رسالہ خزینۃ الاسرار۔ ترجمہ مجالس الابرار ص ۶۱۸۔ حوالہ
ھدیہ۔ موحدین۔ ص ۱۔ فہرست کتب قدیمہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد
دکن ص ۱۸۱۔

۳۰۸۔ خیرالموانس۔ ترجمہ نزھتہ المجالس۔ مطبوعہ۔

۳۰۹۔ داتا گنج بخش۔ حضرت۔ کشف المحجوب۔ ترجمہ اردو ص ۸۸ ۴۔
حوالہ فہرست عباسی کتب خانہ کراچی ص ۳۹۔

۳۱۰۔ دارا شکوہ۔ ابن شاہ جہاں۔ جمال العارفین۔ ترجمہ
خزینہ حقیقت۔ حوالہ: الفہرست ص ۱۲۱۔

۳۱۱۔ دارا شکوہ۔ ابن شاہجہاں۔ حسنات العارفین۔ ترجمہ
رموز التصوف۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۰

۳۱۲۔ دارا شکوہ۔ ابن شاہ جہاں۔ طریقت حقیقت۔ اردو ترجمہ
حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۰۔

۳۱۳۔ دارا شکوہ۔ ابن شاہ جہاں۔ حق نما۔ اردو ترجمہ۔ حوالہ
فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۰

۳۱۴۔ درر الاسرار ۔ ص ۲۰ ۔ قبل ۱۰۰۰ ھ ۔ قلمی حوالہ ۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی قلمی وضاحتی فہرست ص ۱۸۴ و فہرست کتب خانہ عام اہلِ اسلام حیدرآباد نمبر ۴۲۴۳۔

نوٹ: اس میں چند مسائل عشق حقیقی کے بیان کئے گئے ہیں۔ "دکن میں اردو" میں گولکنڈہ کے شاعر سلطان کے مرید کی تصنیف قرار دیا ہے ۔ تذکرہ اردو مخطوطات جلد ۱ ص ۲۶۱ میں بھی اس کا ذکر ہے ۔ سلطان کا ایک شعر نقل ہے ۔

؎ دیکھا تو یوں روح دیکھا ہے آدم کے ہات روح
کو ہور چرن سگل بھی دھرتا ہے ہات روح

۳۱۵ ۔ در حقائق تصوف ۔ موسومہ رسالہ قادریہ ۔ قلمی ۔ حوالہ : فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۶۴ ۔ ۱۴ ۔

۳۱۶ ۔ دریائے حقیقت ۔ غلام رسول ۔ تاجر بمبئی ۔ حوالہ ۔ الفہرست ص ۱۱۵ ۔

۳۱۷ ۔ دل آئینہ ۔ رسالہ ص ۱۶ ۔ ما قبل ۱۱۵۰ ھ قلمی ۔ حوالہ : کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۷ ۔

۳۱۸ ۔ دلاور علی ۔ اساس الاصول ۔ اشاعت علوم و فنون علیگڑھ

۳۱۹ ۔ دیدار نامہ ۔ قلمی ۔ حوالہ ۔ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۸۷ ۔ ۱۴

۳۲۰ - ذکر جلی (دکنی نثر) ص ۳۴ - حوالہ: فہرست اردو مخطوطات عبدالقادر سروری - نمونہ: "اللہ محمدؐ کے راز رموز کہاں باتاں کسی نامحرم کی اس کے نا بولنا - اگو بولیا تو کافر ہوئے گا۔ سنیکا سو دیوانہ ہوئے گا۔ کسی کو کوں سنا کر دیوانہ نہ کرنا ہو رہا ہے بول کر کافر نہ ہونا۔"

۳۲۱ - ذکر نامہ - وجود نامہ - وصل نامہ مجموعہ - ۱۳۴۸ھ قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۶۰۵ : ۱۴

۳۲۲ - ذوالفقار علی - مراد الاحضرت - ص ۲۲۶ - ۱۸۷۴ء مطبوعہ بمبئی

۳۲۳ - راحت افزا - ترجمہ رسالہ تنک بار تاریخی کتب خانہ لاہور - حوالہ: الفہرست ص ۱۱۸ -

۳۲۴ - راحت القلوب - قلمی - حوالہ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۹۳۰ : ۱۴ -

۳۲۵ - رازونیاز - ص ۲ قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو - الف ۴۸ $\frac{6}{1}$

۳۲۶ - رہبانی سنت - ص ۱۹۲ - ۱۹۳۹ - انجمن ترقی اسلام سکندر آباد دکن
تبصرہ: سلسلہ مجددین امت محمدیہ کے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں - ہر ایک کو یک جا کر دیا گیا ہے - مجددین کے اقوال بھی لکھے گئے ہیں - مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی ذکر ہے۔

۳۲۷ - رحمت اللہ - حافظ - مکتبہ عزیزیہ - ص ۳۲ - سنہ ۱۳۲۵ھ مطبوعہ بمبئی

نوٹ: تصوّف کی بحث پر مشتمل ہے۔

۳۲۷۔ رحمت علی خان۔ مفتی۔ سید۔ سراج المعرفت و منہاج رحمت ۱۲۷۰ھ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۰۶

۳۲۸۔ رحمت علی خان۔ مفتی۔ سید۔ ہدایت الآفاق۔ مطبوعہ۔ مجتبائی۔

۳۲۹۔ رحمت علی خان۔ مفتی۔ سید۔ زادِ آخرت۔ سنہ ۱۳۰۵ھ مطبوعہ مجتبائی۔

۳۳۰۔ رحیم بخش۔ نور الہدیٰ۔ ص ۲۴۔ ۱۸۷۰ء مطبوعہ لاہور۔

۳۳۱۔ رسالہ تصوف: ص ۱۷۔ قبل ۱۰۰۰ھ حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۹۸۔

۳۳۲۔ رسالہ تصوف۔ ص ۵۷۔ سنہ ۱۰۸۰ھ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۹۸۔

آغاز: "الحمد للہ رب العالمین بود۔ دو صفت ذات کی ثابت ہوتی ہیں۔ قل ہو اللہ احد الحمد بولی دو صفت ذات کی ثابت ہوتی ہیں۔"

۳۳۳۔ رسالہ تصوّف۔ ص ۱۶۔ ۱۱۰۰ھ۔ حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۰۳۔

۳۳۴۔ نمونہ: "درود بعد بر سید المرسلین۔ اے فرزند آدم کہتے یک تا بان خدا کی پہچانت کیاں بولتا ہوں۔"

۳۳۴۔ رسالہ تصوف ۔ ص ۶۵ ۔ ۱۱۰۰ھ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۰۶۔

نمونہ: دنیا کے دھوکے سو جھوٹے کارا ہوے گا۔ یونان پانچ تن ہے پانچ نفس ہے۔ پانچ دل ہے۔ پانچ روح ہے۔ پانچ منزل ہے۔ پانچ فرشتے ہیں۔ ہر ایک تن پر پانچ علت ہے:۔

۳۳۵۔ رسالہ تصوف۔ ص ۲۹۔ ماقبل ۱۱۰۰ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۰۶۔

۳۳۶۔ رسالہ تصوف: ص ۱۴۔ مابعد ۱۱۰۰ھ ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۰۹۔

۳۳۷۔ رسالہ تصوف: ص ۱۹ ۔ اوائل ۱۱۰۰ھ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۱۲۔

۳۳۸۔ رسالہ تصوف ۔ص ۱۱ ۔ اوائل ۔ ۱۱۰۰ھ حوالہ فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۱۱۔

۳۳۹۔ رسالہ تصوف ۔ ص ۲۰ ۔ مابعد ۱۱۵۰ھ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۹۹۔

نمونہ ۔ اول اللہ تھا قدیم ۔ گنج مخفی میں آپ مقیم
پنج ذکر اور کرتا ہے۔ جلی، قلبی، روحی، سری، اخفی

خاتمہ۔ پیر حسنی میرے پیر ۔ عبد سے کوں تو ہے دستگیر

نوٹ : شاید عبد سے مصنف کا نام ہو)

۳۴۰ - رسالہ تصوف - ص ۸ - ما لجد ۱۱۵۰ھ - حوالہ : کتب خانہ سالار

جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۴ -

۳۴۱ - رسالہ تصوف - ص ۷ - مالجد ۱۱۵۰ھ - حوالہ - کتب خانہ نواب سالار

جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۶ -

۳۴۲ - رسالہ تصوف - ص ۱۰ مالجد ۱۱۵۰ھ - حوالہ - فہرست کتب خانہ

نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۷ -

۳۴۳ - رسالہ تصوف - ص ۱۲ - مالجد ۱۱۵۰ھ حوالہ : فہرست کتب خانہ

نواب سالار جنگ کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۸ -

۳۴۴ - رسالہ تصوف - ص ۲ - قریب ۱۲۰۰ھ - حوالہ : فہرست کتب

خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۴۰ -

نمونہ — حق تعالی نے اس واجب الوجود کون پانچ عناصر

بجھیں گن سون پیدا کیا ہے -

۳۴۵ - رسالہ تصوف - ص ۳۴ - مالجد ۱۲۰۰ھ - حوالہ : فہرست کتب خانہ

نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۵۷ -

۳۴۶ - رسالہ تصوف ص ۱۹۸ - مالجد ۱۲۰۰ھ - حوالہ : فہرست کتب

خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۵۷

نمونہ — اے عزیز میری سن - اوس اللہ تعالے کے واسطے شکر بے شمار

اور تعریف بے حد خاص کہ اوس سکت دار کہیں کہ وہ اپنی کمال قدرت سے ایک لفظ کن میں فیکون کہا۔ یعنی تمام دین و دنیا اور زمین و آسمان اور عرش و کرسی اور لوح و قلم اور جن و ملک پیدا کیا۔

۳۴۷ - رسالہ تصوف: ص ۱۲۔ مابعد ۱۱۰۰ھ۔ حوالہ کتب خانہ۔ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۸۰۔

نمونہ ـــــ الحمد۔ میں نکتہ نہاں نکتہ ہے۔ مطلق ہوا محیط میں چار دفتر راز حق ہر ایک میں نکتہ ہے۔ راز ہے۔

۳۴۸ - رسالہ تصوف۔ ص ۲۳۔ مابعد ۱۲۰۰ھ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ۲۵۸۔

۳۴۹ - رسالہ تصوف۔ ص ۱۵۔ قریب ۱۲۵۰۔ حوالہ۔ فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۶۲

۳۵۰ - رسالہ تصوف۔ ص ۳۳۔ قریب ۱۲۵۰ھ۔ حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۹۹۔

نمونہ ـــ اے خدائے من بحق چار یار۔ ہر چہ کردم عفو کن روز شمار روز محشر دار با آل رسولؐ ـــ از طفیل مقبلاں گردوں قبول

۳۵۱ - رسالہ تصوف۔ ص ۴۰۔ قریب ۱۲۵۰ھ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۶۳

۳۵۲ - رسالہ تصوف۔ ص ۵۔ مابعد ۱۱۰۰ھ۔ حوالہ۔ قلمی کتب خانہ

نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۷۹۔

۳۵۳۔ رسالہ تصوف۔ ص ۲۹۔ مابعد ۱۱۰۰ھ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۷۹۔

نوٹ: اس رسالہ میں نور محمدیؐ کے علاوہ تصوف کے چند مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

۳۵۴۔ رسالہ تصوف۔ ص ۱۴۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۰ $\frac{۴}{۱}$۔

۳۵۵۔ رسالہ تصوف۔ ص ۳۔ قلمی۔ حوالہ۔ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۱ $\frac{۴}{۱}$۔

۳۵۶۔ رسالہ تصوف۔ ص ۴۔ قلمی۔ حوالہ۔ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۸۷ $\frac{۴}{۱}$

۳۵۷۔ رسالہ تصوف۔ ص ۱۷۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۳ $\frac{۴}{۱}$۔

۳۵۸۔ رسالہ تصوف۔ قدیم۔ ص ۲۴۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۵ $\frac{۴}{۱}$۔

۳۵۹۔ رسالہ تصوف۔ قدیم۔ ص ۲۰۔ قلمی حوالہ۔ فہرست۔ کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۶ $\frac{۴}{۱}$

۳۶۰۔ رسالہ تصوف۔ ص ۱۶۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو۔ پاکستان الف ۸۶ $\frac{۱}{۴}$

۳۶۱ - رسالہ تصوف ص ۳۰ - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق - انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۹ $\frac{۶}{۱}$

۳۶۲ - رسالہ تصوّف - ص ۸ - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۸۵ $\frac{۶}{۱}$ -

۳۶۳ - رسالہ تصوف - ص ۱۱ - قلمی حوالہ - فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۸۸ $\frac{۶}{۱}$

۳۶۴ - رسالہ تصوف - ص ۱۶ - قلمی - حوالہ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۸۹ $\frac{۶}{۱}$

۳۶۵ - رسالہ تصوّف - ص ۱۷ - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۶ $\frac{۶}{۱}$ -

۳۶۶ - رسالہ تصوّف - ص ۳۵ - قلمی - حوالہ : فہرست - کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۹۲ $\frac{۶}{۱}$ -

۳۶۷ - رسالہ تصوّف - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ سردار الحکماءؒ حیدرآباد دکن نمبر ۱۸۸۱ -

۳۶۸ - رسالہ تصوّف - قلمی - حوالہ - فہرست - کتب خانہ سردار الحکماءؒ حیدرآباد دکن - نمبر ۱۷۹۴ -

۳۶۹ - رسالہ تصوّف - قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ سردار الحکماءؒ حیدرآباد دکن نمبر ۱۶۹۷ -

۳۷۰ - رسالہ تصوف - قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۴۹۷ -

۳۷۱ - رسالہ در تصوف - منظوم - قلمی - حوالہ : فہرست سردار الحکماء - حیدرآباد - دکن نمبر ۲۰۶۶ -

۳۷۲ - رسالہ تصوف - قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۴۸۹ -

۳۷۳ - رسالہ تصوف - (چہل و پنج رسائل) قلمی - حوالہ : فہرست کتبخانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۱ - ص ۵۱۰ -

۳۷۴ - رسالہ تصوف - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۰ -

۳۷۵ - رسالہ تصوف سلوک عجیبہ و غریبہ - ۱۳۰۷ھ - حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۲ -

۳۷۶ - رسالہ معرفت - ۱۲۳۳ھ - قلمی - حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۲ -

۳۷۷ - رسالہ نقشبندیہ - یعنی منتاح اللطائف - حوالہ : فہرست الله والے کی قومی دکان لاہور ص ۱۱ -

۳۷۸ - رشید احمد - گنگوہی - مولانا - سبیل الرشاد - ص ۱۲۵ - ۱۳۱۲ھ مطبوعہ دہلی - حوالہ : فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۴۸

۳۷۹ - رشید احمد گنگوہی - مولانا - امداد السلوک - مکتبہ دار التبلیغ دیوبند -

۳۸۰ - رضا حسین - کنز مخفی - ص ۲۲ - مطبوعہ دہلی -

۳۸۱ - رکن الدین، عماد - ترجمہ شمائل الاتقیاء - ۱۱۶۳ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۱۵۳۷ -

۳۸۲ - رموز العشق - ۱۲۰۵ھ - قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن - جلد ۱ ص ۵۱۲ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۱۸۴۵ -

۳۸۳ - رموز السالکین - قلمی - حوالہ - فہرست ڈاکٹر مولوی عبد الحق نمبر ۱۱۵۱ = ۲/۱۴

۳۸۴ - روح الارواح - ترجمہ انیس الارواح - ۱۳۰۶ھ - کتب خانہ آصفیہ - حیدر آباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۲ -

۳۸۵ - روشن علی شاہ - لقصافات ربانی - حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام ص ۶۶ -

۳۸۶ - روضۃ الجنت - مطبوعہ - حوالہ - فہرست ڈاکٹر مولوی عبد الحق نمبر ۲۴۴۲ = ۱۴

۳۸۷ - رئیس احمد - جعفری - مترجم - تاریخ تصوف اسلام د ڈاکٹر مصطفیٰ علی مصری ص ۳۳۶ - ۱۹۵۳ء مطبوعہ لاہور

۳۸۸ - رؤف احمد - مرغوب القلوب فی معراج المحبوب - ۱۲۵۷ بمبئی -

۳۸۹۔ رؤف شاہ۔ قادری۔ محمد۔ ہدیہ مجددیہ ص ۱۶ ۔ ۱۲۹۲ھ مطبوعہ محبوب شاہ حیدرآباد دکن۔

۳۹۰۔ ریاض الدین احمد۔ چاند پوری، مترجم۔ ترجمہ سوختہ شریف (شاہ کلیم اللہ جہان آبادی) ص ۱۱۲۔ ۱۳۰۱ھ مطبع رضوی دہلی۔

۳۹۱۔ ریاضت القلوب۔ ص ۲۸۔ ۱۸۷۵ء مطبوعہ مراد آباد

۳۹۲۔ زاد السالکین۔ ص ۳۲۔ ۱۸۷۳ء مطبوعہ دہلی

۳۹۳۔ زین الدین۔ القول المبین ص ۴۰۔ ۱۳۰۰ھ مظہر العجائب مدراس

۳۹۴۔ زین العابدین۔ مراۃ الحق۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۲۲۶۔

۳۹۵۔ سَتا لالہ۔ چرخ نامہ۔ ص ۱۸۔ مابعد ۱۱۵۰ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۳۵

نوٹ:۔ اس نظم میں تصوف کی بعض باتوں کو سمجھایا گیا ہے۔

۳۹۶۔ سخاوت علی۔ تقویٰ۔ ص ۲۰۔ ۱۲۶۸ھ مطبع الرحمٰن پریس کانپور

۳۹۷۔ سخاوت علی۔ اسرار درویشی۔ مطبع الرحمٰن پریس کانپور

۳۹۸۔ سخاوت علی۔ وصیت نامہ۔ مطبع الرحمٰن پریس کانپور

۳۹۹۔ سخاوت علی۔ وصول۔ مطبع الرحمٰن پریس کانپور

۴۰۰۔ سراج الدین۔ جامع البرکات۔ ص ۷۶۔ ۱۲۶۱ھ مطبوعہ بمبئی

۴۰۱۔ سراج السالکین۔ حوالہ: فہرست کتب قدیمہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن ص ۸۲۔

۴۰۲ - سراج الفقرا - حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہلِ اسلام مدراس ص ۶۹۔

۴۰۳ - سرور القلوب فی ذکر المحبوب - مطبع نو لکشور لکھنؤ۔

۴۰۴ - سرور - مرات التوحید - ص ۸ - ۱۲۵۰ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۶۶

نوٹ: ابو العلان احراری الحسن کے فارسی رسالہ کا ترجمہ ہے جس میں فنا فی الافعال اور فنا فی الصفات کا تذکرہ ہے۔

۴۰۵ - سرمست - چہار پیر - چودہ خانوادہ - ص ۷ - اوائل ۱۲۰۰ھ حوالہ: نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست - ص ۲۴۱

۴۰۶ - سرمست - نام حق - مع اسرارِ حق - حوالہ: فہرست نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست - ص ۲۴۱ و آئینۂ تصوف۔

۴۰۷ - سعید شاہ - محمدؐ - شریعت و طریقت - مطبوعہ آگرہ۔

۴۰۸ - سکندر بخت - روحانی اقوال ص ۱۱۲ - ۱۹۴۷ھ کتب خانہ عابد روڈ حیدر آباد دکن۔

۴۰۹ - سلطان باھو - سلطان العارفین - حق نما - اردو ترجمہ و شرح موسومہ نور الہدیٰ - ادارہ رہنمائے زندگی - لوڈبہ ٹیک سنگھ

۴۱۰ - سلطان باھو - سلطان العارفین - اسیر الکونین - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۱۔

۴۱۱ - سلطان باھو - سلطان العارفین - انوار سلطانی - اردو شرح

ابیات۔ حوالہ:۔ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۱

۴۱۲۔ سلطان باھو۔ سلطان العارفین۔ توفیقِ ھدایت۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان ص ۲۱۔

۴۱۳۔ سلطان باھو۔ سلطان العارفین۔ کلید فردوس۔ ترجمہ۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان۔ ص ۲۱۔

۴۱۴۔ سلطان باھو۔ سلطان العارفین۔ کلیدِ جنّت۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان۔ لاہور ص ۲۱۔

۴۱۵۔ سلطان باھو۔ مجالسۃ النبی۔ ۱۲۹۳ھ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور فہرست ص ۲۲ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۱۹۹۸۔

۴۱۶۔ سلطان باھو۔ رسالہ روحی۔ ص۷۔ لو لکشور پریس لاہور

۴۱۷۔ سلطان باھو۔ ترجمہ جامع الاسرار۔ حوالہ:۔ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۱۔

۴۱۸۔ سلطان باھو۔ ترجمہ شمس العارفین ص ۹۹ سنہ ۱۳۲۲ھ۔ حوالہ: فہرست عباسی کتب خانہ کراچی ص ۳۹۔ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۰۵۹۔

۴۱۹۔ سلطان باھو۔ ترجمہ عقلِ بیدار۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۱۔

۴۲۰۔ سلطان باھو ۔ محک الفقرا ۔ ترجمہ نولکشور پریس لکھنؤ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن بنمبر ۲۰۵۱ و فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۲

۴۲۱ ۔ سلطان باہو ۔ عین الفقرا ۔ ترجمہ مخزن فیض ص ۱۴۰ حلم پریس لاہور

۴۲۲ ۔ سلطان باہو ۔ اسرار قادری ۔ ص ۹۴ ۔ مطبع مفید عام سیالکوٹ

۴۲۳ ۔ سلطان باہو ۔ ترجمہ قرب دیدار ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۰۵۵۔

۴۲۴ ۔ سلطان باہو ۔ ترجمہ وفضل اللقا ۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۲۔

۴۲۵ ۔ سلطان باہو ۔ گنج اسرار ۔ ترجمہ مفتاح العارفین ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدر آباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۰۔

۴۲۶ ۔ دس الاسرار ۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۵

۴۲۷ ۔ سلطان باہو ۔ محکم الفقرا ۔ ترجمہ قلمی ۔ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ۔ حیدر آباد دکن

۴۲۸ ۔ محبت الاسرار ۔ ترجمہ ۔ حوالہ: اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۲

۴۲۹ ۔ سلطان باہو ۔ کلید توحید ۔ ترجمہ کشف الاسرار ۔ حوالہ: اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۲۔

۴۳۰ ۔ سلطان باہو ۔ حقیقت الاسرار ۔ ترجمہ ۔ حوالہ: فہرست اللہ والے

کی قومی دکان لاہور ص ۲۲ - و آئینۂ تصوف ص ۱۴ -

۴۳۱ - سلطان حسینی - خواجہ - شاہ - زائچہ - ص ۱۶ - قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۱۱ ۲/۱ -

۴۳۲ - سلطان حسین - شاہ - شیوف تنزلات - مطبوعہ - حوالہ فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس ص ۶۹

۴۳۳ - سلطان اذکار - فی مناقب غوث الابرار مع اضافہ فاروقی پریس دہلی -

۴۳۴ - سلطان محی الدین - بادشاہ - قادری - سالک - غوث نما - دکان الواصلین ص ۳۸ - ۱۲۷۹ ھ - حوالہ تذکرہ اردو مخطوطات - ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۱۹۴ -

۴۳۵ - سلطان محی الدین - بادشاہ - قادری - سالک - غوث نما -

۴۳۶ - سلامت اللہ - مولوی - سعادت الشرافت - ص ۴۰ - اشاعت العلوم حیدرآباد دکن

۴۳۷ - سید احمد - قادری - تحفۃ المشتاق - مطبوعہ - حیدرآباد دکن - حوالہ فہرست کتب خانہ قدیم اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن ص ۳۵ -

۴۳۸ - سید احمد خان - سر - مترجم - ترجمہ دیباچہ کیمیائے سعادت (امام ابو حامد غزالی) ص ۷ - ۱۲۷۰ھ - قلمی - حوالہ - تصانیف احمدیہ - انسٹیٹیوٹ گزٹ علی گڑھ - ص ۱۴۴ -

نوٹ (لٹن لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں یہ نسخہ موجود ہے)

۴۳۹ - سید احمد - خان - سر - کلمۃ الحق - ۱۸۷۹ء - مطبوعہ علیگڑھ - (نوٹ)
پیری مریدی کی بحث -

۴۴۰ - سید جلیل مولانا - آداب لقمانی - ص ۳۷ - ۱۳۰ھ - مطبوعہ کانپور

۴۴۱ - سید حیدر - جینو منٹ - رسالہ تصوف - ص ۱۱ - مابعد ۱۱۵۰ھ - حوالہ
کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۲۸ -

۴۴۲ - سید حسن - صوفی - اورنگ آبادی - رسالہ تصوف ص ۲۸ - ۱۲۱۹ھ
حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست

۴۴۳ - سید حسین علی - شاہ - انوار العاشقین - ص ۹۰۲ - ۱۲۸۳ھ مطبع نولکشور لکھنؤ

۴۴۴ - سید حسن - تحفۃ الاحباب قادریہ - ص ۹۰۲ - سنہ ۱۳۲۹ھ مطبوعہ
حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۱۱ -

۴۴۵ - سید حیات - کلیۂ معرفت - قلمی - حوالہ - فہرست - ڈاکٹر مولوی
عبدالحق - نمبر ۳۸۸ - : ۱۴

۴۴۶ - سید شاہ - محمد - شرالحیت - طریقت - حوالہ : فہرست کتب خانہ حکیم
عبداللہ شاہ - ٹنڈو آدم نمبر ۱۵۲ -

۴۴۷ - سید الشیوخ - صحیفہ معرفت - ص ۴۸ - ادیب پریس - حوالہ
فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق - انجمن ترقی اردو کراچی نمبر ۱۳

۴۴۸ - سید علی - حکیم - فال صحیح - ص ۱۲ - مطبع نور الاسلام لدھیانہ
نوٹ : تحقیق مسئلہ وحدت الوجود -

۴۴۹۔ سید علی۔ ارشاد رحمانی۔ ص ۲۰۔ سنہ ۱۹۱۳ء مطبوعہ میرٹھ

۴۵۰۔ تنبیہ الغافلین۔ سید محمدؒ۔ ص ۲۵۴ سنہ ۱۸۸۳ء نولکشور لاہور

۴۵۱۔ سید محمدؒ۔ گیسو دراز۔ خواجہ بندہ نواز۔ ف ۸۲۵ھ اردوئے قدیم ص ۴۱

۴۵۱۔ ترجمہ وصیت نامہ۔ قلمی۔ حوالہ۔ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق

نمبر ۵۲۱ : ۴

۴۵۲۔ سید۔ محمدؒ۔ گیسو دراز۔ خواجہ بندہ نواز ف ۸۲۵ھ (اردوئے قدیم

شمس اللہ قادری ص ۴۱) رسالہ تصوف ص ۳۲۔ قلمی۔ حوالہ: کتب خانہ

خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو کراچی نمبر ۳۶۱۷۔

۴۵۳۔ سید محمدؒ۔ گیسو دراز۔ خواجہ بندہ نواز ف ۸۲۵ھ (اردوئے قدیم ص ۴۱)

ھدایت نامہ۔ دکنی۔ قلمی۔ حوالہ: دکن میں اردو۔ نصیر الدین ہاشمی

۴۵۴۔ سید محمدؒ۔ گیسو دراز۔ خواجہ بندہ نواز۔ ف ۸۲۵ (اردوئے قدیم ص ۴۱)

رسالہ سہ بارہ۔ قلمی۔ حوالہ۔ دکن میں اردو ص ۲۶۔

۴۵۵۔ سید محمدؒ۔ گیسو دراز خواجہ بندہ نواز۔ ف ۸۲۵ھ (اردوئے قدیم ص ۴۱)

خاتمہ۔ (تصوف) ص ۱۴۴ سنہ ۱۹۳۰ء۔ عباسی کتب خانہ کراچی۔

۴۵۶۔ سید۔ محمدؒ۔ گیسو دراز۔ خواجہ۔ بندہ نواز ف ۸۲۵ھ (اردوئے قدیم ص ۴۱)

شکار نامہ۔ ص ۱۰۔ ۸۰۵۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص انجمن

ترقی اردو ھ نمبر ۳۷۹۲۔

۴۵۷۔ سید محمدؒ۔ گیسو دراز۔ خواجہ بندہ نواز۔ ف ۸۲۵ھ اردوئے قدیم ص ۴۱

در داسرار - اردو ترجمہ ۸۲۵ھ قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ حیدرآباد دکن و تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۲۰۱۔

۴۵۸ - سید محمد - گیسو دراز - خواجہ بندہ نواز - ف ۸۲۵ھ (اردوئے قدیم ص ۱۴)
تلاوت الوجود - ترجمہ سہدی اردو - ص ۱۹ - ماقبل ۸۲۵ھ قلمی - حوالہ فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست ص ۱۷۸ - حیدرآباد دکن و فہرست ڈاکٹر مولوی عبد الحق نمبر ۳۵۵ : ۱۴
نوٹ: کتابت نسخہ کی ۱۳۸۹ھ کی ہے۔

۴۵۹ - سید - محمد - گیسو دراز - خواجہ - بندہ نواز - ف ۸۲۵ (اردوئے قدیم ص ۱۴)
معراج العاشقین - ص ۷۹ - ۱۱۹۵ھ کتابت قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۳ - ص ۲۱۲۔
نوٹ: - ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے مع فاضلانہ مقدمہ کے سنہ ۱۳۴۳ھ میں تاج پریس حیدرآباد دکن سے اس کو شائع کیا ہے۔

۴۶۰ - سید - محمد - گیسو دراز - خواجہ - بندہ نواز - ف ۸۲۵ (اردوئے قدیم ص ۱۴) - ترجمہ آداب المریدین - (ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی)
سنہ ۱۳۵۰ھ - انتظامی پریس - حیدرآباد دکن۔

۴۶۱ - سید کاظم - شیفتہ - کنتوری - مترجم - ترجمہ الفیاح افادات۔ (مفتی محمد سعید خان۔) ص ۹۰۲ - ۱۳۰۶ھ - عزیز دکن پریس حیدرآباد دکن - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۸۷

۴۶۲ - سید نبی - سراج القلوب - ص ۱۴ - سنہ ۱۹۱۸ء - مطبوعہ - بمبئی۔

۴۶۳۔ سید۔ نذیر۔ نیازی۔ غیب و شہود۔ ۱۹۵۷ء۔ مجلس ترقی ادب لاہور

۴۶۴۔ سیف الدین۔ فتح ربانی و فیض رحمانی۔ مطبوعہ لاہور

۴۶۵۔ سیف اللہ شاہ۔ قادری۔ اسرار برہانی ترجمہ لفظی رحمانی ص ۵۶

۱۳۰۸ھ۔ غوثیہ پریس۔ حیدرآباد دکن۔ حوالہ فہرست کتب خانہ سرداد الحکماء

حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۶۳۔

۴۶۶۔ سیف اللہ شاہ۔ قادری۔ حرز الابرار فی زیارات اقطاب غوثیہ

پریس حیدرآباد دکن۔

۴۶۷۔ شاہ تراب۔ بادہ بحر۔ قلمی۔ حوالہ۔ فہرست۔ کتب خانہ۔ سرداد الحکماء

حیدرآباد دکن نمبر ۱۶۴۵۔

نوٹ:۔ یہ نسخہ نواب فیلسوف جنگ کا کتابت کرایا ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ کا نام بادہ بحر ہے۔ (فہرست کتب خانہ آصفیہ جلد ۱ ص ۵۰۲)

۴۶۸۔ شاہ تراب۔ رسالہ گلزار وحدت۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۴۴: ۱۴

۴۶۹۔ شاہ تراب: خاندان چشتیہ۔ قلمی۔ حوالہ۔ فہرست تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور۔ حصہ دوم۔ ص ۱۰۹۔

۴۷۰۔ شاہ شاہد۔ نکات الاسرار۔ ص ۷۴۔ ۱۲۶۲ھ امیر المطابع آگرہ

۴۷۱۔ شاہ صادق۔ شمس الحقائق۔ ص ۹۶۔ ۱۲۰۰ھ۔ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ۲۵۱۔

۴۷۲ - شاہ عمر - قادری - رہبر طریقت - حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس ص ۶۸ -

۴۷۳ - شاہ کریم - رسالہ تصوف منظوم - قلمی - حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۵۵۴ : ۱۴ -

۴۷۴ - شاہ محمدؒ - قادری سید - کشف محمدیہ - ص ۲۰۲ - سنہ ۱۳۰۶ھ مطبوعہ لکھنؤ - حوالہ فہرست کتب خانہ سر دار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۹۷ -

۴۷۵ - شاہ محمدؒ و محمد صدر الدین - نفحات رحمانی - خلاصہ نفس رحمانی ص ۱۶ - ۱۳۴۷ھ مطبع صدر مجلس صوبہ گلبرگہ -

تبصرہ: اس میں مراتب ستہ کا لب لباب بیان کیا ہے - ذات دائرہ وحدت - مطلقہ - الوھیت - روح الروح - احدیت سلبی دائرہ قلب - دائرہ اجسام - دائرہ عروج و نزول کے متعلق مفصل بحث ہے -

۴۷۶ - شاہ مستان علی - نبیرہ - شاہ - علاؤ الدین - صدیقی - مدراسی باغ ارم - ص ۲۷۶ - ۱۲۴۴ھ مطبوعہ - حوالہ: خطبات گارسان دتاسی ص ۴۸۲ و فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس نمبر ۴۸ ۷ و تذکرہ اردو مخطوطات ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۱۰۴

نوٹ: - مثنوی شریف کے منتخب حصوں کا ترجمہ - یہ چار ہزار چار سو ابیات کی مثنوی ہے -

۴۷۷ - شاہ میر - دکنی - رسالہ توحید - ص ۳۲ - قریب ۱۲۰۰ھ حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی قلمی اردو کتابوں کی فہرست ص ۲۵۶ -

نمونہ - "اے عزیز موجود دو قسم کا ہے ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود - واجب الوجود اسے کہتے ہیں کہ خود بخود آپ سوں قائم ہور موجود ہے -"

۴۷۸ - شاہ میر - دکنی - عینیت و غیریت - ص ۵ - حوالہ: نوائے ادب بمبئی - اپریل سنہ ۱۹۵۳ء

تبصرہ: بطور سوال جواب اس مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے - آخر میں سید شاہ نور اللہ کا یہ شعر ہے -

؎ عینیت غیریت کو چہتی ہے - غیریت عینیت میں آتی ہے -

۴۷۹ - شاہ میر - مترجم - نہ لطون چشتیہ - (مصنفہ سید اسد اللہ) حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ - مجموعہ تصوف نمبر ۸۳۹ -

۴۸۰ - شاہ میر - مشہور شاہ میاں - رسالہ توحید وجودی - ص ۲۲ - ۱۲۰۰ھ قلمی - حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم حیدر آباد دکن و مسلم لائبریری آگرہ کی اردو قلمی کتابوں کی فہرست ص ۵۶ -

۴۸۱ - شاہ میر - دکنی - اسرار توحید - ص ۳۶ - سنہ ۱۳۲۱ھ - مطبع عزیز دکن حیدر آباد دکن - حوالہ: نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۳ء ص ۸۳

تبصرہ: اسرار توحید کا موضوع تنزلات ستہ ہے - جو تصوف کے بنیادی اصول پر مبنی ہے - یہ رسالہ مختصر اور جامع ہے فلسفہ، منطق و علم

کلام اور عقائد صوفیہ صافیہ کی کھوس معلومات اس میں ہے۔

۴۸۲۔ شاہ میر۔ دکنی۔ عقائد صوفیہ۔ مخزنہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نمبر ۶۱ ، ۷۹۷۔ س۔ م۔ ع

۴۸۳۔ شاہ میر۔ دکنی۔ رسالہ قادریہ۔ ص ۱۲۴۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست اردو مخطوطات عبدالقادر سروری۔ ص ۷۸۔

تبصرہ: اس مخطوط پر شاہ جلال الدین اکمل ابن شاہ کمال الدین کی یہ تحریر ہے "رسالہ قادریہ حضرت دادا مرشد سید محمد شاہ میر قدس سرہٗ بیان میں تنزلات کے جو موافق لعض اصطلاح قادریہ کے فرمائے ہیں۔"

۴۸۴۔ شاہ میر۔ ضیاء العیون۔ کتب خانہ ٹیپو سلطان میسور۔ حوالہ۔ نوائے ادب بمبئی۔ اپریل ۱۹۵۳ء ص ۴۱۔

۴۸۵۔ شاہ میر۔ رموزِ اعظم۔ قلمی۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۵۶۔

۴۸۶۔ شاہ میر۔ ارشاد الطالبین۔ قلمی حوالہ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۵۶۔

۴۸۷۔ شاہ میر۔ لبستانِ طریقت۔ قلمی۔ حوالہ۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۵۶۔

۴۸۸۔ شاہ میر۔ رائچوری۔ ف ۱۱۶۳ھ رسالہ حقائق دلتصوف ۱۱۵۷ھ۔ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن۔

۴۸۹ - شاہ میر - راجوری - نہ لطون - قلمی - حوالہ: فہرست اردو مخطوطات جامع مسجد بمبئی - ص ۴۵ -

مترجم: اس میں تصوّف کے بعض اسرار کی تشریح ہے نہ لطون کی تفصیل اس طرح درج کی گئی ہے - ھستی مطلق - ھستی مجمل - ھستی مفصل - امین دیکہ - روح مقیم - روح جاری - امین شاھد - انا نور - من نور ممکن الوجود - واجب الوجود -

آغاز: ظاہر کا دیکہ روح جاری اس پر کی ہے شاہدی من نور ظاہر کا وجود واجب - یہ تینوں مل کر محمدؐ ہوا - ذات کا دیکہ امین دیکھ ذات کا شاہد امین شاہد اور ذات کا وجود امین نور یہ تینوں مل کر ہیچہ نہ مرتبہ (نہ لطون) بولتے ہیں -

۴۹۰ - شرح عوارف المعارف - قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن نمبر ۱۵۱۴ و فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۴ -

۴۹۱ - شراحیت و معرفت: ص ۱۵ - ۱۱۰۰ھ قلمی - حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی فہرست ص ۲۰۲ -

نمونہ:- واجب کیرا محل سنوارنے کئی کئی جلد کیتا چند
اعظمی اعضی آسمان لاکر کیتا بندی بند!
اعضی آسمان لیکر بنجر سنوارے عظمت کل بنایا
اس آسمان کی سایہ اندر شہر نیک بسایا!

تبصرہ : اس رسالہ میں چند مسائل تصوّف کا ذکر ہے - قرآن کی آیت یا حدیث سرخی سے لکھی ہے - اس کے نیچے ایک یا دو شعر بھی ہیں جن میں تشریح کی گئی ہے -

۴۹۲ - شریف حسین سید - خزینۃ الرشاد - ترجمہ ذخیرۃ العباد سنہ ۱۹۱۲ء حیدریہ اسٹیم پریس لاہور

۴۹۳ - شریف علی شاہ - قادری - رسالہ شریف - ص ۲۵ - حوالہ رسالہ نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۴ء - ص ۸۰ -

۴۹۴ - شیخ احمد - الوار المھدی - سنہ ۱۳۰۹ھ - حوالہ - فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۴۷۷ -

۴۹۵ - شیخ خان محمدؐ - بن ولی محمدؐ - بن خان محمدؐ جانشین سلطان غزنین شاہی ف ۱۰۲۸ - شغلِ طوبیٰ - حوالہ: رسالہ نوائے ادب بمبئی اکتوبر سنہ ۱۹۵۵ ص ۲ -

تبصرہ :- یہ کتاب تصوّف میں فارسی - اردو میں ہفت تصوّر پر لکھی گئی ہے - اشعار اردو ہندی آمیز ہیں -

نمونہ :- بہار نکلتا لاسوں تالوں ٭ الا اللہ سوں بھتر آنو
جی دم سٹ بن خالی جاوے ٭ اپنے ہاتھوں گھر لٹاویں

نوٹ : یہ نسخہ احمد آباد کے کتب خانہ درگاہ پیر محمدؐ شاہ میں فن ۸ نمبر ۹۹ میں موجود ہے -

۴۹۶ - شیخ عثمان جالندھری - رموزات عشق الاسرار - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان ص ۸ -

۴۹۷ - شیخ عثمان - جالندھری - تحفۃ القلوب و ھدایۃ الارواح - اردو ترجمہ حوالہ:- فہرست اللہ والے کی قومی دکان ص ۸ -

۴۹۸ - شفیع الدین - مرزا - منتخب النوادر الاتقیاء - ص ۱۰۴ - قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو الف ۲۱۴ ۱/۶ و نمبر ۱۱۴ - نوٹ: اقوال صوفیہ کا مجموعہ -

۴۹۹ - شمس الدین - نصیحت نامہ - حوالہ:- فہرست کتب خانہ مدرسہ محمدیہ - بمبئی - ص ۴۸۹ -

۵۰۰ - شہاب الدین - خزینۃ الاسرار - فی ذکر التوبہ - والاستغفار سنہ ۱۹۰۴ء مطبوعہ لاہور

۵۰۱ - صالح شیخ - الفتح المبین و الجواہر الحسنین - ترجمہ در عقین سنہ ۱۳۵۱ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۴

۵۰۲ - صالح محمد - معمولات مجددیہ - مطبوعہ

۵۰۳ - صبغۃ اللہ - قاضی - بدر الدولہ - مدراسی - نور القلوب - حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس ص ۱۴ -

۵۰۴ - صبغۃ اللہ - قاضی - بدر الدولہ - مدراسی - قوت الارواح شرح توشہ فلاح - ترجمہ مناسک الافلاح مطبوعہ مدراس -

۵۰۵ - صبغتہ اللہ - قاضی - بدر الدولہ - مدراسی - گلزار ھدایت ۱۲۷۲ھ
مطبع کوشش راح - بنارس -

۵۰۶ صدر الدین شاہ - خزینۃ التصوف باطریقہ الحقیقت - ص ۱۲۹ -
۱۳۵۱ ھ معین دکن پریس حیدرآباد دکن -

۵۰۷ - صدر الدین - شاہ - رسالہ صدر الدین ص ۸ - مابعد ۱۰۵۰ھ حوالہ
کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست
ص ۱۸۶ -

آغاز: اوّل نام اللہ کا لے کو بعد نبی رسول کا سب کہیں کرب دیکھا یا صدر الدین الاول

۵۰۸ - صدر الدین - شاہ - رسالہ تصوّف - ص ۵۶ مابعد ۱۰۵۰ھ
حوالہ کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست
ص ۱۸۷ -

نمونہ - مطلب سوں اپنی کام ہے دکھنی اچھو یا فارسی
مکہ دیکھے سوں ہے غرض جس جنس کی ہو آرسی

۵۰۹ - صدر الدین - شاہ - رموز الکاسبین - ص ۵ مابعد ۱۰۵۰ھ
حوالہ: کتب خانہ - نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی
فہرست ص ۱۸۸ -

تبصرہ: کسب محویت میں اس کا ذکر آچکا ہے - شاہ صدر الدین کی
کثرت سے کتابیں موجود ہیں - مگر ان کے حالات پردہ خفا میں ہیں۔
شاہ محمد صدر الدین متوفی ۸۷۶ھ دوسرے بزرگ ہیں جن کا ذکر

تذکرۂ اولیائے دکن حصہ اول ص ۴۶۴ و برکات اولیا ص ۲۹ پر ہے۔

۵۱۰ - صدر الدین ۔ شاہ ۔ استخارۂ قادریہ ۔ قلمی ۔ حوالہ ۔ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۶۹ : ۱۴۔

۵۱۱ - صدر الدین ۔ شاہ ۔ مرات الاسرار ۔ قلمی ۔ حوالہ ۔ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۲۴ : ۱۴۔

۵۱۲ - صدر الدین ۔ شاہ ۔ نکات ۔ قلمی ۔ حوالہ فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۲۸ - : ۱۴ -

۵۱۳ - صدرالدین ۔ شاہ ۔ مرات الاذکار ۔ حوالہ: حیسو ریں اردو ص ۵۔

۵۱۴ - صدر الدین ۔ شاہ ۔ مصباح النور ۔ حوالہ ۔ میسو ریں اردو ۔ ص ۵

۵۱۵ - صدر الدین ۔ شاہ ۔ شرح ۔ صفات ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۲۷ - : ۱۴

۵۱۶ - صدر الدین ۔ شاہ ۔ مجمع المقالات ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۲۴ : ۱۴۔

۵۱۷ - صدر الدین ۔ شاہ ۔ کسب عمر و ۔ ج ۔ ص ۱۸ ۔ قبل ۱۰۸۷ھ - ۱۰۵۰ھ
حوالہ: تذکرہ اردو مخطوطات ۔ ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۲۱۵ ۔

نمونہ: رقتالیس شکل لو یاد رکھو اے دوست
یہ جب دیکھو کرنے لگا پیدا او سے مجھے ہمہ اوست

۵۱۸ - صدر الدین حسن خان - بڑودوی - نواب - رسالہ اصلاح قلوب
افضل المطابع مراد آباد

۵۱۹ - صدر الدین حسن خان - بڑودوی - نواب - گلدستہ صنائع - افضل المطابع مراد آباد

۵۲۰ - صدر الدین حسن خان - بڑودوی - نواب - علاج محبت - ص ۳۵ - ۱۹۱۰ء افضل المطابع مراد آباد

۵۲۱ - صدر الدین حسن خان - بڑودوی - نواب - اصلاح لاعبین ص ۲۹ - ۱۹۱۰ء افضل المطابع مراد آباد

۵۲۲ - صدر الدین حسن خان بڑودوی - نواب - کتاب طرح لعیت - پہلی و دوسری
حوالہ: فہرست کتب خانہ - چمن اردو حلقہ نظام المشائخ دہلی ص ۸۔

۵۲۳ - صدر الدین حسن - خان - بڑودوی - نواب - دست غیب (اپنی
آنکھ اپنی دید) - حوالہ: فہرست کتب خانہ - چمن اردو حلقہ نظام المشائخ دہلی ص ۸

۵۲۴ - صدیق حسن خان - نواب - فتح استغنی بینی شرح حدیث
و بنی الاسلام علی خمس - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد
دکن جلد ۲ ص ۱۶۲۶۔

۵۲۵ - صدیق حسن خان - نواب ~~مراد المرید فی اخلاص من التوحید~~ اخلاص الفواد الی توحید رب العباد
~~حیدر سلام آنگرہ~~ ۱۳۰۵ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۱۳۲۲۔

۵۲۶ - صدیق حسن - خان - نواب ~~حقاظت اللسان~~ خیافتہ الاخوان
لنیا فتی الانسان - ص ۲۷ - حوالہ: فہرست کتب خانہ ادارہ
ادبیات اردو حیدرآباد دکن ص ۵۶۔

۵۲۷ - صدیق حسن - خان - نواب - فتنۃ الانسان من تلقاء ابناء

النمّان ۔ حوالہ: تراجم علمائے اہلِ حدیث ہند۔ جلد ۱ ص ۳۱۰

۵۲۸ ۔ صدیق حسن ۔ خان ۔ نواب ۔ اختیار السعادۃ ۔ حوالہ: تراجم علمائے اہلِ حدیث ہند ۔ جلد ۱ ص ۳۱۰ ۔

۵۲۹ ۔ صدیق حسن خان ۔ نواب ۔ با ایثار العلم علی العبادت سنہ ۱۹۰۲ء ۔ مفید عام آگرہ ۔

۵۳۰ ۔ صدیق حسن خان ۔ نواب ۔ توضیح المعامی والطبقات الی اخاء الدرکات والدرجات سنہ ۱۳۰۲ھ آگرہ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ ۔ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۴۷ ۔

۵۳۱ ۔ صدیق حسن ۔ خان ۔ نواب ۔ مراد المریدفی اخلاص التوحید مفید عام آگرہ ۔

۵۳۱ ۔ صدیق حسن ۔ خان ۔ نواب ۔ مقالات الحسان فی مقامات العرفان ۔ ترجمہ فتوح الغیب سنہ ۱۳۰۷ء ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۴ ۔

۵۳۲ ۔ صدیق ۔ حسن ۔ خان ۔ کشف الستر عن وجہ الذکر والفکر سنہ ۱۳۰۵ھ مفید عام ۔ آگرہ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۶۲۸ ۔

۵۳۳ ۔ صدیق حسن ۔ خان ۔ نواب ۔ اخلاص التوحید للحمید المجید ۱۳۰۵ھ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۲۰۶

۵۳۴ - صدیق حسن - خان نواب - عمارات الاوقات بوظائف الساعات ۱۳۰۵ھ - مفید عام آگرہ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۲۱۱

۵۳۵ - صدیق حسن خان، نواب - سائق العباد - حوالہ: تراجم علمائے اہلِ حدیث ہند - جلد ۱ ص ۳۱۰

۵۳۶ - صفدر حسین - حجتہ اللہ الودود علی منکر وحدت الوجود - ۱۹۰۱ء - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۵۰۷۴

۵۳۷ - صفدر حسین - اسرار الاحرار - ۱۳۰۵ھ - حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۲۰

۵۳۸ - صلاح المعاد فی اتباع قطب الاوتاد - سنہ ۱۳۱۰ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۳۹۰ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۳۱ -

۵۳۹ - صوفیا کے احکام خلاصہ تصوفِ اسلام: حوالہ: فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو - جامع مسجد دہلی ص ۲۸ -

۵۴۰ - ضمیر احمد - مجموعہ سیزدہ رسالہ مذھبِ حنفی ص ۲۹ - سنہ ۱۳۰۷ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۰۷

۵۴۱ - ضیاء الدین - استماع سماع - ص ۱۹۴ - اعظم جاہی پریس حیدرآباد دکن

۵۴۲ - ضیاء الدین - ترجمہ سلک سلوک - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۴۰ -

۵۴۳ - ضیاء الدین - احمد - خواجہ - ریاض العارفین - ص ۲۵-۹-۱۳۰ء
حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۶۹-

۵۴۴ - ضیاء الدین - احمد - دہلوی - برنی - بی - اے - مولوی - اسلام تھوسوفی کی روشنی میں (ڈاکٹر مسز اینی بسنٹ) ترجمہ ص ۳۲ - ۱۹۲۵ء تعلیمی کمیٹی

۵۴۵ - ضیاء اللہ نقشبندی - ترجمہ مقاصد السالکین - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان ص ۱۰

۵۴۶ - ضیاء - عبدالرحیم - حیدرآبادی - مقالات طریقت معروف بہ فضائل عزیزیہ - ۱۲۹۳ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۲۱۲-

۵۴۷ - طریقۂ حسنہ - نولکشور لکھنؤ -

۵۴۸ - طہارت القلوب - ترجمہ حوالہ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۷۰ -

۵۴۹ - ~~ظفر الدین~~ - ظہور الحسن - رامپوری سید - لطائف الحق ترجمہ نکات الحق - ۱۳۱۴ھ مطبوعہ لکھنؤ - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۱۹ -

۵۵۰ - ظہور الحق: عین الوجود - ص ۳۵ - ۱۳۱۴ھ قلمی
حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۱۶ھ-

۵۵۱ - ظہور الدین - سعادت کونین - ترجمہ فیوض الحرمین (مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی) ص ۱۰۴ - ۱۳۲۵ھ احمد پریس دہلی -

۵۵۲ - ظہور الدین - اسرار نبوت ص ۲۵۲ - نولکشور لکھنؤ -

۵۵۳ - ظہیر - بلگرامی - ظہیر الاسلام مع اضافہ ص ۶۳ - ۱۲۹۱ھ - حوالہ: فہرست سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۲۸ -

۵۵۴ - ظہیر احمد - مولانا - مترجم - انسان کامل (علامہ عبدالکریم جیلی) ۲ حصہ - ص ۱۹۹ - و ۱۹۴ - ۱۹۰۸ نولکشور لکھنؤ - حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۱۹۴ -

۵۵۵ - ظہیر احمد - مولانا - ظہیر العاشقین - ص ۶۳ - سنہ ۱۹۲۱ء نظامی پریس بدایوں

۵۵۶ - ظہیر احمد - سہسوانی - مترجم - کشف المحجوب (داتا گنج بخش) ص ۵۲۸ - ۱۳۲۴ء مطبع لاہور

۵۵۷ - ظہیر احمد - شاہ - حکیم - ظہیر السالکین - ترجمہ غنیۃ الطالبین حضرت عبد القادر جیلانی - مطبوعہ لاہور

۵۵۸ - عابد شاہ - گلزار السالکین - ص ۲۷ - ۱۰۹۲ھ - حوالہ: تذکرہ اولیا اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ا ص ۳۱۳ -

تبصرہ: سالکوں کے لئے تصوف وعرفان کے مضامین بیان کئے گئے ہیں

آغاز: اور ثناو صفت کرنا اللہ تعالےٰ کا کہ او قادر ہے تمام چیز اوپر قدرت رکھتا ہے اور ہر شے میں حاضر و ناظر ہے - جیسا شکر کہ مٹھائی اور پھول میں باس اسی طرح سب میں صنعت گری رکھتا ہے -

دیکھ توں آدم میں کیا صنعت دھریا -
اس کا شغلے صانع ہے خدا کے گویا
"بعد تمام شے پر اس کی ذات بالاتر ہے"۔

۵۵۹ـ عابد میاں، صوفی۔ صراطِ مستقیم۔ ص ۲۱۶۔ مطبوعہ دہلی۔

۵۶۰ـ عابد میاں، سید محمدؒ۔ لبستان العارفین۔ ص ۲۰۰۔ ۱۹۲۵ء دہلی۔ حوالہ: کتابیات انتظام اللہ شہابی۔

۵۶۱ـ عابد۔ آغائی۔ ابو العلائی۔ صحیفۂ محبت۔ حوالہ: فہرست شمع ادب کراچی۔ ص ۷

۵۶۲ـ عاشق الٰہی۔ میرٹھی۔ مولانا۔ تحفہ سجانی ترجمہ الفتح الربانی ص ۴۸۸۔ ۱۳۱۴ مسلم پریس بمبئی۔

متصوفہ: غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کے ۶۲ وعظوں کا مجموعہ۔ جس میں تصوف کے معارف اور حقائق بیان کئے گئے ہیں۔

۵۶۳ـ عاشق الٰہی۔ بلندشہری۔ اخلاصِ نیت۔ حوالہ۔ فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد۔ دہلی ص ۲۱۔

۵۶۴ـ عاشق چشتی۔ سید محمدؒ۔ اشارات الغافلین۔ ص ۱۲۵۔ ۱۱۴۳ھ قلمی۔ حوالہ:۔ فہرست کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴۔ ص ۱۹۰ و تذکرہ اردو مخطوطات۔ ڈاکٹر زور جلد ۳ ص ۶۲۔

۵۶۵ـ عباس۔ مدنی۔ نقشبندی۔ سید۔ کشف المعارف ص ۲۰۹۔ ۱۳۱۲ھ نولکشور لکھنؤ۔

۵۶۶ـ عبدالاحد۔ مولوی۔ سجادہ نشین خواجہ قطب الدینؒ ذخیرۂ عقبیٰ۔ ص ۴۳۔ ۱۳۴۵ھ۔ جاوید پریس۔ جون پور

۵۶۷ - عبدالاحد - مولوی ناشر - مرغوب القلوب۔ ترجمہ جذب القلوب ص ۲۸۶
۱۹۱۸ء - نولکشور لکھنؤ -

۵۶۸ - عبدالاول - ابدال الوہاب ص ۲۴ - ۱۹۲۰ عاصی پریس لکھنو -

۵۶۹ - عبدالباری - ندوی - مولانا - تجدید سلوک و تصوف ص ۴۹۴
۱۹۴۹ء - نامی پریس لکھنؤ -

تبصرہ: مولانا نے اس میں تصوف کے متعلق ہر قسم کی علمی و عملی غلطیوں کو دور کر کے حقیقی تصوف کو پیش کیا ہے - اور یہ بتایا ہے کہ دراصل تصوف اسلام کا کمال ہے -

۵۷۰ - عبدالباطن - جون پوری - ارشاد السالکین ص ۱۲۸ ۱۹۵۷ء
کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد - دہلی -

۵۷۱ - عبدالباقی - انصاری - شیخ - محمد - مختارات الصوفیہ - حوالہ:
فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس نمبر ۳۲۳ - و فہرست صدیقی
بک ڈپو - لکھنؤ - ص ۱۷۷ -

۵۷۲ - عبدالجبار - عمر پوری - ارشاد السالکین - فی مسائل الثلاثین
حوالہ: تراجم علمائے اہل حدیث ہند - جلد ۱ ص ۱۶۶ -

۵۷۳ - عبدالجلیل ، محمد - واجب الحفظ - فیض کریم پریس حیدرآباد دکن

۵۷۴ - عبدالجلیل - مترجم - امداد التائبین - ترجمہ ارشاد الطالبین
(مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی) ص ۱۰۴ - ۱۳۲۵ھ - فیض کریم پریس حیدرآباد دکن

۵۷۵ - عبدالحسین - بحر الحقیقت - ص ۶۸ - سنہ ۱۸۷۴ء مطبوعہ کانپور

۵۷۶ - عبدالحق - محدث - دہلوی - شیخ - ف ۱۰۵۲ھ نکات الحق - ترجمہ
اردو موسومہ لطائف الحق سنہ ۱۹۰۵ء مطبع مجتبائی دہلی۔

۵۷۷ - عبدالحق - محدث - دہلوی - شیخ ف ۱۰۵۲ھ - آداب الصالحین
فارسی - ترجمہ اردو - سنہ ۱۲۶۵ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن
جلد ۲ ص ۱۱۳۰ -

۵۷۸ - عبدالحق - وسیلۂ مرشد - ص ۱۸ - ۱۹۱۲ء شمس المطابع مراد آباد

۵۷۹ عبدالحق - ساوی - مخدوم - ف ۱۱۶۵ھ - مفتاح الکل اردو
قبل ۱۱۶۵ھ -
حوالہ :- سوانح عمری مخدوم عبدالحق ساوی - مرتبہ سخاوت مرزا مطبوعہ
عہد آفرین پریس حیدرآباد دکن - ص ۱۶ -

۵۸۰ - عبدالحمید - فاروقی - شجرہ ہائے خاندان چشتیہ - حوالہ:
فہرست کتب خانہ - سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۰۳

۵۸۱ - عبدالحمید - فاروقی - صراط الصالحین - حوالہ: فہرست
کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۰۲ -

۵۸۲ - عبدالحمید - قادر ولی - ھدیہ مرغوب سنہ ۱۸۷۳ء مطبوعہ بمبئی۔

۵۸۳ - عبدالحی واعظ - تحفہ مرغوب - شرح محبوب القلوب -
حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس ص ۶۶ -

۵۸۴ - عبدالخالق - رسالہ اصلاح نفس امارہ - ص ۶۵۵ سنہ ۱۸۷۶ء مطبوعہ علیگڈھ -

۵۸۵ - عبدالرب - حنفی - ارشاد دیہیا سنہ ۱۲۹۴ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۹۰ -

۵۸۶ - عبدالرحمان - مرور ابوسعید - کشور معرفت (در وشنی معرفت) سنہ ۱۳۱۶ھ نظام المطابع مدراس -

۵۸۷ - عبدالرحمان - قدسی - علم و عرفان - مطبوعہ - حوالہ: فہرست کتبخانہ حسینی - حکیم عبداللہ شاہ ٹنڈو آدم نمبر ۵۴۲ -

۵۸۸ - عبدالرحمان - تہذیب القلوب - سنہ ۱۳۱۱ھ مطبوعہ لاہور

۵۸۹ - عبدالرحمان - جامی - مولانا - (نور الدین - عبدالرحمان بن احمد جامی) ف ۸۹۸ھ رسالہ خلاصہ لوائح - ترجمہ اردو ص ۴۴ - ۱۳۲۰ھ آسی پریس لکھنؤ -

۵۹۰ - عبدالرحمان خان - مقاصد الصالحین - ترجمہ حکایات الصالحین ص ۹۷ - ۱۸۶۹ء مطبوعہ لاہور -

۵۹۱ - عبدالرحمان - انوار معرفت - سنہ ۱۲۸۲ھ حوالہ: کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۲ -

۵۹۲ - عبدالرحمان - قادری - کلمۃ الحق (وحدت الوجود) حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۱۰

۵۹۳ - عبدالرحیم - دہلوی - حضرت شاہ - ارشاد رحیمیہ - فارسی اردو

ص ۳۲ ۔ ۱۸۹۹ء ۔ مطبع روزنامہ اخبار دہلی۔

۵۹۴ ۔ عبدالرحیم۔ پشاوری ۔ مولانا۔ اسلامی تصوف ۔ ص ۱۲۰ ۔ ۱۳۹۱ء

الہلال بک ایجنسی لاہور

تبصرہ: علامہ ابن تیمیہ حرانی کی تالیف طریق الہجرتین وباب السعادتین کے پہلے حصہ کا اردو ترجمہ ہے۔ علامہ موصوف نے اس کتاب میں اسلام کے حقیقی تصوف کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تصوف اسلام۔ فقر مسنون۔ طریقت و حقیقت کے اصول و قواعد کو تبشرع بیان کیا گیا ہے۔ فقر وعبودیت کی بحث پرُ کیف ہے۔ جو سالک باللہ کا عقیدہ حقیقی ہے

۵۹۵ ۔ عبدالرحیم ۔ لاہوری ۔ مولوی ۔ مترجم ۔ الکشف والتبین (امام غزالی)
ص ۴۴ ۔ ۱۹۴۶ء ۔ حوالہ : فہرست عباسی کتب خانہ کراچی ص ۹

۵۹۶ ۔ عبدالرحیم لاہوری ۔ ترجمہ خط (امام غزالی) حوالہ ۔ فہرست عباسی کتب خانہ کراچی ص ۹ ۔

۵۹۷ ۔ عبدالرزاق۔ ملیح آبادی ۔ مولانا۔ مترجم ۔ گمراہ صوفی ۔ ص ۹۱
سنہ ۱۹۳۴ء ۔ حنفیہ بک ایجنسی کلکتہ۔

تبصرہ: علامہ ابن الجوزی کی کتاب تلبیس ابلیس کی چند فصلوں کا اردو ترجمہ ہے۔ جس میں تصوف حقیقی و تصوف باطل کے درمیان امتیاز دکھایا گیا ہے۔ ابن جوزی صحیح تصوف اس کو قرار دیتے ہیں،

جو حضرت جنید رح - شبلی رح کا مسلک و مشرب تھا انہی کے اقوال سے تصوف حقیقی
کی تعریف کی ہے - اور عقائد باطلہ کا رد کیا ہے -

۵۹۸ - عبد الرزاق - ملیح آبادی - مولانا - مترجم - کرامات - ص ۶۹ - ۱۹۳۴ء
ہند بک ایجنسی کلکتہ - تبصرہ :- علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ کا ترجمہ ہے - اس
میں اولیاء کی کرامات کی تصدیق کی ہے - مگر نتائج کے اعتبار سے مفید و
مضر ہونے کے پہلو پیش کئے ہیں - کرامات کے ظہور کے لئے مجاہدات اور
ریاضت کرنا دینداری کے لئے بے سود قرار دیتے ہیں -

۵۹۹ - عبد الرزاق - ملیح آبادی - مولانا - مترجم - مجذوب - ص
۳۹ - ۱۹۳۶ء - پبلک لائبریری سر ڈیوڈ روڈ کلکتہ -
تبصرہ - علامہ ابن تیمیہ حرانی نے ایک استفسار کے جواب میں مذہبی
احکام اور شریعت غرا کے پیش نظر اُن ہستیوں کا مقام
بتایا ہے جنہیں متصوفین کی اصطلاح میں مجذوب کہا جاتا
ہے - اسی استفسار کے جواب کا یہ ترجمہ "مجذوب" کے
نام سے ہے -

۶۰۰ - عبد الرزاق - النوادر عجیبیہ - ۱۲۸۰ھ حوالہ: فہرست
کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۴۸۶ -

۶۰۱ - عبد الرزاق - قادری - ہدایت المنالسین - ص ۴۴

۱۳۱۰ھ - آسی پریس - لکھنؤ - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد

دکن نمبر ۲۱۷۶ -

۶۰۲ - عبدالرشید - چوہدری - ملفوظات رومی - ادارہ ثقافت اسلامیہ

لاہور -

۶۰۳ - عبدالرشید - ایم - اے - پروفیسر - اردو کالج - مولانا - شرح لوائح

جامی - ۱۹۵۶ء - مکتبہ فریدی اردو کالج کراچی - تبصرہ - مولانا

نے عالمانہ شرح کی ہے - آغاز میں حضرت جامی کی سوانح عمری پیش کی ہے

۶۰۴ - عبدالستار - ٹونکی - کلید توحید - ص ۲۴ - ۱۳۲۰ھ آسی پریس لکھنؤ -

۶۰۵ - عبدالستار - ٹونکی - عین الفقر سنہ ۱۹۰۷ء نولکشور لکھنؤ -

۶۰۶ - عبدالسلام - ابو محمد - ھو الموجود - ص ۸ - شمس المطابع

حیدرآباد دکن -

۶۰۷ - عبدالسلام - محمد - تحفۃ العاشقین - ص ۴۴ - سنہ ۱۸۸۴ء

مطبوعہ لکھنؤ -

۶۰۸ - عبدالسلام - ندوی - مولانا - تاریخ فقہ اسلامی - ص ۸۰۴

۱۹۵۵ء - معارف اعظم گڑھ - حوالہ: فہرست عباسی کتب خانہ کراچی

ص ۲۹ -

۶۰۹ - عبدالصمد - عرف - زن دست خان - تحفۃ العاشقین

(تحفۃ العارفین) مثنوی ۔ ص ۔ ۱۱۲ ۔ سنہ ۱۸۹۸ء ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدرآباد دکن ۔ جلد ۴ ۔ ص ۱۹۸ ۔ کتب خانہ نواب سالار جنگ حیدرآباد نے ۱۳۲۷ھ میں کا نسخہ ہے۔

۶۱۰ ۔ عبدالصمد ۔ ارشاد القادری ۔ ص ۔ ۲۴ ۔ سنہ ۱۳۰۷ھ ۔ عباسی پریس لکھنؤ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۰

۶۱۱ ۔ عبدالصمد ۔ غلام محمد ۔ ثمرۂ مراد ۔ ص ۳۶ ۔ سنہ ۱۸۷۱ء مطبوعہ ۔ سیالکوٹ ۔ حوالہ: کیٹلاگ برٹش میوزیم لائبریری لندن ص ۱

۶۱۲ ۔ عبدالصمد ۔ فریدی ۔ شاہ محمد ۔ اصطلاحات صوفیہ سنہ ۱۹۲۵ء حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴ ۔ ص ۱۹۰ ۔

۶۱۳ ۔ عبدالعزیز چشتی ۔ تجلی رحمانی ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۵۵۶ ۔

۶۱۴ ۔ عبدالعزیز ۔ شمیمۃ الاخلاص ۔ ص ۹۸ ۔ سنہ ۱۹۱۹ء مطبع نولکشور لکھنؤ ۔

۶۱۵ ۔ عبدالعزیز ۔ دہلوی ۔ حضرت ۔ شاہ ۔ ملفوظات ۔ ترجمہ اردو ص ۱۲۰ ۔ سنہ ۱۹۰۵ء مطبع مجتبائی ۔ دہلی ۔
نوٹ: اس میں اکثر مسائل تصوف اور دینی مذکور ہیں ۔

۶۱۶ ۔ عبدالعزیز ۔ دہلوی ۔ حضرت ۔ شاہ ۔ عشرہ مسائل اردو

حوالہ: مجموعہ رسائل لستعہ ص ۱۴ -

۶۱۷ - عبدالحلیم صدیقی - کتابُ التصوّف - (لطائف المعارف) جلد اول ۲

ص ۱۴۷ - اعظم اسٹیم پریس - حیدرآباد دکن عبدالعلی

۶۱۸ - عبدالعلی - ادھم - لکھنوی - مجموعہ عاشقین - سرور العاشقین

سنہ ۱۲۷۰ھ قلمی - حوالہ: رسالہ نقوش معارف - اعظم گڑھ نمبر جلد ۲۲ -

ص ۱۴ -

نمونہ :- اجد حمد اور نعت ذکر اولیا ہیں -

ہیں محب صادق آلِ عبا

یعنی نواب آصف الدولہ شجا

جن کے طالب ہیں سبھی شاہ و گدا

نوٹ : کتاب میں عشقِ حقیقی کا ذکر ہے -

۶۱۹ - عبدالغفور - عابدی - آدابِ مرشد - ص ۹۴ - سنہ ۱۳۷۱ھ

عماد پریس - حیدرآباد دکن

۶۲۰ - عبدالغفور - مشکوٰۃ الموحدین - ترجمہ مرآت العارفین

سنہ ۱۳۰۵ھ - مطبوعہ لکھنؤ -

۶۲۱ - عبدالغفور : تقیع العباد فی وجود القطب و الابدال -

سنہ ۱۳۰۸ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ سر دار الحکماء حیدرآباد دکن

نمبر ۲۰۷۸ -

۶۲۲ - عبدالقادر - شاہ - خلاصۃ الہویہ - سنہ ۱۲۶۰ھ - قلمی - حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن نمبر ۱ ص ۵۰۸ - و فہرست کتبخانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن

۶۲۳ - عبدالقادر جیلانی - حضرت شیخ - ف - ۵۶۱ھ - کبیرۃ الاحمر مترجم - اردو سنہ ۱۲۶۰ھ - مطبوعہ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۴۲۔

۶۲۴ - عبدالقادر - جیلانی - حضرت - شیخ - فوائد قدسیہ - مترجم - اردو - ص ۱۹۳ - سنہ ۱۸۸۲ء - مطبوعہ مدراس -

۶۲۵ - عبدالقادر - گنج الاسرار - مطبوعہ - دہلی -

۶۲۶ - عبدالقادر - حجۃ الاسرار - مطبوعہ - دہلی

۶۲۷ - عبدالقادر - صدیقی - گوہر مقصود - ص ۹۰۲ - سنہ ۱۲۹۱ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ - نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۷۵ -

۶۲۸ - عبدالقادر - ھدیہ قادریہ - ۱۲۸۸ھ - رحمانی پریس حیدرآباد دکن -

۶۲۹ - عبدالقادر - ابوالنجیب - سہروردی - آداب المریدین

مترجم اردو ۱۳۱۹ھ ہاشمی پریس لکھنؤ۔ حوالہ فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۰ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۱۷۔

۶۳۰۔ عبدالقوی، لکھنوی۔ مولانا۔ فلسفۂ تصوف۔ ص ۱۶، سنہ ۱۹۳۰ء الناظر پریس۔ لکھنؤ۔

۶۳۱۔ عبدالقدوس۔ نظریۂ خیر و شر۔ حوالہ: ملیسا نین۔ عثمانیہ حیدرآباد دکن اکتوبر ۱۹۴۳ ص ۸۳۔

۶۳۲۔ عبدالکریم شیخ۔ تذکیۃ القلوب (ترجمہ تنویر القلوب ص ۵۴۔ سنہ ۱۳۹۴ھ۔ کمپنی تجارت کانپور و احمدی پریس کانپور حوالہ: فہرست کتبخانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۱۶۱۸ و فہرست کتبخانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۶۷۲۔

۶۳۲۔ عبدالکریم شیخ:۔ تلاوت الوجود۔ ص ۴۲۔ سنہ ۱۳۰۶ھ عاصی پریس لکھنؤ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۶۴۸۔

۶۳۳۔ عبدالکریم۔ شیخ۔ ھدایت الانسان الی السبیل الفرقان۔ مسلم پرنٹنگ پریس لاہور۔

تبصرہ:- اس میں ذکر و فکر و اصطلاحات صوفیہ و سلسلہ نقشبندیہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حزب البحر کے پڑھنے کا بھی طریقہ درج ہے۔

۶۳۴- عبدالکریم بن ہوازن القشیری۔ ابوالقاسم۔ ف۔ ۴۶۵ھ مصنف الرسالۃ القشیریہ و شاذلی کا تذکرہ بھی ہے۔ اردو ترجمہ۔
حوالہ: الروض المعطور فی تراجم علمائے شرح الصدور ص ۱۷۔

۶۳۵ - عبدالماجد۔ بی۔ اے۔ دریابادی۔ مولانا۔ تصوف اسلام۔
ص ۱۲۸- ۱۹۲۵ء۔ دفتر الناظر پریس لکھنؤ۔

تبصرہ:- مولانا نے چوتھی صدی ہجری سے لے کر نویں صدی تک کے اکابر صوفیہ کی تصانیف پر تبصرہ کیا ہے۔
کتاب اللمع۔ شیخ ابونصر سراج۔ کشف المحجوب۔ رسالہ قشیریہ۔ فتوح الغیب۔ عوارف المعارف۔ منطق الطیر لوائح جامی۔ تبصرہ کے ضمن میں مصنف کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۶۳۶- عبدالمجید۔ مولوی۔ خزانۃ الفوائد۔ ص۔ ۲۷۶۔ سنہ ۱۱۱۵ھ
قلمی۔ حوالہ: کتابیات برائے ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد

۶۳۷۔ عبدالمجید۔ مولوی۔ تحفۃ المہدیین۔ سنہ ۱۳۰۸ھ حوالہ: فہرست

کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۹۱ ۔

۶۳۸ ۔ عبدالمجید ۔ مولوی ۔ گنجینۂ رحمت ۔ سنہ ۱۲۹۵ھ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء ۔ حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۴۳ ۔

۶۳۹ ۔ عبداللہ ۔ حنی ۔ دکنی ۔ ترجمہ ۔ نشاط العشق (مصنفہ شیخ عبدالقادر جیلانی ۔ حوالہ دکن میں اردو ۔ مولانا نصیر الدین ہاشمی ص ۳۱
نوٹ: اسٹوورٹ مؤلف کٹلاگ کتب خانہ ٹیپو سلطان لکھتا ہے کہ اس کا نسخہ سلطان کے کتب خانہ میں تھا ۔

۶۴۰ ۔ عبداللہ ۔ الحبیب ۔ سلم التوفیق الی محبۃ اللہ التحقیق سنہ ۱۳۰۷ھ ۔ دت پرشاد پریس بمبئی ۔

۶۴۱ ۔ عبداللہ شاہ ۔ منجیات الطیبات ۔ ص ۳۴ ۔ سنہ ۱۹۱۹ء جادو پریس ۔ جون پور ۔

۶۴۲ ۔ عبداللہ ۔ بہاری ۔ خیرالمناہج بالحق مسفاح الموحدین ۔ ص ۸ ۔ سنہ ۱۸۸۱ء ۔ آسی پریس لکھنؤ ۔

۶۴۳ ۔ عبداللہ ۔ شاہ ۔ اسرار حقیقت ۔ (اصول درویشی) ص ۲۵ سنہ ۱۹۱۰ء ۔ مطبع نظامی کانپور

۶۴۴ ۔ عبداللہ گنگوہی ۔ اکمال الشیم ۔ شرح اتمام النعم ۔ ترجمہ

تبویب الحکم ۔ ۱۳۴۶ھ ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدر آباد دکن

جلد ۴ ۔ ص ۱۹۰ ۔

۴۴۵ ۔ عبدالواحد ۔ و عبدالہادی ۔ باب الفتوح ۔ احوال

معرفت الروح ۔ ص ۱۴۰ ۔ ۱۹۱۶ء ۔ کتب خانہ اسلامیہ امرتسر ۔

تبصرہ : ۔ روح کی تفصیلات ۔ تناسخ کی تردید اور قل الروح من امر ربی

کی قابلِ قدر تفسیر ۔

۴۴۶ ۔ عبدالواحد ۔ مولوی ۔ ترجمہ و میائے امام غزالی ۔ منظوم

ص ۱۶ ۔ ۱۲۹۲ھ ۔ نولکشور لکھنؤ ۔

۴۴۷ ۔ عبدالواحد ۔ غازی پوری ۔ مترجم ۔ تحفۃ الاتقیاء ۔ مطبع

لکھنؤ ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ قدیمہ اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد

دکن ۔ ص ۴۳ ۔

۴۴۸ ۔ عبدالوحید ۔ فاروقی ۔ مترجم ۔ آفتابِ ہدایت (امام غزالی)

۱۸۸۱ء ۔ مطبوعہ لکھنؤ

۴۴۹ ۔ عبدالوہاب ۔ الواح القدسیہ ۔ فی آداب المجبودیہ ۔

ص ۱۲۰ ۔ ۱۹۰۲ء ۔ خادم پنجاب پریس امرتسر ۔

تبصرہ : ۔ انوار الٰہی کا مشاہدہ اور اولیاء اللہ کی علامات و مقامات کا مفصل

بیان رس میں ہے۔

۶۵۰۔ عبدالوہاب۔ شعرانی۔ علامہ۔ مصنفہ۔ الدرالمنضود۔ ترجمہ الجبا المورود۔ حصہ اول۔ مطبوعہ تھانہ بھون۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ۔ مجلس دستور ساز پاکستان۔ فہرست، مطبوعہ ۱۹۵۴ء۔ ص ۸

۶۵۱۔ عثمان۔ نقشبندی۔ جالندھری۔ تحفۃ القلوب و ھدیۃ الارواح۔ اردو ترجمہ۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان۔ لاہور ص ۸۔

۶۵۲۔ عجیب و غریب۔ ص ۳۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۱۲۲۔

۶۵۳۔ عرفان علی۔ عرفان الحقائق۔ ص ۲۷۔ ۱۳۱۲ھ۔ قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو نمبر ۳۴

۶۵۴۔ عین یزالدین۔ نقشبندی۔ عروسِ عرفان۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست قلمی ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۴۹۶ : ۱۴۔

۶۵۵۔ مقصدالاقصیٰ۔ اردو ترجمہ۔ حوالہ: فہرست۔ اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۴۰۔

۶۵۶۔ عزیز لضیہ اللہ خان۔ مترجم۔ میزانِ عمل (امام غزالی) حوالہ: فہرست صدیقی بک ڈپو۔ لکھنؤ۔ ص ۳۰۸۔

۶۵۷۔ عزیز الدین۔ شاہ۔ کشف الظلام۔ حوالہ: فہرست کتب صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۰۱

۶۵۸۔ عزیز الرحمان۔ چشتی۔ فخری۔ شاہ۔ مشاہدات معنوی۔ ص ۲ ۲ ۱۳۲۲ھ جادو پریس جونپور

۶۵۹۔ عزیز اللہ شاہ۔ مشہور ولایت علی خان۔ عین الولایت۔ ترجمہ سراج الہدایت
ص ۱۵۲۔ ۱۳۰۰ھ نول کشور لکھنؤ۔

۶۶۰۔ عطاء اللہ۔ سید۔ ہدیۃ المومنین۔ ۱۲۸۲ھ۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست
کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۱۲۲۴۔

۶۶۱۔ عقائد صوفیہ: مخزن طائف پریس۔ کانپور۔ حوالہ: فہرست کتب قدیمہ
اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن۔ ص ۱۱۵۔

۶۶۲۔ علاء الدین۔ محمد۔ مترجم۔ منہاج الیقین۔ نول کشور لکھنؤ۔

۶۶۳۔ علی احمد۔ فاروقی۔ تفریح القلوب۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ
امین منزل۔ حیدرآباد دکن ص ۲۱۔

۶۶۴۔ علی اختر۔ انوار۔ ص ۱۶۸۔ اعظم اسٹیم پریس۔ حیدرآباد دکن

۶۶۵۔ علی انور۔ شاہ۔ آصفیہ۔ حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۱۲
(نوٹ:۔ ہمہ اوست کی بحث)

۶۶۶۔ علی انور شاہ۔ الفیض التقی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ صدیق بک ڈپو
لکھنؤ۔ ص ۲۱۱

تبصرہ: حضرت ابن عربی کی فلسفیانہ موشگافیوں پر جو اعتراضات ہوئے ہیں ان کے جوابات

۶۶۷ - علی انور - شاہ - الدا ملالمتقلہ - حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۱۱
نوٹ: - اثبات باری تعالےٰ اور نفی ماسوائے اللہ -

۶۶۸ - علی انور - شاہ - تنویر الافق - حوالہ: فہرست صدیق بکڈپو لکھنؤ ص ۲۱۲

۶۶۹ - علی انور - شاہ - زواهر الافکار - حوالہ: فہرست کتب خانہ صدیق بکڈپو لکھنؤ ص ۲۱۲

۶۷۰ - علی انور - شاہ - کشف الآفاق - حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۱۲

۶۷۱ - علی انور - شاہ - قول المختار - حوالہ: فہرست صدیق بکڈپو لکھنؤ ص ۲۱۲ -

۶۷۲ - علی انور شاہ - نخبۃ العوارف - حوالہ: فہرست - صدیق بکڈپو لکھنؤ ص ۲۱۲ -
نوٹ: اس کا نام "نخبتہ العوارف" بھی ہے -

۶۷۳ - علی انور - حافظ - قانونِ تصوف - ص ۲۴ - ۱۹۱۶ء - مرتضائی پریس آگرہ - حوالہ: فہرست گشتی کتب خانہ انجمن ترقی اردو ہند ص ۱۸۳ -

۶۷۴ - علی انور - شاہ - القول الموجہ: حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۰۳ - نوٹ: - من عرف نفسہ کی تفسیر -

۶۷۵ - علی حیدر قلندر، کاکوروی - مصباح التصوف لارباب التصوف ۱۳۰۹ھ مطبع سرکاری رام پور

۶۷۶ - علی هجویری - مخدوم - بحر الاسرار - ترجمہ کشف الاسرار -
حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۷۹ -

۶۷۷ - علی ہجویری - مخدوم - اسم ذات - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۹ -

۶۷۸ - علیم الدین - محمد - وکیل - روح القدس - صفحہ ۲ سنہ ۱۳۴۰ھ اسی پریس لکھنؤ - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۵ -

۶۷۹ - علیم الدین - محمد - وکیل - حقیقت اللہ ترجمہ عقائد صوفیہ (شاہ فتح محمد) ص ۴۱ - سنہ ۱۳۱۵ھ ابو العلائی پریس - حیدرآباد دکن -

۶۸۰ - عین الدین - نکتہ عزیمہ - ص ۳۲ - سنہ ۱۳۲۵ھ مصطفائی پریس بمبئی -

۶۸۱ - عین الحق - آزاد - یا عارف الحق ساکن رائے ویلور - بچپن مسائل (نثر) سنہ ۱۲۵۱ھ قلمی - حوالہ: لوائے ادب بمبئی اکتوبر سنہ ۱۹۵۵ء ص ۵۴ -

۶۸۲ - عین اللہ - شاہ - قائد لمیں برائے ضرب بیں سنہ ۱۲۹۸ھ مطبوعہ -

۶۸۳ - غذائے روح - اردو - حوالہ: مجموعہ رسائل شریعہ ص ۱۴۱

۶۸۴ - غلام احمد - خان - ملفوظات خواجگان چشت سنہ ۱۳۱۷ھ شاہجہانی پریس دہلی

۶۸۵ - غلام احمد - مولوی - کفایت السعادت - ترجمہ - بدایۃ الہدایت (امام محمد غزالی) ص ۱۲۸ - سنہ ۱۳۰۹ھ محبوب شاہی پریس - حیدرآباد دکن

۶۸۶ - غلام احمد - مولوی - تحفہ سبحانی - ترجمہ فتح ربانی سنہ ۱۳۱۷ھ : حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد - دکن جلد ۴ ص ۱۹۰ -

نوٹ : ملفوظات حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی -

۶۸۷ - غلام احمد خان - بریاں - ترجمہ فوائد الفواد - سنہ ۱۳۶۳ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ - سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۹۷۶ -

۶۸۸ - غلام احمد خان - بریاں - کچکول ترجمہ کشکول سنہ ۱۳۱۹ھ: حوالہ: فہرست نمبر ۲۰۱۸ -

۶۸۹ - غلام جیلانی - اوفلکی - قانونِ سلوک - مطبوعہ دہلی -

۶۹۰ - غلام جیلانی - شاہ - تحفہ جیلانیہ - ص ۵۲ - سنہ ۱۳۱۲ھ قریش پریس عبداللہ آکیڈمی

۶۹۱ - غلام جیلانی - سید - دموز دہانی - ص ۲۳ : ۱۹۵۵ء آرٹ پریس پرنٹنگ لاہور

۶۹۲ - غلام جیلانی - شاہ - ڈاکٹر - کتاب البعث - ص ۱۸۷ - مطبوعہ دہلی -

۶۹۳ - غلام حسین - روضۃ الصالحین - مطبوعہ - دہلی -

۶۹۴ - غلام ربانی - مولوی - مترجم - الفرق بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان - (علامہ ابن تیمیہ حرانی) ص ۱۹۴ - سنہ ۱۹۳۰ء - عبدالغنی تاجر کتب لاہور، حوالہ تلبیس المعارف علیہ - جلد ۲ ص ۴۳ -

۶۹۵ - غلام ربانی - آداب المریدین - (ابن عربی) ص ۲۴ اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور

۶۹۶ - غلام ربانی - مترجم - ترجمہ علم لدنی (امام غزالی) صوفی پرنٹنگ ورکس لاہور

۶۹۷ - غلام سرور - گلدستۂ کرامت - سنہ ۱۸۸۵ء مطبوعہ لکھنؤ -

۶۹۸ - غلام شوق - تجلیات جمال الٰہی - ص ۲۸ - محمود المطابع مرادآباد

۶۹۹ - غلام علی عرف ولی محمد - میخانۂ وحدت سنہ ۱۲۴۲ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۵۲۴ -

۷۰۰ - غلام علی شاہ - جواہر علویہ - قومی کتب خانہ - لاہور

۷۰۱ - غلام غوث - سراج الہدیہ - ص ۲۲۱ - سنہ ۱۳۲۲ھ - ابراہیمی پریس جلگاؤں خاندیس

۷۰۲ - غلام قادر - کلماتِ صوفیہ - ص ۲۲ - سنہ ۱۳۱۰ھ - مطبع النوری مدارس

۷۰۳ - غلام سرور - حیدرآبادی (گلزارِ آصفیہ) غوث الاعظم - ص ۳۷
قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص انجمن ترقی اردو کراچی نمبر ۱۵۵۳ -

۷۰۴ - غوث علیشاہ - قادری - نور النور - ص ۹۶ - سنہ ۱۹۳۱ء درگاہ
کلی شاہ - حیدرآباد دکن

۷۰۵ - فدا علی - چہار پیر و چہاردہ خانوادہ - ص ۳۴ - قلمی - حوالہ: فہرست
کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو نمبر ۱۲۹ -

۷۰۶ - فصیح الدین - انصاری - مولانا - مترجم - العروۃ الوثقیٰ - ص ۴ - سنہ ۱۹۲۵ء
الہلال بک ایجنسی لاہور

تبصرہ: علامہ ابن تیمیہ حرانی کی کتاب الواسطہ بین الخلق والحلق کا اردو ترجمہ،
علامہ نے اس میں یہ بتایا ہے کہ بندہ کو اللہ تک پہنچنے کے لئے کس قسم کے واسطے
یا وسیلہ کی ضرورت ہے - اولاً کتاب و سنت سے واسطے کے معنی بتائے
گئے ہیں - پھر خالق و مخلوق اور دنیاوی بادشاہ و رعایا کے وسیلوں کا
فرق دکھایا ہے - شفاعت کے موضوع پر مفصل بحث ہے - ان مباحث کا
لبِ لباب توحیدِ خالص کی تحقیق شفاعتِ محمدی کی توضیح اور عقائد باطلہ
سے اجتناب کی تعلیم ہے -

۷۰۷ - فضل الدین - سیر العارفین - تاجرانِ کتب قومی لاہور

۷۰۸ - فضل الدین - احمد - ابوالعلائی - حقیقت العرفان - ص ۹۰ سنہ ۱۳۰۹ھ

مطبوعہ - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۰۸۔

۷۰۹ - فضل الدین - گکے زئی - ناشر - ترجمہ ہشت شرائط (مصنفہ ملا حسین خبار) نولکشور گیس پر نٹنگ پریس ورکس لاہور

نوٹ: اقلیم خواجگان نقشبندیہ اس کا موضوع ہے۔

۷۱۰ - فضل حیران - ترجمہ انسانِ کامل (مصنفہ عبد الکریم جیلانی ابن ابراہیم) حصہ اول و دوم ص ۱۱۷ - سنہ ۱۳۳۳ھ مطبع مجتبائی پریس دہلی۔

۷۱۱ - فضل حسین - الفوز العظیم سنہ ۱۹۳۷ء حلقہ نظام المشائخ دہلی۔

تبصرہ: خواجہ حسن نظامی نے مرشد کو سجدۂ تعظیم کرنے کے متعلق علماء سے فتویٰ لیا تھا۔ تمام فتاویٰ اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۷۱۲ - فقیر - جھار کرسی - قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۱۸ و ۱۴۱۔

۷۱۳ - فوائد السالکین - اردو ترجمہ سنہ ۱۳۰۳ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۱۸۔

نوٹ: ملفوظاتِ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔

۷۱۴ - فیاض الدین - چراغِ ہدایت - ص ۱۹۶ سنہ ۱۹۱۵ء مطبوعہ دہلی۔

۷۱۵ - فیض - رسالہ تصوف - حوالہ: کتابت برائے ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد۔

۷۱۶۔ فیوض قاسمیہ۔ ص ۵۶۔ ۱۹۴۷ء مطبوعہ انبالہ۔

۷۱۷۔ قالخ۔ مترجم۔ ترجمہ مرغوب القلوب ۱۱۷۸ھ۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی

عبدالحق نمبر ۱۱۲۸۔ : ۱۴۔

نوٹ: شیخ عبدالقادر جیلانی متوفی ۵۶۰ھ کی تصنیف ہے۔

۷۱۸۔ قانون تصوف۔ حصہ اوّل۔ ص ۴۸۔ ۱۳۲۴ھ فیض عام۔ لاہور

۷۱۹۔ قانون معرفت۔ ص ۱۶۔ ۱۳۰۹ھ چراغ ہند پریس۔ امرتسر

۷۲۰۔ قدیم عالم۔ رسالہ تصوف۔ ص ۳۴۔ ۱۱۵۰ھ۔ قلمی۔ حوالہ: کتب خانہ

نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۸۔

نمونہ: حمد حق سوں ابتدا آغاز کرتا ہے راز مخفی حمد میں توں دراز کر

۷۲۱۔ قمر الدین بیگ۔ اکبر آبادی۔ حافظ۔ تحصیلدار و سجادہ نشین درگاہ شاہ

ابوالعلاء احراری ف ۱۹۱۶ء۔ انوار تصوف۔ ص ۱۰۶۔ ۱۹۱۳ء

اکبری پریس آگرہ۔

۷۲۲۔ قمر الدین بیگ۔ اکبر آبادی۔ حافظ۔ تحصیلدار و سجادہ نشین درگاہ

شاہ ابوالعلاء احراری ف ۱۹۱۶ء۔ معراج المومنین۔ حوالہ:

بوستان اخبار ص ۲۱۔

۷۲۳۔ قمر الدین بیگ۔ اکبر آبادی۔ حافظ تحصیلدار و سجادہ نشین درگاہ

شاہ ابوالعلاء احراری ف ۱۹۱۶ء۔ نور وحدت۔ ۱۹۰۵ء

امیر المطابع آگرہ۔ حوالہ: بوستان اخبار ص ۲۱۔

۷۲۴ - فہیم - کاکوروی - ترجمہ فتوح الغیب (شیخ عبد القادر جیلانی) قبل ۱۹۴۰ء حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ - ص ۲۳۸ -

۷۲۵ - کاھی - سبع صفات - ص ۲۷ - قلمی - حوالہ - فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۵۰۲ -

۷۲۶ - کبیر داس - کنت کنزا مخفیا - ص ۱۶ - ۱۲۹۱ھ - قلمی - حوالہ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو کراچی نمبر ۲۸/۱ -

۷۲۷ - کرامت علی - ذخیرۂ کرامت - حصہ اول - حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۴۰ -

۷۲۸ - کریم الدین - انوار طریقت ص ۱۱۲ - ۱۹۵۷ء - پیر الٰہی بخش کالونی ۲۸۸ کراچی - کشف اسرار مشائخ - سنہ ۱۸۶۷ء حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۰ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۱۴۵ -

۷۲۹ - کمال الدین - شاہ - (خلیفہ شاہ میر متوفی ۱۱۶۲ھ) رائے پوری

۷۳۰ - مجموعۂ کلام - (مشتملہ رسالہ اسرار توحید) اردو مخطوطات کتب خانہ جامع مسجد بمبئی - ص ۴۴ -

تبصرہ: نظم میں حروف ہجا کے اسرار بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرے رسالہ میں خدا اور خودی کے اسرار بیان کئے ہیں -

نمونہ: الف - احمد او ہے ذات سوں اپنی واحد بالصفات

ب باطن تا تنزیہ او ہے ہور ظاہر تشبیہ سات۔
ت تجھمیں اس میں فرق نہیں کچھ مگر وجوب ہور امکان
ث ثابت کو اس لوح کوں تو ہو وے کامل انسان

۷۳۱۔ کمال الدین۔ شاہ۔ ارشاد نامہ حضرت پیر دستگیر۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبد الحق نمبر ۲۵۹: ۱۴۔

۷۳۲۔ کمال الدین۔ خواجہ۔ سیدا فکار۔ حوالہ: صدیقی بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۴۲

۷۳۳۔ کمال الدین۔ خواجہ۔ روضۃ القیومیہ۔ اردو ترجمہ ۱۴۰۰ھ
حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۵۔

۷۳۴۔ کمال اللہ۔ سید۔ شاہ۔ عجیبیہ۔ ص ۳۔ قلمی۔ حوالہ۔ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۱۲۹۔

۷۳۵۔ کلمۂ توحید۔ ص ۴۔ ۱۲۴۴ھ۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو کراچی نمبر ۳۶۸۰

۷۳۶۔ کلیم اللہ۔ جہاں آبادی۔ شیخ۔ عشرہ کاملہ۔ فارسی اردو ص ۵۲ ۱۱۴۲ھ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سودار الحکماء حیدرآباد دکن و فہرست عباسی کتب خانہ کراچی ص ۳۷۔

۷۳۷۔ کلیم اللہ۔ جہاں آبادی۔ شیخ۔ مرقع شریف۔ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۹۰۵ء (پی) ٹ ج ت ل واعمال

۷۳۸۔ کلیم اللہ۔ جہاں آبادی۔ شیخ۔ کشکول کلیمی۔ ترجمہ اردو ص ۱۲۸۔ ۱۳۱۱ھ مطبع مجتبائی دہلی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ حصہ ۳ محمدیہ بمبئی ص ۳۶۳۔

۷۳۹ - کلیم اللہ - مسلم پریس لاہور - حوالہ: فہرست کتب قدیمہ اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن -

۷۴۰ - گل حسن شاہ - پانی پتی - مولانا - تذکرۂ غوثیہ - ص ۲۵۰ - ۱۲۹۸ھ - مجتبائی دہلی - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکما حیدرآباد دکن نمبر ۱۹۲۰

۷۴۱ - گل حسن شاہ پانی پتی - تعلیم غوثیہ (مرات الوحدت) سنہ ۱۹۲۵ء مطبوعہ دہلی

۷۴۲ - گنجینۂ عرفان - مطبع نامی لکھنؤ -

۷۴۳ - لال محمد - جواب السا لکین سنہ ۱۸۸۲ء مطبوعہ لکھنؤ -

۷۴۴ - لطافت حسین - کاشف اسرار مطبوعہ دہلی -

۷۴۵ - لطف - عبد اللطیف - آداب الصالحین - ص ۲۵۲ - سنہ ۱۲۶۴ھ مطبوعہ مدراس -

۷۴۶ - لطف علی حسینی - مودودی - بشارت الطالبین - مطبوعہ حیدرآباد دکن

۷۴۷ - لعل محمد - مفتاح القلوب سنہ ۱۸۸۱ء نولکشور لکھنؤ - حوالہ: فہرست کتب خانہ مدرسہ محمدیہ بمبئی ص ۵۹۸ -

۷۴۸ - لقمان الدولہ، حیدرآبادی - تجلیات دل سنہ ۱۳۳۱ھ مطبوعہ حوالہ: نوائے ادب بمبئی اکتوبر سنہ ۱۹۵۵ء ص ۵۳ - نوٹ: لوائح جامی کا اردو ترجمہ

۷۴۹ - لگن نامہ - سنہ ۱۱۵۰ھ - حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۳۴ -

۷۵۰ - مبارک احمد خان - چشمۂ عرفان - مطبوعہ دہلی -

۷۵۱ - مبارک - المعروف مرتضیٰ خان - سید - پنج پرکاش ص ۱۳۶ اوائل ۱۱۰۰ھ قلمی - حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۱۰

تبصرہ: اس میں سوال و جواب کے طور پر تصوف کے مسائل بیان کئے گئے ہیں

نمونہ: پرہتم نالون اللہ کو جاکن مہت آباد
ایکو محمدؐ پنچ سون تنزلک سب نساد

۷۵۲ - مبارک علی شاہ - محمد مترجم - کنوز الاسرار القدم - شرح فصوص الحکم (ابن عربی رح)

۷۵۳ - مجدد الف ثانی، سرہندی، حضرت - معارف مدینہ - اردو ترجمہ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۴

۷۵۴ - مجدد الف ثانی - سرہندی - حضرت - مبدا و معاد - اردو ترجمہ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان ص ۴ -

۷۵۵ - مجدد الف ثانی - سرہندی - حضرت - کحل الجواہر - اردو ترجمہ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۴ -

۷۵۶ - مجذوب السالکین - ۱۳۱۶ھ - حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۶۰۴۶

۷۵۷ - مجموعہ مسائل تصوف - قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد - دکن نمبر ۱۵۱۷ -

۷۵۸ - مجموعۃ الاشیا - ۱۲۴۴ھ قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۲

۷۵۹۔ مجموعہ التصوف ۔ ہندی ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۲۰۔

۷۶۰۔ مجموعہ التصوف ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سوداء الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۷۶۳۔

۷۶۱۔ مجموعہ رسائل التصوف ۔ منظوم ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۷۱ : ۱۴۔

۷۶۲۔ محب الاتقیاء ۔ ۱۳۰۰ھ ۔ شمس المطابع حیدرآباد دکن ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق ۔

۷۶۳۔ محب حسین ۔ گلزار معرفت ۔ مطبوعہ دہلی ۔

۷۶۴۔ محب حسین ۔ آئینۂ سلوک ۔ ص ۱۲۱ ۔ ۱۳۳۲ھ اختر دکن حیدرآباد دکن

۷۶۵۔ محبوب ۔ جیلانی ۔ دستگیر ۔ بادشاہ ۔ ہدایت السالکین ص ۱۴ ۔ ۱۳۱۰ھ نیاز دکن حیدرآباد دکن ۔ حوالہ: الفہرست ص ۱۲۱

۷۶۶۔ محبوب علی ۔ کفایت العارفین ۱۲۷۳ھ ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۳۹۲۔

۷۶۷۔ محمد ابراہیم ۔ مقبہ ۔ نور الحق ۔ ۱۲۷۹ھ ۔ مطبوعہ بمبئی

۷۶۸۔ محمد ابراہیم ۔ آروی ۔ غنچۂ مراد (ملقب بہ تحفہ خیر تقدیم) ۱۹۰۵ مطبع مجتبائی دہلی ۔

۷۶۹۔ محمد ابراہیم ۔ بدایونی ۔ مترجم ۔ ملفوظ کبیر مسمی بہ سیف دستگیر ۔

(شیخ عبدالقادر جیلانی رح) ف ۵۴۵ھ۔ جلد اول ۱۳۵۰ھ۔ محمدی فائن آرٹس پریس بمبئی۔

۷۷۰۔ محمد ابراھیم۔ بدایونی۔ مترجم۔ ملفوظ کبیر مسمی بہ سیف دستگیر جلد دوم۔ ص ۱۹۷۔ ۱۹۳۲ء۔ شانتی پریس بدایون۔

۷۷۱۔ محمد ابراھیم۔ بدایون۔ مترجم۔ ملفوظ کبیر مسمی بہ سیف دستگیر جلد سوم۔ ص ۲۲۰۔ ۱۳۵۱ھ۔ نظامی پریس بدایون۔

۷۷۲۔ محمد ابراھیم۔ بدایونی۔ مترجم۔ ملفوظ کبیر مسمی بہ سیف دستگیر۔ جلد چہارم ص ۱۹۰۔ ۱۳۵۱ھ۔ نظامی پریس بدایوں

۷۷۳۔ محمد ابراھیم۔ شاہ۔ مترجم۔ انساب الخلافت۔ ترجمہ سبائک الذھب ۱۳۴۱ھ۔ مطبع آزاد بمبئی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۴۵: ۱۴۔

۷۷۴۔ محمد ابراھیم۔ مولانا۔ سراج منیر۔ ص ۱۲۸۔ ۱۹۴۶ء دفتر تبلیغ سنت سیالکوٹ۔

۷۷۵۔ محمد احسان۔ مولوی۔ الاحسان۔ مفید عام پریس لکھنؤ۔

۷۷۶۔ محمد احسن۔ صدیقی۔ نانوتوی۔ مولانا۔ مترجم۔ مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین۔ جلد ۴۔ ۱۲۷۶ھ نولکشور لکھنؤ۔

۷۷۷۔ محمد احمد۔ صدیقی۔ ڈاکٹر۔ مرتبہ۔ مقالہ در مسائل وحدت الوجود (مصنفہ شیخ مکی۔ معاصر سلطان سلیم خان) ص ۳۲

۱۹۵۴ء مطبوعہ لاہور

۷۷۸ - محمد ادریس خان - رسالہ لا الہ الا اللہ - ص ۸۰ مدینہ پریس بجنور -

۷۷۹ - محمد اسحاق - انسان کامل - ص ۲۴ - ۱۹۳۳ء - اللہ بخش پریس قادیان

۷۸۰ - محمد آفاق شاہ - رسائل تصوف - اردو فارسی مطبوعہ - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۹۴۹ء

۷۸۱ - محمد اکبر حسینی - ف ۸۲۳ - رسالہ تصوف - حوالہ: دکن میں اردو ص ۳۲ - نمونہ - دھو کہ زبان کون اپنی پہلے ہر سوں بیاہو - تو کو صفت خدا کی کو تسکیں زبان ہو

۷۸۲ - محمد امیر رسید - اثبات تصوف شیخ - ص ۳۴ - ۱۹۰۷ء کانپور - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ا ص ۵۱۱

۷۸۳ - محمد امین - اندرانی حافظ - القول المقبول - ص ۳۲ - ۱۳۳۵ھ مطبوعہ بمبئی -

۷۸۴ - محمد امین - نقشبندی - خواجہ - مقامات احمدیہ (ملفوظات معصومیہ) حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان - لاہور ص ۱۱

۷۸۵ - محمد باقر - بن شرف الدین - کنز الھدایت - اردو - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۵ -

۷۸۶ - محمد بشیر - تذہیب المسالک - ص ۷۲ - ۱۹۱۴ء - احمدی پریس لاہور

۷۸۷ - محمد شبیر - محبت ابراھیم - ترجمہ قرطاس مستقیم (امام غزالیؒ) ص ۱۴۲ -
حوالہ : فہرست صدیقی بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۶۱ -

۷۸۸ - محمد تقی - تحفۃ الاحباب - ۱۳۰۴ھ - مطبوعہ دہلی -

۷۸۹ - محمد تقی علی خان سرور القلوب فی ذکر المحجوب ۱۸۹۲ء نولکشور لکھنؤ

۷۹۰ - محمد تقی - حیدر - کاکوروی - تحفہ نظامیہ ۱۹۰۳ء مطبع سرکاری رام پور
نوٹ : امیر نظام الدین شیخ بھیکہ کاکوروی نے تصوف میں رسالہ لکھا تھا جسکا ترجمہ ہے -

۷۹۱ - محمد جعفر حسینی - کلمات (من دقائق المعانی) قلمی - حوالہ :
فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۱۱۲ - ۱۴ -

۷۹۲ - محمد حسن جستی - آداب الطالبین - اردو - قومی کتب خانہ لاہور

۷۹۳ - محمد حسن جستی - آزاد - عین الحلاوت - ۱۱۵۴ھ - مطبوعہ رام پور
حوالہ فہرست کتب خانہ قدیمہ انظم اسٹیم پریس - حیدرآباد دکن ص ۳۷ -

۷۹۴ - محمد حسین شاہ صابری - تواریخ آئینہ تصوف مطبوعہ بمبئی

۷۹۵ - محمد حسن - مولوی - مترجم - ترجمہ - مقامات ربانی (مجدد الف ثانی) حوالہ : فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۶

۷۹۶ - محمد حسن ، مولوی مترجم - ترجمہ کشف المحجوب - ملک دین محمد

۷۹۷ - محمد حسن نقشبندی - ملفوظات غلام نبی - اردو ترجمہ - حوالہ :
فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۴ -

۷۹۸ - محمد حسین - تہذیب نفس - کتب خانہ اسلامیہ - لاہور

۷۹۹ - محمد حسین - خان - ضیاء العابدین ۱۲۷۱ھ مطبوعہ لکھنؤ -

۸۰۰ محمد حسین اجمیری - مجموعۂ لفتوف (احمد اختر گورگانی) ۱۸۹۱ء

حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۰۷۷

نوٹ: احمد اختر مرزا دارا بخت ولی عہد بہادر شاہ دہلی کے خلف الرشید تھے۔

۸۰۱ - محمد حسین، نوری - المداقبہ الشہود یہ - ص ۴۳ - قلمی

حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو پاکستان - الف ۲۸ $\frac{4}{1}$

۸۰۲ - محمد حسینی - درۃ الاسرار ص ۱۳ - ۱۳۰۳ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۱۲۶ -

۸۰۳ - محمد حلیم - انصاری - مولوی - مترجم - مختارات الصوفیہ - ترجمہ الملخ المدینہ - ۱۹۱۷ء - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

جلد ۴ ص ۱۹۴ - نوٹ: الملخ المدینہ بھی نام ہے -

۸۰۴ - محمد حیدر - سید - رسالہ پیری - ۱۸۹۷ء حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدر آباد دکن - ص ۱۶۲۴ء

۸۰۵ - محمد خوب شاہ - عقیدۂ صوفیہ ۹۱۳ھ - کتب خانہ پیر محمد شاہ احمد آباد

۸۰۶ - محمد خوب شاہ - خوب ترنگ ۱۰۱۰ھ کتب خانہ پیر محمد شاہ احمد آباد

۸۰۷ - محمدؒ خوب شاہ - خوب ترنگ ۱۰۱۰ھ کتب خانہ پیر محمدؒ شاہ احمد آباد

تاریخ - عدد تاریخ شروع لغت محمدؐ ٭ ہزار سال مکمل ز فکر خوب محمدؒ

شمار رنم سال شروع لغت امجد ٭ دہم سال از دہم عشر از دہم صد

۸۰۸ - محمد رمضان - خزینہ مجددیہ مقدسیہ ۱۲۹۴ھ - حوالہ: کتب خانہ

سردار الحکما حیدر آباد دکن نمبر ۲۰۸۹ -

۸۰۹ - محمد سرور - پروفیسر - تصوف کے آداب و اشغال اور ان کا فلسفہ

۱۹۶۶ء - سندھ ساگر اکیڈمی - لاہور

نوٹ: اردو ترجمہ القول الجمیل فی بیان سواء السبیل -

۸۱۰ - محمد سرور - پروفیسر - مشاہدات معارف - سندھ ساگر اکیڈمی لاہور

۸۱۱ - محمد سرور - پروفیسر - تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ

و تاریخ ۱۹۶۶ء سندھ ساگر اکیڈمی لاہور

نوٹ: ہمعات مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا اردو ترجمہ -

۸۱۲ - محمد سعید الدین - مترجم - تحفہ دل نشین - ترجمہ آداب المریدین ص ۱۲ عزیزی پریس -

۸۱۳ - محمدؒ سعید خان - مفتی - نتیجۃ الاسرار - ۱۲۸۰ھ حوالہ: فہرست

کتب خانہ سردار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۲۱۲۹ -

۸۱۴ - محمدؒ شاہ - رسالہ ہمہ اوست - حوالہ - فہرست کتب خانہ آصفیہ

حیدر آباد دکن جلد ۲ ص ۱۳۸۶ -

۸۱۵ - محمدؒ شاہ بن سید حسن شاہ - مترجم - بحر العلم فی شرح عین العلم

دو جلد - ص ۶۸ - ۱۳۰۶ھ - انوار محمدی لکھنؤ - حوالہ: فہرست کتب خانہ

سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۹۶۔

نوٹ: نواب وزیر الدولہ محمد علی والی ٹونک کی فرمائش سے ترجمہ کیا گیا۔ جس کی یہ تاریخ شوق بیتوی نے لکھی ہے: "شرح عین العلم بجوے کمال"

۸۱۶ - محمد شاہ - بی - اے - سعید - برزخ - صوفی - بندگی بہاء الدین گجرات

۸۱۷ - محمد شاہ - زنجانی - رسالہ ترجمہ اوست - حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۱۶۔

۸۱۸ - محمد شریف - مترجم - ترجمہ گنج مخفی - ص ۱۴۴ - ۱۱۱۱ھ قلمی
حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف ۱۶۰ $\frac{1}{6}$

۸۱۹ - محمد شفیع، مفتی - اماثل الاحوال - و فضائل الرجال
عربی اردو - دار الاشاعت - دیوبند۔

۸۲۰ - محمد شفیع - مفتی - ترجمہ آداب الشیخ والمرید (علامہ ابن عربی) دار التبلیغ دیوبند

۸۲۱ - محمد شفیع - مفتی - نافع السالکین - گلشن ابراہیمی - لکھنؤ۔

۸۲۲ - محمد طلعت - مصری - ترجمہ رسالہ الحجاب - حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس نمبر ۳۴۵۲۔

۸۲۳ - محمد طہٰ کمال - ندوی رسید - راہ سلوک - ص ۳۲ - ۱۹۴۷ء بنیاد گنج گیا ضلع

۸۲۴ - محمد عابد - فیضان غیبی - ۱۲۸۲ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۳۹۴۔

۸۲۵ - محمد عاشق چشتی - ارشاد الغافلین - ۱۱۷۴ھ - مطبوعہ دہلی۔

۸۱۶ - محمد عالم شاہ - فریدی - ترجمہ ارشادات کلیمی ۱۳۴۶ھ -

حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۳ ص ۱۹۰ -

۸۱۷ - محمد عظمت الہٰی - ملفوظات شاہ عبد العزیز دہلوی - ۱۳۱۵ھ - کتب خانہ

سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۹۶۵ -

۸۱۸ - محمد عظیم - موسوی - شواہد طریقت - حوالہ: فہرست صدیق بکڈپو لکھنؤ ص ۲۷۵

۸۱۹ - محمد علی خان - ٹونکی - تحفۂ محمود - ۱۳۰۲ھ مطبع محمدی ٹونک

۸۲۰ - محمد علی خان - فلاح دارین - حوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۷۶

۸۲۱ - محمد عمر قادری - سید - شاہ - رہبر طریقت - ص ۷۰ - ۱۳۱۴ھ

صحیفہ پریس حیدرآباد دکن - حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام

مدراس ص ۶۸ -

۸۲۲ - محمد عمر - نمایاں - انوار حقیقت و خورشید معرفت - ص ۳۴ - ۱۳۳۱ھ

شمس المطابع اکبر آباد

۸۲۳ - محمد عمر - عرف امان علی - ترجمہ سراج القلوب - بزبان ریختہ

منظوم قلمی - حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۰۳ : ۱۴ -

۸۲۴ - محمد عیسیٰ - کمالات اشرفیہ - مطبع انوار احمدی الہ آباد

۸۲۵ - محمد غفر اللہ - راحت السالکین - ص ۳۲ - ۱۸۷۱ء - مطبع سیالکوٹ

۸۲۶ - محمد غوث - جیب المقال - فی بیان طہارات ارباب الوجد والحال

ص ۲۴ - ۱۳۱۸ھ - عزیز دکن پریس حیدرآباد دکن - حوالہ: فہرست

اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۴ -

۸۲۷ - محمد غوث، شاہ - اسرار طریقت - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۲۴ -

۸۲۸ - محمد فائق - آئینہ حق نما - ص ۴۰ - ۱۹۲۱ء مطبوعہ میرٹھ -

۸۲۹ - محمد فاضل - چاٹگامی - اسرار شریعت ص ۸۲، ۱۳۲۸ھ مطبوعہ چاٹگام -

۸۳۰ - محمد قاسم - نانوتوی - مولانا - حجۃ الاسلام ۱۳۰۸ھ - حوالہ: کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۸۳ -

۸۳۱ - محمد قاسم - نانوتوی - مولانا - لطائف رشیدیہ مکتبہ دار التبلیغ دیوبند -

۸۳۲ - محمد قاسم - نانوتوی - مولانا - فیوض قاسمی - مکتبہ دار التبلیغ دیوبند -

۸۳۳ - محمد قاسم - نانوتوی - مولانا - لطائف قاسمیہ - ۱۳۰۴ھ - حوالہ فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۱۰ -

۸۳۴ - محمد معصوم - خواجہ - بسیح اسماء - اردو ترجمہ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۳۹۸ -

۸۳۵ - محمد مینا - مولوی - مترجم - سراج السالکین - ترجمہ منہاج العابدین (امام غزالی) ص ۲۵۶ - ۱۸۷۱ء نولکشور لکھنؤ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۶۸۲ و فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد عام اہلِ اسلام مدارس - ص ۶۹ - والفہرست ص ۲۵ -

۸۳۶ - محمد مہدی - عرف - مینے - لکھنوی - مخبر حقیقت - ۱۹۱۹ء مطبوعہ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۵۲ -

۸۳۷ - محمدؐ نظام - ہدایت الاعمیٰ - ۱۲۸۹ھ - حوالہ کتب خانہ سردار الحکما
حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۵۶ -

۸۳۸ - محمدؐ رحیم عرف مسکین شاہ - مراقبات سلوک - ص ۲۶ - ۱۲۷۶ھ
قلمی - حوالہ: تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ا ص ۲۰۴
نوٹ: اس میں سلسلہ نقشبندیہ کے مریدوں کے لئے مراقبوں کی تعلیم بیان کی گئی ہے

۸۳۹ - محمدؐ نعیم عرف مسکین شاہ - لذت مسکین - ۳ حصہ - ۱۳۱۱ھ مطبوعہ
حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۱۹۴

۸۴۰ - محمود - بحری - قاضی - طریق السالکین - ۱۲۹۳ھ حوالہ
فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۱۶۵ -

۸۴۱ - محمود بحلی - بوستان اسرار - شرح گلشن راز حوالہ - فہرست
اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۴۰ -

۸۴۲ - محی الدین خان - حیدرآبادی - فیض الوجود - ص ۹۰۲ - ۱۳۱۲ھ
حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۹۶۴ -

۸۴۳ - محی الدین - خان بخاری - سید - شاہ - تحفۃ السالکین
ص ۲۰ نظام دکن پریس حیدرآباد دکن -

۸۴۴ - محی الدین - بخاری - سید شاہ - تحفہ قادریہ مع ضمیمہ ص ۴۰
- ۳۲ ۱۳۲۶ھ ابوالعلائی پریس - مدراس

۸۴۵ - محی الدین - بادشاہ - قادری - سید غوث شاہ - اسرار عرفا -
حوالہ: فہرست کتب خانہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۲۶ : ۱۴ -

۸۴۶ ۔ محی الدین ۔ بادشاہ ۔ قادری ۔ سید ۔ غوث غا ۔ مراۃ المعرفت ۔ قلمی ۔ حوالہ
فہرست تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۱۹۵ ۔

۸۴۷ ۔ محی الدین ۔ بادشاہ ۔ قادری ۔ اختصار فی فوائد اسرار ۔ ص ۵۲ ۔
۱۲۵۲ھ محبوب شاہی پریس حیدرآباد دکن ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ سررشتہ دار الحکما
حیدرآباد دکن بنمبر ۲۰۸۴ و فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۰

۸۴۸ ۔ محی الدین ۔ بادشاہ ۔ قادری ۔ سید ۔ غوث غا ۔ گلستانِ طریقت ۔
سندی ۔ قلمی ۔ حوالہ : تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۱۹۵ ۔
(نوٹ : سلطان محی الدین کے نام سے ان بزرگ کی چند کتابیں آ چکی ہیں)

۸۴۹ ۔ محی الدین ۔ بادشاہ ۔ قادری ۔ سید ۔ غوث غا ۔ وصل نکمہ
سندی ۔ قلمی ۔ حوالہ : تذکرہ اردو مخطوطات ڈاکٹر زور جلد ۱ ص ۱۹۵ ۔

۸۵۰ ۔ محی الدین ۔ خان ۔ دہلوی ۔ محبوب القلوب ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ آصفیہ
حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۳۹۸ ۔

۸۵۱ ۔ محی الدین خان ۔ دہلوی ۔ تحفۃ المحبوب ۔ ص ۲۲ ۔ ۱۹۲۰ء حفیدیہ آگرہ

۸۵۲ ۔ محی الدین خان ۔ ذوق ۔ کاکوروی ۔ توثیق المقاصد ۔ اردو ۔ حوالہ :
نفحات العنبریہ ۔ ص ۳۶۲ ۔
نوٹ : رسالہ "معمور داشتن اوقات" تصنیف شاہ محمد کاظم قلندر کاکوروی جس کی یہ اردو شرح ہے ۔

۸۵۳ ۔ مخدوم شاہ ۔ حسینی ۔ خلیفہ شاہ برہان جی ۔ فدا غا ۔ سوال نکمہ
ص ۱۲۸ ۔ ۱۱۲۵ھ ۔ حوالہ : کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو
قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ۔

۸۵۴ ۔ مخدوم حسینی ۔ سید ۔ شاہ ۔ محمد ۔ مخدوم الاعجاز ۔ شرح گلشن راز

اردو - ۲۲ ۱۳۰۲ھ - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد۴ ص ۱۹۴۔

۸۵۵ - مدات العاشقین - ۱۳۰۲ھ مطبوعہ - حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۶۰۶: ۱۴ - ص ۲۴۔

۸۵۶ - مدات العارفین - اردو ترجمہ - حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور

۸۵۷ - مرقوم علی خان - اورنگ آبادی - وظیفۃ البحیث - حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۷۳ -

۸۵۸ - مرقوم علی شاہ - اورنگ آبادی - ترجمہ رسالہ: خواجہ قطب الدین قلمی - حوالہ: فہرست کتبخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد۴ ص ۴۰۵ و فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۲۶۶ -

۸۵۹ - مسائل ثمانین - ص ۸۷ مالجہ ۱۱۰۰ھ قلمی - حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۵۲۔

۸۶۰ - مشاہدات و معارف - حوالہ: رسالہ نگار لکھنؤ ستمبر ۱۹۲۴ء -

۸۶۱ - مشتاق احمد - مترجم - تحفۃ السالکین ص ۲۴ - ۱۳۳۱ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد۴ ص ۷۰۶ و عہد عثمانی میں اردو کی ترقی ص ۵۶ -

۸۶۲ - مشتاق احمد - امیٹھوی - انوار العاشقین - حوالہ: فہرست عہد عثمانی میں اردو کی ترقی ص ۵۶

۸۶۳ - مشتاق احمد - امیٹھوی - تحفۃ الصوفیہ - ۱۳۰۸ھ مطبوعہ لدھیانہ

۸۶۴ - مشاہدۃ الاکبر - قلمی - حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۴۳۲: ۱۴

۸۶۵ - مصطفیٰ - اعمال صالحین - ۱۳۳۰ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ - حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۶۷ -

۸۶۶ - مظہر الحسن ، بلگرامی ۔ روحانی بھید ۔ ص ۴۰ ۔ مجددیہ پریس حیدرآباد دکن

۸۶۷ - مظہر علی شاہ ۔ مجموعہ نکات عشق و تصوف ۔ ص ۲۰۲ - ۱۸۸۱ء مطبوعہ لکھنؤ ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس ص ۷۳ ۔

۸۶۸ - مظہر - میرزا جان جاناں - دہلوی ۔ حضرت لطائف خمسہ اردو ترجمہ ۔ حوالہ : فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۱۱

۸۶۹ - معشوق حسین خان ۔ سلطانی ۔ مترجم ۔ درو جواہر ۔ ترجمہ الکبریت الاحمر والاکسیر الاکبر ص ۲۷ - ۱۳۷۱ھ زاہد پریس حیدرآباد دکن

نوٹ : مصنف سید ابوبکر الحبیدروس ۔

۸۷۰ - معشوق یار جنگ ۔ نواب ۔ اخبار الصالحین ۔ ص ۸۸ ۱۹۳۶ء اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن ۔ ابتدا : کتاب کے مقدمہ میں تصوف کی حقیقت پر بحث کی گئی ہے ۔ اس کے بعد پہلی صدی ہجری سے اٹھارویں صدی تک کے اکابر صوفیہ وعلما کا تذکرہ ہے ۔

۸۷۱ - معظم ۔ گنج مخفی ۔ قلمی ۔ حوالہ ۔ فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۰۰

۸۷۲ - معظم ۔ رسالہ وجودیہ ۔ ص ۲۲ ۔ ما قبل ۱۰۸۰ھ قلمی ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۰۰

نمونہ ۔ لیو اللہ ناوں پیارا ۔ دو عالم سر میں سارا

۸۷۳ - معظم ۔ وجود العارفین ۔ ما قبل ۱۰۸۰ھ قلمی ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی

وضاحتی فہرست ص ۲۰۲۔

۸۷۴۔ مخطتم۔ شجرۃ الاتقیا۔ ص ۴۰۔ مالجد ۱۰۸۰ھ۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ۔ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست۔ ص ۱۹۹

نمونہ: الٰہی تو قادر ہے صاحب غنی۔ تون رازق مطلق ہے سیرت دھنی

۸۷۵۔ معوان حسین۔ عمران القلوب والارواح مطبوعہ دہلی۔

۸۷۶۔ معین الدین ثنا۔ شراب معرفت ۱۲۹۶ھ مطبوعہ دہلی۔

۸۷۷۔ معین الدین چشتی۔ حضرت خواجہ۔ اسرار حقیقی۔ اردو ترجمہ حوالہ:۔ فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۳۰

۸۷۸۔ معین الدین۔ محمودی۔ شجرۃ المحمود ۱۳۰۴ھ۔ حوالہ فہرست کتب خانہ۔ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۲۳۔

۸۷۹۔ معین الدین۔ الہامی۔ کمالات اخیار۔ حوالہ: تقریر الہامی ص ۳۲۔ نوٹ: مقامات عشرہ سلوک کا بیان۔

۸۸۰۔ مقاصد الصالحین۔ ص ۹۶۔ قبل ۱۹۵۵ء۔ حوالہ: فہرست عباسی کتبخانہ کراچی ص ۳۸۔

۸۸۱۔ ممتاز الدین احمد۔ انصاری۔ الکواکب الدری ولی صوفیہ۔ ترجمہ ۱۳۵۲ھ مطبوعہ حوالہ:۔ فہرست کتب خانہ آصفیہ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۴ ۱۹۔

۸۸۲۔ منظور۔ نعمانی۔ مولانا۔ تصوف کیا ہے۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی۔ ص ۲۲۸۔

۸۸۳ ۔ مہدی علی خان ۔ محسن الملک ۔ کتاب المحبت والشوق ص ۱۱۳

۱۳۲۸ھ ۔ مطبع روز بازار امرتسر ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ عام

اہل اسلام مدراس ص ۷۲۔

نوٹ: امام غزالی کی احیاء العلوم الدین کے ایک باب کا ترجمہ ہے۔

۸۸۴ ۔ مہتر اللہ ۔ حاجی ۔ علاج القلوب ۱۹۳۵ء مطبوعہ حیدرآباد دکن

۸۸۵ ۔ مولا بخش ۔ احسن الشواھد ۔ ترجمہ افضل الفوائد ۔ کتب خانہ

لاہور حوالہ: الفہرست ص ۱۲۱۔

۸۸۶ ۔ میاں مصطفٰے ۔ کنز الھدایہ ۔ مالجہ ۱۲۰۰ھ ۔ حوالہ: کتب خانہ

نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۶۰

۸۸۷ ۔ میر حیات ۔ حضرات خمسہ ۔ سنہ ۱۲۹۳ھ ۔ حوالہ: فہرست

کتب خانہ حکیم سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۱۹۹۹۔

۸۸۸ ۔ میر حیات ۔ آب حیات ۔ ص ۱۴ ۔ قریب ۱۲۵۰ھ ۔ حوالہ:

کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست

ص ۲۶۴۔

نمونہ: حمد حق کے بعد ہے نعت نبیؐ

دے ہدایت مومناں کو باری

نوٹ: حیات کی کتاب کلید معرفت کا ذکر سید حیات میں آچکا ہے۔

۸۸۹ ـ میراں حیات ـ عقائد صوفیہ ۔ (باب المختصر) ص ۶ ۔ ۱۲۵۰ھ

حوالہ : کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۶۵ ۔

۸۹۰ ۔ میاں عصمت ۔ بوارق حقیقہ قادریہ ص ۲۵۸ ۔ سنہ ۱۲۹۱ھ ۔ قلمی ۔

حوالہ : کتب خانہ مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۳۶۴۳ ۔

۸۹۱ ۔ مسکین ۔ سجاد علی ۔ مترجم ۔ ترجمہ ~~۔۔۔~~ مجمع البحرین ۔ (دارا شکوہ) ۱۳۱۳ھ ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن جلد ۱ ص ۵۰۷ ۔

نوٹ : مجمع البحرین کا یہ دوسرا ترجمہ ہے ۔

۸۹۲ ۔ ملک خوشنود ۔ ہشت بہشت ۔ ص ۱۰۵۲ ۔ حوالہ : فہرست کتب خانہ اسلام اللہ صوفی ۔ قلمی نمبر ۱۲۵ ۔ ص

۸۹۳ ۔ ملک محمد جائسی ۔ شرح اکھروتی ۔ کتابت عہد اورنگ زیب قلمی

حوالہ : فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۸ : ۱۴

۸۹۴ ۔ ملفوظات رابعہ بصری ۔ ص ۹ ۔ ۱۱۵۰ھ ۔ قلمی

حوالہ : فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۲۲۹ ۔

۸۹۵ ۔ میراں جی ۔ شمس العشاق ۔ شاہ ۔ ف ۔ ۲۵ شوال سنہ ۹۰۲

شرح مرغوب القلوب ص ۰ ۴ - قبل ۹۰۲ ھ - حوالہ: داستانِ تاریخ اردو ص - ۳۶ ۔ و کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۷۲ - و فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن نمبر حدیث ۶۱۲ و فہرست کتب خاصہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان الف - ۲۵۶ - $\frac{۶}{۱}$

نمونہ: خدا کہا تحقیق مال اور بیگڑے تمہارے دشمن ہیں
جھوٹا و دشمنان کوں اسے کیا غفلت سے جو تجھے
اندھلا کیا - یاد بھلے تجھے لبیرا کی؟

۸۹۶ - میراں جی - شمس العشاق - شاہ - خوش نامہ - قبل ۹۰۲ ھ
کتابت ۱۰۶۸ھ - قلمی - حوالہ: رسالہ اردو اپریل ۱۹۲۷ء ص ۱۷۱ مضمون میراں جی شمس العشاق از ڈاکٹر مولوی عبدالحق) و کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۷۲ -

آغاز: صفت کروں میں اللہ کیری جسے پوری پون پور
قادر قدرت انگیکا دون ینیرے نادور -
ایک سو ستر شعر کی نظم ہے -
اس خوش نامہ دھریا نام دھا ایک سو ستر سا زیادہ تر ہے
شعر نے توکے خوشی کا چتر -

نوٹ: ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے اپنے مضمون میراں جی شمس العشاق میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ اس کے دو نسخے آپ کے پاس ہیں۔

۸۹۷۔ میراں جی۔ شمس العشاق۔ بیجاپوری (روضۂ اولیائے بیجاپور) ص ۱۲۱۔ گنجِ عرفانی۔ حوالہ: اردوئے قدیم شمس اللہ قادری ص ۸۱

نوٹ: چھوٹا سا رسالہ ہے۔ دو ابواب پر منقسم ہے۔ عرفان کے عام مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۳۲۶ھ میں مطبع منی رام شاہ پور میں طبع ہوا۔

۸۹۸۔ میراں جی۔ شمس العشاق۔ بیجاپوری۔ مغزِ مرغوب ص ۵ قبل ۹۰۲ھ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۷۳۔

آغاز۔ اللہ محمد علی۔ امام دائم ان سوں حال
سب خاصوں سوں اللہ اللہ توں اکھوں گیاں کمال
مغز مرغوب دھریا جانو اس نسخہ کا نام
مرشد مکھوں سمجھے تو ہووے کشف تمام

۸۹۹۔ میراں جی۔ شمس العشاق۔ شاہ بیجاپوری۔ شہادت التحقیق یا شہادۃ التحقیق۔ ص ۳۸۔ قبل ۹۰۲ھ۔ حوالہ۔ فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان

الف ۱۹ ۶/۱ ۔

نوٹ: اردوئے قدیم ص ۸۱ ورسالہ اردو اپریل ۱۹۲۷ء ۔ ص ۸۴ ۔ اس
نظم میں ۵۶۳ شعر ہیں۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کے پاس اس کے
دو نسخہ ہیں ۔ اس کا نام شہادت الحقیقت ہے۔

۹۰۰۔ میراں جی ۔ شمس العشاق ۔ شاہ ۔ بیجاپوری ۔ مونس العاشقین ۔
ص ۲۷ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی
اردو پاکستان الف ۱۰۱ ۶/۱ ۔

۹۰۱۔ میراں جی ۔ شمس العشاق ۔ بیجاپوری ۔ شمس العشاق ۔ ص ۵۳
۸۵۰ھ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی
اردو پاکستان ۔ الف ۱۲۲ ۶/۱ ۔

۹۰۲ ۔ میراں جی ۔ شمس العشاق ۔ شاہ ۔ بیجاپوری ۔ خوش نغز ۔ حوالہ:
رسالہ اردو اپریل ۱۹۲۷ء ص ۱۸۲ ۔

نوٹ: ڈاکٹر مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ یہ نظم بھی خوش نامہ جیسی ہے
اور ۹ ابواب پر منقسم ہے۔

نمونہ: ج سہاری ارادت کی ان کا یہ احکام
نماز تسبیح نیستاں ذکر اللہ یک نام

۹۰۳ ۔ میراں جی ۔ خدانما ۔ سید ۔ شد ۔ چہار وجود ص ۹

حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان
الف ۶۲ ۶/۱ -

۹۰۴۔ میراں جی - خدا نما - ف - ۱۰۷۴ھ - گولکنڈہ - شرح تمہید
ترجمہ تمہیدات عین القضات - ابو الفضائل عبداللہ بن محمد المیانجی م ۵۳۱
۱۰۶۶ھ -

حوالہ: دکن میں اردو ص ۱۱۶ و تذکرہ اردو شہ پارے و رسالہ اردو
اپریل ۱۹۲۸ء ص ۳ - ۱۵۳ - و کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو
قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست ص ۱۹۴ -

نمونہ :- "اللہ بڑا صاحب ہے - اس کوں بیٹ سرانا ہو دیسٹ - نواز ناکہ
اسکے خدائی سے دونوں عالم پیدا کرنے میں عقل گیان انکھیاں حیران ہیں"

۹۰۵ - میراں جی یعقوب - شمائل الاتقیاء - ۱۰۷۶ھ حوالہ: دکن
میں اردو - نصیر الدین ہاشمی - ص ۱۲۳ - ف اردوئے قدیم شمس اللہ
قادری ص ۱۱۶ - و فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن
ترقی اردو پاکستان الف ۱۲۱ - ۶/۱

سخن : توبہ، عمل حمیدہ، ہدایت وارشادات، معجزہ، کرامات، حکمت، بیعت،
در حکم مرید - آداب، مرید، حکم نماز - علمائے نیک، استقامت
وغیرہ - عنوانات کے ضمن میں سیر حاصل بحث ہے -

۹۰۶۔ نثار ۔ نثار علی ۔ اکبرآبادی ۔ دبستان نثار) دل ص ۶۔ ۱۸۹۵ء
انوار المطابع آگرہ۔

۹۰۷۔ نادر علی شاہ ۔ قادری ۔ رسالہ تصوف ۱۱۹۰ھ ۔ حوالہ: داستان
تاریخ ۔ اردو ۔ پروفیسر حامد حسین قادری ۔ بحرۂ ایوانی ص ۱۵

۹۰۸۔ ناصر ۔ ناصر العاشقین ۔ ص ۴۰ ۔ ۱۳۲۲ھ فخر المطابع لکھنؤ

۹۰۹۔ ناصر الدین ۔ محمد اسد اللہ ۔ علم بیان ۔ حوالہ: فہرست کتب
خانہ ۔ انجمن ترقی ۔ جامع مسجد ۔ دہلی ص ۱۵ ۔

۹۱۰۔ نانک بخش ۔ وکیل ۔ ھادی خلائق ۔ ۱۸۹۹ء مطبع لاہور

۹۱۱۔ نجم الدین ۔ کبریٰ ۔ رازی ۔ مرصاد العباد ۔ یعنی آئینہ تصوف رفاہ کتب خانہ لاہور

۹۱۲۔ نجم الدین ۔ کبریٰ ۔ رازی ۔ آئینہ خودشناسی ، ص ۳۸ یحلاطی پریس سادھورہ
حوالہ: فہرست صدیقی بک ڈپو لکھنؤ ص ۱۳۰۔

۹۱۳۔ نجم الدین ۔ احمد ۔ مترجم ۔ ترجمہ عین العلم ۔ مؤلفہ نورالدین بن الجاالحسن
بغدادی ۔ ص ۲۷۱ ۔ ۱۲۸۷ھ مطبع مظہر العجائب مدراس۔

۹۱۴۔ نجم الغنی خان ۔ تذکرۃ السلوک ۔ ترجمہ اردو ۔ مؤلفہ
(شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) ص ۳۷۶ ۔ ۱۳۱۸ھ مطلع العلوم حیدرآباد دکن
حوالہ: فہرست کتب خانہ عام اہل اسلام مدراس ص ۶۶ ۔

۹۱۵۔ نجم۔ نفیث نامہ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۸۳۴۔

۹۱۶۔ نصیر الدین۔ اسد الرحمان۔ ناشر صراط مستقیم۔ ۱۲۵۹ھ حوالہ: فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی ص ۱۵۔

۹۱۷۔ نصیر الدین چراغ دہلوی۔ انتباہ المہتدین۔ اردو ترجمہ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان لاہور ص ۳۶۔

۹۱۸۔ نصیر الدین چراغ دہلوی۔ آداب الطالبین۔ اردو حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان ص ۳۶۔

۹۱۹۔ نظام الدین۔ مترجم صحیفۃ القلوب۔ ترجمہ ضیاء القلوب ص ۱۸ قبل ۱۳۲۴ھ۔ مطبع مجتبائی دہلی۔

۹۲۰۔ نظام الدین حسین۔ صحیفہ ذکر اولیا۔ ص ۱۸۲ حیدرآباد دکن

۹۲۱۔ نظیر حسین۔ نغار سوفی۔ ھو الکل۔ عہد آفرین پریس حیدرآباد دکن۔ حوالہ: ڈاکٹر مولوی عبد الحق نمبر ۶۶۸ ع ۱۴۔

۹۲۲۔ نعمت اللہ شاہ۔ دار الاسرار سلطانی۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبد الحق انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۹۹۔

۹۲۳۔ نفائس الاذہار۔ ترجمہ مجالس الابرار مطبوعہ دہلی۔

۹۲۴۔ نعیم الحزین۔ صیقل۔ حوالہ: فہرست بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۹۳۔

۹۲۵ ۔ نخیم الدین ۔ فنا فی الشیخ ۔ حوالہ: فہرست صدیقی بک ڈپو لکھنؤ ۔ ص ۲۴۳

۹۲۶ ۔ نخیم الدین ۔ مجموعہ رسائل عشرہ ۔ حوالہ: فہرست صدیقی بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۴۳ ۔

۹۲۷ ۔ نخیم الدین جیقصف ادیان ۔ حوالہ: فہرست صدیقی بک ڈپو لکھنؤ ص ۲۴۳ ۔

۹۲۸ ۔ نور اللہ شاہ رسالہ التصوف قلمی ۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۷۹۸ : ۱۴ ۔

۹۲۹ ۔ نور اللہ شاہ ۔ قادری بن جمال الدین ۔ نور الیقین ۔ قلمی ۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۴۹ : ۱۴ ۔

۹۳۰ ۔ نور احمد ۔ گنگوہی شیخ ۔ شمس العارفین ۔ نور الصوف یعنی راہ ہدایت اردو ترجمہ ص ۵۲ ۔ ۱۳۰۳ھ ۔ قریشی پریس بنگلور ۔ حوالہ: فہرست اللہ والے کی قومی دکان ۔ لاہور ص ۱۲ ۔

۹۳۱ ۔ نور الحسن خان ۔ مجموعہ ۔ رسائل التصوف ص ۹۰۲ ۔ سنہ ۱۳۱۵ھ مطبوعہ لکھنؤ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۲۰۲۳ ۔ ۱۲۸۵

۹۳۲ ۔ نور الحسن اسرار محبت ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ سردار الحکماء دکن حیدرآباد

۹۳۳ ۔ نور الحق ۔ تصوف وصوفیہ ۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی ص ۳۱ ۔

۹۳۴ ۔ نور دریا ۔ قادری ۔ رسالہ وجودیہ ۔ سنہ ہجری ۱۲۸۱ھ ۔ قلمی حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ ۔ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۵۱۲ ۔

وکتب خانہ سوداراالحکماء حیدرآباد دکن نمبر ۸۴۸۱۔

۹۳۵ - نور عالم۔ محمد - مترجم - بوستان اسرار - اردو ترجمہ کتاب
مفاتیح الاعجاز فی شرح گلشنِ راز المسمٰی بوستان اخیار
کریمی پریس - لاہور -
نوٹ: مصنفہ سید محمد غیاث الدین - نوربخش گیلانی اس میں اصطلاحات صوفیہ
کا بیان ہے۔

۹۳۶ - نفال احمد - ضیاء السلوک - اعظم اسٹیم پریس - حیدرآباد دکن

۹۳۷ - واقف ، سید بادشاہ حسین قادری ۔ اسرار الحسینی ۔ سنہ ۱۳۲۶ھ
قلمی - حوالہ: فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن جلد ۴ ص ۱۹۰۔
۹۳۸ - والہ سید محمد موسوی - نجم الہدیٰ - حوالہ: تذکرہ اردو مخطوطات
ڈاکٹر زور جلد ۳ ص ۹۴ -
۹۳۹ - وجدی - مترجم - پنچھی باچا - ص ۱۰۶ - سنہ ۱۱۱۳ھ - سنہ ۱۱۴۷ھ
حوالہ: کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی
وضاحتی فہرست - ص ۲۲۲ -

۹۴۰ - وجوذنامہ - قلمی - حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۶۱: ۱۴ .

۹۴۱ - وجہی - سب رس - ص ۳۲۰ - سنہ ۱۱۷۱ھ - حوالہ: فہرست
کتب خانہ خاص ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو الف ۱۱۳ ۶/۱
۹۴۲ - وصول الحال - ص ۲۰ - سنہ ۱۲۶۶ھ - قلمی - حوالہ: کتب خانہ نواب

سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست۔ ص ۲۷۱

۹۴۳۔ وطن۔ سید۔ افتخار علی شاہ۔ حیدرآبادی۔ عوغائے وطن ص ۳۲
ظفری پریس۔ حیدرآباد دکن۔ حوالہ: فہرست کتب خانہ خاص ڈاکٹر
مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۹۷۶۹۔

۹۴۴۔ ولی۔ نور معرفت۔ قلمی۔ حوالہ: فہرست ڈاکٹر مولوی عبدالحق نمبر ۱۴۴۳

۹۴۵۔ ولی اللہ۔ قادری شاہ محمد۔ سب رس۔ ص ۴۳۔ اوائل ۱۱۰۰ھ
حوالہ: فہرست کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی
فہرست۔ ص ۲۱۴۔

۹۴۶۔ ولی اللہ۔ ایڈووکیٹ۔ میر۔ رومی۔ جلد اول ص ۲۹۱ فیروز پرنٹنگ
پریس لاہور۔ تبصرہ: مثنوی مولانا روم کا مطالعہ جدید زاویہ نگاہ
سے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ مثنوی متفرقات فلسفہ و تصوف کا
غیر منظم مجموعہ ہی نہیں بلکہ صحیح سعی و عمل جدوجہد کی مسلسل تعلیم
ہے۔

۹۴۷۔ ولی اللہ قادری شاہ۔ پنج گنج۔ ص ۸۔ ۱۱۵۰ھ۔ حوالہ:
کتب خانہ نواب سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی
فہرست ص ۲۱۴۔

۹۴۸۔ ولی اللہ۔ ایڈووکیٹ۔ میر۔ رومی جلد دوم۔ ص ۲۲۲۔ فیروز
پرنٹنگ پریس لاہور۔

۹۴۹ - ولی اللہ - قادری - شاہ - معرفت السلوک (مصنفہ شیخ محمود)
حوالہ: فہرست کتب خانہ سر دار الحکماء حیدر آباد دکن نمبر ۱۰۰۰

۹۵۰ - ولی اللہ - دھلوی - حضرت شاہ - تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ تاریخ ص ۳۷۷ - سندھ ساگر اکیڈمی لاہور -

۹۵۱ - ولی اللہ - دہلوی - حضرت، شاہ - مجموعہ خمسہ رسائل ص ۴۴ -
۱۳۱۰ھ مطبع احمدی دہلی - حوالہ: الفہرست ۲۵ -

۹۵۲ - ولی اللہ دھلوی - حضرت شاہ - بدور بازغہ - ترجمہ البدور البازغہ
حوالہ: فہرست غلام رسول سورتی - ص ۱۷ -

۹۵۳ - ولی اللہ دہلوی - حضرت شاہ - همعات - اردو - ۱۹۴۴ء طارق قاسم العلوم لاہور -

۹۵۴ - ولی اللہ - حضرت - دہلوی شاہ البلاغ المبین - ترجمہ وصیت نامہ مع رسالہ دانشمندی بمع ترجمہ اردو ۱۹۱۰ء - حوالہ: فہرست مجموعہ رسائل تسعہ ص ۲۱ -
نوٹ: المقالتہ الوضیہ فی النصیحۃ والوصیہ -

۹۵۵ - ولی اللہ - دہلوی حضرت شاہ - انتباہ فی سلاسل اولیاء - ترجمہ اردو ص ۱۴۴ - ۱۳۱۱ھ احمدی پریس دہلی - حوالہ: فہرست مجموعہ رسائل تسعہ - ص ۲۱ -

۹۵۶ - ولی اللہ - دہلوی - حضرت شاہ - الطاف القدس - ترجمہ - حوالہ

مجموعہ رسائل تحفہ ص ۲۱ ۔

۹۵۷ - ولی اللہ - اکبر آبادی - تحفہ اسرار - ۱۳۲۵ھ - امیر المطابع اکبر آباد

۹۵۸ - ولی اللہ - ڈاکٹر میر - قرآن اور تصوف - ص ۱۸۰ - ۱۳۷۴ھ ندوۃ المصنفین دہلی -

۹۵۹ - ولی محمد - غلام ولی - میخانہ وحدت ۱۳۳۲ھ - قلمی - حوالہ:
فہرست کتب خانہ سردار الحکماء - حیدرآباد دکن نمبر ۱۶۲۴ -

۹۶۰ - ہدایت علی - نقشبندی - بن یوسف علی - رام پوری - معیار السلوک
حوالہ: فہرست کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی ص ۳۱ -

۹۶۱ - ہدایت علی - نقشبندی - بن یوسف علی - رام پوری، فیوض ہدایہ
(امام غزالی) ص ۲۲ - ۱۳۴۹ھ - حوالہ: فہرست انجمن ترقی اردو جامع مسجد
دہلی - ص ۳۱ -

۹۶۲ - ہدایت علی - نقشبندی بن یوسف علی - رام پوری - احسن التقویم -
اعظم اسٹیم پریس - حیدرآباد دکن -

۹۶۳ - ہدایت الانسان الی تسہیل الاعرفان - ہادی القلب
السلیم الی درجات جنات النعیم - ص ~~۱۴۴~~ - ۱۷۶ - ۱۳۲۳ھ
سعید المطابع لکھنؤ -

۹۶۴ - یاور حسین - ابن نواب عاشق حسین - بن عمام محمد علی والاجاہ
مولانا - وطن گوپامئو - الخاتم الحق - حوالہ: تذکرہ ابوسعید ص ۴ -

۹۶۵ - یاور حسین - ابن نواب - عاشق حسین مولانا - احسن المقال
۱۳۲۵ھ - مطبع قاسمی دیوبند

۹۶۶ - یاور حسین - ابن نواب - عاشق حسین - مولانا - اسرار الابصار -
حوالہ: تذکرہ ابوسعید یاور حسین عمری - ص ۶ -

۹۶۷ - یاور حسین - ابن نواب - عاشق علی مولانا - فتوحات مدینہ
حوالہ: تذکرہ ابوسعید یاور حسین - عمری ص ۶ -

۹۶۸ - یاور حسین - ابن نواب - عاشق حسین - مولانا - یہ ترجمہ فصوص الحکم
حوالہ: تذکرہ ابوسعید یاور حسین - عمری ص ۶ -

۹۶۹ - یاور حسین - عمری - گوپاموی - الخطی - حوالہ: تذکرہ ابوسعید ص ۷ -

۹۷۰ - یاور حسین - عمری - گوپاموی - فتح المختوم - حوالہ: تذکرہ ابوسعید ص ۷ -

۹۷۱ - یاور حسین - عمری - گوپاموی - تذکرہ سماع فی ذکر - حوالہ تذکرہ ابوسعید ص ۷ -

۹۷۲ - یاور حسین - عمری - گوپاموی - وجوب التقلید بلا امتناع - حوالہ تذکرہ ابوسعید ص ۷ -

۹۷۳ - یاور حسین - عمری - گوپاموی - ہدیۂ صادقہ - حوالہ: تذکرہ ابوسعید ص ۷ -

۹۷۴ - یاور حسین - عمری - گوپاموی - سر المکنون ترجمہ سیر الامینی ص ۲۰۴
۱۳۲۶ھ - رفاہ عام پریس لاہور -

۹۷۵ - یاسین علی - نظامی - مترجم - خاتمہ - ص ۱۴۴ - ۱۳۲۵ھ مطبوعہ دہلی
نوٹ: مصنفہ خواجہ گیسو دراز بندہ نواز -

۹۷۶ - یعقوب الرحمٰن - عثمانی - مولانا - تراجم تصوف ج ۱ - ۱۳۷۱ھ مکتبہ فیض القرآن دیوبند

نیشنل میوزیم کراچی کے کتب خانہ کی

اجمالی فہرست

مخطوطات

۱۔ "دکھنی اردو" اعجاز احمد کی تحریر کردہ ہے۔ جو کہ دکن کی منظوم تاریخ ہے۔ اس کا سن تصنیف سنہ ۱۲۲۷ھ ہے۔

۲۔ "شرح درالاسرار" یہ "درالاسرار" کی شرح ہے۔ شارح کا نام لعمت اللہ شاہ ہے۔ اس کی سن تصنیف قبل از سنہ ۱۲۰۰ھ ہے۔

۳۔ "اصطلاحات تصوف" "رسالہ تصوف": اس کا سن تصنیف تقریباً سنہ ۱۲۵۰ھ ہے۔ اور سن کتابت بھی سنہ ۱۲۵۰ھ ہے۔

۴۔ "جام جہاں نما"۔ ناقص الاول۔ یہ بارہویں صدی کا رسالہ ہے۔ اس کا سن تصنیف قبل از سنہ ۱۲۵ھ ہے۔

۵۔ چار پیر و چار خانوادہ : اس کا سن تصنیف اور سن تصنیف سنہ ۱۲۲۵ھ ہے۔
کتب خانہ سالار جنگ میں اس نام کے دو محظوطے ہیں۔ ایک مخطوط سوم مست
کے نام کے ایک مصنف کا ہے۔

۶۔ خیال آداب تراب : شاہ تراب کا کوردی کی تصنیف ہے۔ کتاب کا نام
تاریخی ہے۔ سن تصنیف سنہ ۱۲۵۲ھ ہے۔

۷۔ کشف الانوار ۔ اس کتاب کا سن تصنیف سنہ ۱۰۷۶ھ ہے۔ کلیات شمس الخشاق
میں ابیات کے اس رسالہ کا نام کشف الانوار تحریر ہے۔

۸۔ رسالہ تجلیات : یہ تصنیف گیارہویں صدی کی معلوم ہوتی ہے۔ مصنف اور
کاتب کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

۹۔ ترجمہ گنج مخفی : (ترجمہ) محمد شریف نے اپنی اس کتاب [نام کی فارسی] سے دکنی زبان
میں ترجمہ کیا۔ اس کا سن تصنیف سنہ ۱۱۱۱ھ ہے۔

۱۰۔ رسالہ تصوف : اس رسالہ کی زبان بارہویں صدی کی معلوم ہوتی ہے۔

۱۱۔ رسالہ تصوف : قدیم دکنی۔ میر دیوان علی،

۱۲۔ کلمۃ الاسرار : ۔ اس کتاب کا سن تصنیف سنہ ۱۳۰۸ھ ہے۔ اس میں شاہ
امین الدین اعلیٰ کے وہ جوابات مع سوالات جمع کئے گئے ہیں۔

۱۳۔ رسالہ تصوّف: یہ نثری رسالہ سوال وجواب کی صورت میں ہے۔ اس مخطوطے کو گیارہویں صدی ہجری کی تصنیف قرار دیا جا سکتا ہے۔

۱۴۔ کلمتہ الحقائق: اس کے مصنف شاہ برہان الدین جانم ہیں۔ اس کے کاتب ولایت علی شاہ ہیں۔

۱۵۔ شمائل الاتقیاء: اس کا سنِ تصنیف ۷۸۵ھ ہے اور سنِ کتابت ۱۱۰۵ھ ہے۔ اس کے مصنف میراں یعقوب ہیں۔

۱۶۔ معرفت السّلوک: سنِ تصنیف ۱۱۴۰ھ ہے۔ اس کے مصنف شیخ محمود قدس سرّہٗ ہیں۔

۱۷۔ تلاوت الوجود: اس کا سنِ تصنیف قبل از ۸۲۵ھ ہے۔ کاتب شاہ محمد امین الدین ہیں۔ سنِ کتابت ۱۲۱۷ھ ہے۔

۱۸۔ منتخب نور الاتقیاء: اس کا سنِ تصنیف قبل از ۱۳۲۸ھ ہے اور سنِ کتابت ۱۳۲۸ھ ہے۔ یہ "نور الاتقیاء" تصوّف کی ایک کتاب کا انتخاب ہے۔ جسے مرزا سراج آرزین نے اپنے ذوق کی بناء پر نقل کیا ہے۔

۱۹۔ تاج الحقائق: اس کا سنِ تصنیف غالباً ۱۲۷۴ھ اور سنِ کتابت ۱۲۷۴ھ ہے۔ وجیہہ الدین کی کتاب ہے۔ سید العباد علی شاہ ابن سیّد اکبر علی شاہ قادری نے اسے دکنی سے مروّجہ اردو میں منتقل کیا ہے۔

۲۰۔ رسالہ تصوّف: (کلمتہ الحقائق) ناقص الآخر۔ یہ کلمتہ الحقائق

کا دوسرا نسخہ ہے۔ جو نا قص الآخر ہے۔ اس کا سن تصنیف قبل از سنہ ۹۹۰ھ ہے۔

۲۱۔ کلمۃ الاسرار : اس کا سن کتابت سنہ ۱۲۰۴ھ ہے۔ کاتب محمد حفیظ اللہ شاہ ہیں

۲۲۔ مخزن رحمت اللہ : اس کا سن تصنیف قبل از سنہ ۹۱۲ھ ہے۔ سن کتابت سنہ ۱۲۵۶ھ ہے۔ اس کا نام شاہ بہاؤالدین باجن فاروقی نے اپنے مرشد رحمت اللہ ابن شاہ عزیز اللہ کے نام پر رکھا۔

۲۳۔ رسالہ تصوف : اس کا سن تصنیف قبل از سنہ ۱۰۷۰ھ ہے اور سن کتابت سنہ ۱۰۹۰ھ ہے۔ یہ ملفوظات حضرت میراں شاہ حضرت میراں شاہ کے ہیں

۲۴۔ رسالہ تصوف :

۲۵۔ مجموعہ پنج رسائل : (وجود العارفین۔ خواجگان چشت۔ واجب الوجود خلافت نامہ۔ علم الامداد)۔

۲۶۔ مجموعہ ہفت دہ رسائل (رموز العارفین۔ رموز الواصلین)

۲۷۔ مجموعہ پارہ دہ رسائل۔ رسالہ فقری۔

۲۸۔ مجموعہ بست و چہار رسائل : اس میں حقیقت عالم " درۃ الاسرار" "نور الجول" نفس لوامہ۔ "اسرار تصوف" شامل ہیں۔

۲۹۔ مجموعہ ہشت رسائل : یہ مجموعہ اکبر حسینی کا ہے غلام نبی کا ہے اس کا سن تصنیف سنہ ۱۹۱۲ھ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں

"وصیت نامہ" "گیان سروپ" "ارشادنامہ جات" "طریقت وحقیقت" کے مختلف عنوان ہیں۔

۳۰۔ مجموعہ لسبت یک رسائل: یہ بھی مجموعہ ہے۔ اس میں "نفع ایمان" "غفلت نامہ" "مثنوی داول" "رسالہ تصوف" وغیرہ عنوان ہیں۔

۳۱۔ مجموعہ ہفت رسائل (رسالہ تصوف) سوالاً جواباً۔ اس میں ایک رسالہ بعنوان "سبح صفات" "رسالہ من عرف" ہیں۔

۳۲۔ مجموعہ شہردہ رسائل: مختلف عنوانات پر مشتمل ہے۔ اس میں "شکارنامہ" "خواجہ بندہ نواز گیسو دراز" کا بھی درج ہے۔

۳۳۔ مجموعہ پنج رسائل: نکات تصوف۔ یہ شاہ صدرالدین کی لکھی ہوئی ہے۔

۳۴۔ منظومات: مخطوطہ۔ فتح المبین یہ معین الدین علی تجلی شہودی کی تصنیف ہے۔

۳۵۔ مجموعہ لسبت وچہار رسائل: (تلاوت الوجود) (رسالہ تصوف) اس رسالہ تصوف کے کاتب محمد حافظ ہیں۔ اور سن کتابت سنہ ۱۳۱۰ھ ہے۔ اس کے علاوہ اس مجموعہ میں "درالاسرار" "رسالہ تصوف" "پنج گنج" "گنج مخفی" "رسالہ وجودیہ" اس مخطوطہ کا سن تصنیف قبل از سنہ ۹۹۰ھ ہے

۳۶۔ رسالہ کسب کمودن:

۳۷ ۔ کلمتہ الحقائق : اس کے مصنف شاہ برہان الدین ہیں۔ اس کے کاتب شاہ متوالے عاجز ہیں۔ اور سن کتابت سنہ ۱۱۰۴ھ ہے

۳۸ ۔ مجموعہ رسائل تصوف : متفرقہ و مجہول : رسالہ تصوف در مراتب ۔ مقصود الطالبین بھی اس میں ہے ۔ یہ غوث الاعظم کی تصنیف ہے۔

۳۹ ۔ مجموعہ رسائل :

۴۰ ۔ مجموعہ ہشت رسائل : شرح توحید کت بیکی ۔

۴۱ ۔ مجموعہ کلمتہ التوحید : یہ تصوف کی کتاب ہے ۔ یہ میراں محی الدین کی تصنیف ہے

۴۲ ۔ نور البطون : یہ شاہ عبدالکریم کی تصنیف ہے ۔

۴۳ ۔ اصطلاحاتِ تصوف : اصطلاحات ۔ اس کے کاتب سید سراج الدین تھے، اور سنِ کتابت سنہ ۱۳۲۶ھ ہے ۔

۴۴ ۔ شرح تمہید ہمدانی تصوف : اس کے مصنف یا مؤلف سید میراں ہیں، کاتب شیخ داول ہیں ۔ اس کا سنِ تصنیف سنہ ۱۰۶۷ھ ہے ۔

۴۵ ۔ تاج الحقائق : اسکے مصنف یا مؤلف الصبار علی شاہ قادری اور کاتب شیخ داؤد ہیں

۴۶ ۔ [illegible] تاج الحقائق : اسکے مصنف یا مؤلف وجیہہ الدین ہیں اس کا سنِ تصنیف سنہ ۱۲۷۴ھ ہے اور سنِ کتابت سنہ ۱۲۷۴ھ ہے

۴۷ ۔ سب رس : اسکے مصنف ملا وجہی ہیں

کتابیات

مطبوعات

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن تصنیف	مطبع
۱	ابن الجوزی	تلبیس الابلیس	سنہ ۱۳۲۳ھ	فاروقی پریس دہلی
۲	ابن الجوزی مترجم مولانا عبد الرزاق	گمراہ صوفی	سنہ ۱۹۳۴ء	بک ایجنسی کلکتہ
۳	ابن تیمیہ علامہ مترجم عبد الرزاق	مجذوب	سنہ ۱۹۳۶ء	ندارد
۴	ابن تیمیہ مترجم فصیح الدین انصاری	العروۃ الوثقیٰ ترجمہ الواسطہ بین الخلق	سنہ ۱۹۲۵ء	الہلال بک ایجنسی لاہور
۵	ابن تیمیہ، علامہ مترجم عبد الرزاق	کرامات	سنہ ۱۹۳۴ء	ہند بک ایجنسی کلکتہ
۶	ابوالحسن شاہ احمدی	رسالہ اثبات سلوک نور لطائف	سنہ ۱۳۵۷ھ	لکھنؤ
۷	ابوالحسن شاہ احمدی	چہار انہارِ تصوف	سنہ ۱۳۵۸ھ	لکھنؤ

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۸	ابوالعلا احراری مصنف مترجم علی احمد خاں اسیر	رسالۂ وجودیہ	سنہ ۱۹۳۵ء	آگرہ اخبار پریس آگرہ
۹	ابوبکر العیدروس، ترجمہ معشوق حسین خاں	الکبریت الاحمر والاکسیر الاکبر	سنہ ۱۳۷۱ء	زاہد پریس حیدرآباد دکن
۱۰	ابوسعید محمدؒ دہلوی	ہدایۃ الطالبین	—	—
۱۱	ابوالہدیٰ	الحقیقت الباہرہ فی اسرار شرایت الطاہرہ	—	دہلی
۱۲	احسان الدین محمدؒ	الاحسان	سنہ ۱۹۲۸ء	الناظر بک ایجنسی لکھنؤ
۱۳	احمد علی صوفی	تحفۃ الصوفیہ	سنہ ۱۳۵۷ھ	اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن
۱۴	احمد علی خاں، حکیم	اسرار التصوف مع نازغیبا	سنہ ۱۳۱۱ھ	لکھنؤ
۱۵	اختر اورینوی	بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقاء	ندارد	لیبل لیتھو پریس رمنا روڈ پٹنہ
۱۶	اسد اللہ، سید، ترجمہ شاہ میر	نہ لطون چشتیہ	—	—
۱۷	اشرف علی تھانوی ترجمہ	عوارف المعارف	سنہ ۱۹۵۳ء	دستور ساز پاکستان
۱۸	اشرف علی تھانوی مولانا	مسائل السلوک	سنہ ۱۳۲۷ھ	اشرف المطابع تھانہ بھون

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۱۹	اشرف علی تھانوی، مولانا	آئینہ تربیت خلاصۂ تربیت السالکین	۱۹۲۷ء	تجلی پرنٹنگ پریس ورکس دہلی
۲۰	اشرف علی تھانوی، مولانا	وضوص الحکم فی حل وضوص الحکم	۱۳۳۸ھ	اشرف المطابع تھانہ بھون
۲۱	اعجاز حسین لکھنوی	لصبارت العیون	۱۳۳۰ھ	وکٹوریہ پریس بدایوں
۲۲	اکبر شاہ محمد، مولانا	ارادہ	۱۸۶۳	شوکت شاہجہانی آگرہ
۲۳	امام الدین فاروقی	مرآۃ خوارق وعادات	-	لکھنؤ
۲۴	امداد علی، مولانا	نور الہدیٰ	۱۲۵۸ھ	نول کشور لکھنؤ
۲۵	امداد اللہ مہاجر مکی	سفر در وطن	۱۹۱۵ء	فخر المطابع لکھنؤ
۲۶	امداد اللہ مہاجر مکی	ارشاد مرشد	۱۸۷۳ء	مجتبائی پریس دہلی
۲۷	امیر حسن سنجری مترجم غلام احمد بریاں	فوائد الفواد	-	-
۲۸	امین جنگ	فلسفۂ فقراء	-	حیدرآباد دکن
۲۹	امین احسن اصلاحی	تزکیۂ نفس	۱۹۶۱ء	استقلال پریس لاہور

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۳۰	باقی باللہ، خواجہ	مکتوبات شریف	—	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۳۱	بدر الدین، سرہندی	حضرات القدس	—	" " "
۳۲	برہان احمد فاروقی	مجدد الف ثانی کا نظریۂ توحید	سنہ ۱۹۴۷ء	تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور
۳۳	برکت اللہ ضیاء، مترجم	فصوص الحکم (ترجمہ)	—	—
۳۴	بلاقی داس	شعاع معرفت	سنہ ۱۹۰۰ء	میور پریس دہلی
۳۵	بندہ نواز گیسو دراز	خواجہ معراج العاشقین	سنہ ۱۳۴۳ھ	تاج پریس حیدرآباد دکن
۳۶	" " "	در اسرار	—	—
۳۷	" " "	ثلاث الوجود	—	—
۳۸	بہاء الدین شاہ	بہاء القلوب	سنہ ۱۹۰۷ء	انبالہ
۳۹	بہاء الدین محمود	سیر العارفین	—	نول کشور لکھنؤ
۴۰	بہاء اللہ آفندی	اسرار	سنہ ۱۳۳۶ھ	اسٹیم پریس دیرکوٹ
۴۱	تاج الدین، مترجم	ہدایت الانسان الی سبیل الفرقان	—	—
۴۲	تراب علی قلندری	شرائط الوسط	—	علوی لکھنؤ

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۴۳	حکیم و تمنا عمادی	محکم و متشابہ	-	قومی پریس پٹنہ
۴۴	ثناء اللہ پانی پتی قاضی	ارشاد الطالبین (فارسی)	-	لاہور
۴۵	جامی ۔ عبد الرحمٰن	اسرار الجلی فی ذکر الخفی	-	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۴۶	جمال الحق، سید	خزینۃ الفرقان	سنہ ۱۳۱۰ھ	گلشن فیض لکھنؤ
۴۷	جمال الدین محمد	جمال السالکین	سنہ ۱۸۹۱ء	-
۴۸	جمال الدین نوری	جمال یار	سنہ ۱۳۴۱ھ	شمس الاسلام پریس حیدرآباد دکن
۴۹	حامد حسن قادری	داستان تاریخ اردو	سنہ ۱۹۵۴ء	عزیزی پریس آگرہ
۵۰	حبیب اللہ خاں کشمیری	فیضانِ قدس	سنہ ۱۹۵۴ء	گوشۂ ادب لاہور
۵۱	حسین علی شاہ	کتاب الفقراء	سنہ ۱۳۲۵ھ	بمبئی
۵۲	حسین علی شاہ سید	انوار العاشقین	-	نول کشور لکھنؤ
۵۳	خیراتی، مترجم	رسالہ خزینۃ الاسرار ترجمہ مجالسِ ابرار	-	اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن
۵۴	داتا گنج بخش	کشف الاسرار	-	اللہ والے کی قومی دکان لاہور

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۵۵	داراشکوہ	حبال العارفین	-	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۵۶	داراشکوہ	رموزِ تصوّف ترجمہ حسنات العارفین	-	" " " "
۵۷	داراشکوہ	مجمع البحرین	-	" " "
۵۸	درد کاکوروی	اردو اور شمالی ہند	سنہ ۱۹۶۷ء	کراچی
۵۹	دیدار علی الوری	سلوک قادریہ و مقالات غوثیہ	-	ابوالعلائی پریس آگرہ
۶۰	" "	ہدایت الطرائق	سنہ ۱۳۲۵ھ	افضل المطابع دہلی
۶۱	رشید احمد گنگوہی	سبیل الرشاد	سنہ ۱۳۱۲ھ	دہلی
۶۲	رضا حسین	کنزِ مخفی	-	دہلی
۶۳	رؤف شاہ قادری	ہدیۂ مجددیہ	سنہ ۱۲۹۲ھ	حیدرآباد دکن
۶۴	سخاوت علی	تقویٰ	سنہ ۱۲۶۸ھ	الرحمانی پریس کانپور
۶۵	سلامت اللہ	سخاوت الشرافت	-	اشاعت العلوم حیدرآباد دکن
۶۶	سلطان باہو	مفتاح العارفین	-	-

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۶۷	سلطان باہو	عین الفقر	-	مسلم پریس لاہور
۶۸	" " "	ترجمہ شمس العارفین	-	-
۶۹	" " "	جامع الاسرار	-	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۷۰	سلیمان ندوی سید	نقوشِ سلیمانی	سنہ ۱۹۵۱ء	کراچی
۷۱	سید احمد قادری	تحفۃ المشتاق	-	حیدرآباد دکن
۷۲	سید علی ہمدانی مترجم محمد سعید الدین	آداب المریدین	-	عزیزی پریس مدراس
۷۳	سید محمد	اربابِ نثر اردو	سنہ ۱۹۵۰ء طبع سوم	مکتبہ معین الادب لاہور
۷۴	سیف اللہ شاہ قادری مترجم	نفسِ رحمانی ترجمہ اسرارِ یزدانی	-	غوثیہ پریس حیدرآباد
۷۵	شاہ محمود مترجم معصوم علی	رسالہ من لگن	-	عزیز دکن پریس حیدرآباد دکن
۷۶	شاہ پیر دکنی	اسرارِ توحید	سنہ ۱۳۲۱ھ	عزیز دکن
۷۷	شاہ شاہد	نکات الاسرار	سنہ ۱۲۶۲ھ	امیر المطابع آگرہ

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۷۸	شاہ ولی اللہ دہلوی مترجم شوکت علی تھانوی	وحدۃ الوجود والشہود	سنہ ۱۳۴۲ھ	—
۷۹	ولی اللہ، مترجم خرم علی بلہوری	سعادتِ کونین	—	احمدی پریس لاہور
۸۰	شرف الدین یحییٰ منیری ترجمہ شاہ الیاس یاس بہاری	ترجمہ مکتوباتِ صدی	—	سید الیکٹرک پریس ملتان
۸۱	شرف الدین یحییٰ منیری	مکتوباتِ صدی	سنہ ۱۹۶۸ء	پیکو آرٹ پریس لاہور
۸۲	شمس اللہ قادری، حکیم	اردوئے قدیم	سنہ ۱۹۲۵ء	لکھنو
۸۳	شہاب الدین	خزینۃ الاسرار فی ذکر التوبۃ والاستغفار	سنہ ۱۹۵۷	لاہور
۸۴	شیخ محمد چشتی	آداب الطالبین	—	لکھنؤ
۸۵	صباح الدین عبدالرحمٰن، سید	بزم صوفیہ	سنہ ۱۹۴۹ء	دارالمصنفین اعظم گڑھ
۸۶	صدرالدین شاہ	خزینۃ الوقوف با طریقۃ الحقیقت	سنہ ۱۳۵۱ھ	معین دکن پریس حیدرآباد دکن
۸۷	عبدالاحد ناشر	اسرار العارفین ترجمہ دلیل العارفین	—	مجتبائی پریس دہلی

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۸۸	عبدالباری ندوی	تجدید تصوف و سلوک	سنہ ۱۹۴۹ء	نامی پریس لکھنؤ
۸۹	عبدالحسین	بحر الحقیقت	سنہ ۱۸۷۴ء	کانپور
۹۰	عبدالحق محدث دہلوی	جذب القلوب	-	نول کشور پریس لکھنؤ
۹۱	عبدالحق محدث دہلوی	روضات	سنہ ۱۹۶۴ء	ادارہ تحقیق و تصنیف کراچی
۹۲	عبدالحق، مولوی	اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیاء کرام کا کام	سنہ ۱۹۵۲ء	انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی
۹۳	عبدالرحمان	تہذیب القلوب	سنہ ۱۳۱۱ھ	لاہور
۹۴	عبدالرحمان خان مترجم	حکایات الصالحین ترجمہ مقاصد الصالحین	سنہ ۱۸۶۹ء	لاہور
۹۵	عبدالرحیم پشاوری	اسلامی تصوف	سنہ ۱۳۹۱ھ	الہلال بک ایجنسی، لاہور
۹۶	عبدالرزاق قادری	ہدایۃ الفالسین	سنہ ۱۳۱۰ھ	آسی پریس لکھنؤ
۹۷	عبدالرشید خواجہ کرنل	معارف النفس	-	ناشر مجلس اخوان الصفا کراچی
۹۸	عبدالرشید شیخ	حیات و تعلیمات حضرت داتا گنج بخش	-	۱۲۰ میکلوڈ روڈ لاہور

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۹۹	عبد الحلیم صدیقی	کتاب التصوف (لطائف المعارف)	-	السلیم پریس حیدرآباد دکن
۱۰۰	عبد العزیز دہلوی	ملفوظات (اردو ترجمہ)	سنہ ۱۲۰۵ء	مجتبائی پریس دہلی
۱۰۱	عبد القادر جیلانی، ترجمہ نجم الغنی	تذکرۃ السلوک	سنہ ۱۳۱۸ھ	العلوم حیدرآباد دکن
۱۰۲	عبد القاہر ابو النجیب سہروردی	آداب المریدین (عربی)	سنہ ۱۳۱۹ھ	آسی پریس لکھنؤ
۱۰۳	عبد القادر جیلانی	شفیق الصالحین المعروف بہ تحفہ دستگیر	-	خورشید عالم پریس لاہور
۱۰۴	عبد القادر جیلانی ترجمہ عبد اللہ حسنی	انشاط الحق	-	-
۱۰۵	عبد القیوم (مرتب)	تاریخ ادب اردو	سنہ ۱۹۶۱ء	ایجوکیشنل پریس کراچی
۱۰۶	عبد القوی لکھنو	فلسفۂ تصوف	سنہ ۱۹۲۰ء	الناظر پریس لکھنؤ
۱۰۷	عبد الکریم شیخ	ہدایۃ الانسان الی سبیل الفرقان	-	-
۱۰۸	عبد اللہ شاہ	اسرار حقیقت	سنہ ۱۹۱۰ء	نظامی کانپور

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۱۰۹	عبد الماجد دریابادی	تصوف اسلام	سنہ ۱۹۲۵ء	الناظر پریس لکھنؤ
۱۱۰	عثمان نقشبندی جالندھری	تحفۃ القلوب ہدیۃ الارواح (فارسی)	—	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۱۱۱	علی انور حافظ	قانون التصوف	سنہ ۱۹۱۶ء	مرتضائی پریس آگرہ
۱۱۲	غزالی	مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم دین	سنہ ۱۹۵۵ء	تیج کمار لکھنؤ
۱۱۳	غزالی مترجم مولوی عبدالرحیم	الکشف والتبیین	—	—
۱۱۴	غزالی مترجم عبدالوحید فاروقی	آفتاب ہدایت	سنہ ۱۸۸۱ء	لکھنؤ
۱۱۵	غزالی مترجم مولوی محمد منیر	منہاج العابدین اردو ترجمہ سراج السالکین	سنہ ۱۸۷۱ء	نولکشور پریس لکھنؤ
۱۱۶	غزالی مترجم غلام ربانی	علم لدنی	—	صوفی پرنٹنگ ورکس لاہور
۱۱۷	غزالی، مترجم محمد عباس ابن ناصر علی	صبح کا ستارہ، ترجمہ دقائق الاخبار عربی	—	ایجوکیشنل پریس کراچی

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۱۱۸	غزالی مترجم محمد احسن صدیقی نانوتوی	احیاء علوم الدین اردو ترجمہ مذاق العارفین	سنہ ۱۲۷۶ھ	نولکشور پریس لکھنؤ
۱۱۹	غزالی مترجم احمد علی	خلاصۃ العلم والسلوک	سنہ ۱۸۸۱ء	لکھنؤ
۱۲۰	غزالی مترجم غلام احمد	ہدایۃ الہدایت	سنہ ۱۳۰۹ھ	محبوب شاہی پریس حیدرآباد دکن
۱۲۱	غلام احمد خاں	ملفوظات خواجگان چشت	سنہ ۱۳۱۷ھ	شاہجہانی پریس دہلی
۱۲۲	غزالی مترجم محمد بشیر	قسطاس مستقیم اردو ترجمہ محبت ابراہیم	-	صدیقی بک ڈپو لکھنؤ
۱۲۳	غلام جیلانی	تحفہ جیلانیہ	سنہ ۱۳۱۲ھ	قریشی پریس حیدرآباد دکن
۱۲۴	غلام قادر	کلمات صوفیہ	سنہ ۱۳۱۰ھ	الوزیری پریس مدراس
۱۲۵	غلام مصطفےٰ خان، ڈاکٹر	تحریر و تقریر	سنہ ۱۹۶۱ء	ایجوکیشنل پریس کراچی
۱۲۶	غلام مصطفےٰ خان، ڈاکٹر	علمی نقوش	سنہ ۱۹۵۷ء	کراچی
۱۲۷	غلام مصطفےٰ خان، ڈاکٹر	فارسی پر اردو کا اثر	سنہ ۱۹۵۷ء	کراچی
۱۲۸	غلام نبی، عزت شاہ	معرفت کا تازیانہ	سنہ ۱۳۲۸ھ	حقانی دہلی
۱۲۹	غوث اعظم محی الدین	الفتح الربانی (فارسی)	سنہ ۱۹۵۴ء	مجتبائی دہلی

مطبع	سن طباعت	نام کتاب	نام مصنف	نمبر شمار
الدالعلائی پریس حیدرآباد دکن	سنہ ۱۳۱۵ھ	عقائدِ صوفیہ	فتح محمد شاہ مترجم علم الدین وکیل	۱۳۰
اللہ والے کی قومی دکان لاہور	-	فوائد السالکین	فرید الدین شکر گنج، بابا	۱۳۱
احمدی پریس لاہور	سنہ ۱۸۸۲ء	جواب السالکین	لال محمد	۱۳۲
اللہ والے کی قومی دکان لاہور	-	مبدا و معاد	مجدد الف ثانی سرہندی	۱۳۳
نول کشور پریس لکھنؤ	-	مکتوبات امام ربانی جلد اول تا سوم	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی	۱۳۴
اللہ والے کی قومی دکان لاہور	-	معارف مدینہ	مجدد الف ثانی سرہندی	۱۳۵
" "	-	روضۃ القیومیہ	محمد احسان مجددی مترجم سید شاہ کمال اللہ	۱۳۶
سیٹھ آدم جی عبداللہ پبلشر بمبئی والے، لاہور	-	تذکرہ اولیائے ہندوپاکستان	محمد اختر دہلوی، مرزا	۱۳۷
فیروز پرنٹنگ پریس ورکس لاہور	-	سوانح کوثر	محمد اکرام شیخ	۱۳۸
احمدی پریس لاہور	سنہ ۱۹۱۴ء	تربیت السالک	محمد بشیر	۱۳۹
بمبئی	-	تواریخ آئینۂ تصوف	محمد حسن شاہ	۱۴۰
شعاع ادب لاہور	سنہ ۱۹۴۷ء	معراج المومنین	محمد حلیم	۱۴۱

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۱۴۲	محمد شاہ، سید	شراحیت و طریقت	-	آگرہ
۱۴۳	محمد ظہور الدین احمد	سلوک محمدی	سنہ ۱۹۷۲ء	کراچی
۱۴۴	محمد فرمان، ایم اے	اقبال اور تصوف	سنہ ۱۹۵۸ء	بزم اقبال لاہور
۱۴۵	محمد قادری	راہبر طریقت	سنہ ۱۳۱۴ھ	صحیفہ پریس حیدرآباد دکن
۱۴۶	محمد ہاشم، خواجہ	زبدۃ المقامات	-	-
۱۴۷	محی الدین بخاری	تحفۃ السالکین	-	نظام دکن پریس حیدرآباد دکن
۱۴۸	محی الدین بخاری	تحفہ قادریہ	-	ابوالعلائی پریس حیدرآباد
۱۴۹	محی الدین قادری	اختصار فی فوائد اسرار	سنہ ۱۳۵۲ھ	محبوب شاہی پریس حیدرآباد دکن
۱۵۰	محی الدین قادری زور	اردو کے اسالیب بیان	سنہ ۱۹۶۲ء	مکتبہ معین الادب لاہور
۱۵۱	مشتاق احمد مترجم	تحفۃ السالکین	سنہ ۱۳۳۱ھ	-
۱۵۲	مظہر علی شاہ	مجموعہ نکات فقر و تصوف	سنہ ۱۸۸۱ء	لکھنؤ
۱۵۳	معشوق یار جنگ	اخبار الصالحین	سنہ ۱۹۳۶ء	اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن
۱۵۴	معین الدین چشتی خواجہ	اسرار حقیقی	-	اللہ والے کی قومی دکان، لاہور
۱۵۵	مقبول احمد، سیوہاروی	درویشی کیا ہے	سنہ ۱۹۵۶ء	ندیم بکڈپو سیوہارہ ضلع بجنور
۱۵۶	میران جی خدانما	تمہیدات عین القضات ترجمہ شرح تمہید	سنہ ۱۰۷۰ھ	قلمی

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	سن طباعت	مطبع
۱۵۷	نصیر الدین ہاشمی	دکن میں اردو	سنہ ۱۹۶۰ء	الناشر پریس لاہور
۱۵۸	نظام الدین	صحیفہ ذکر اولیاء	—	دکن
۱۵۹	نقی محمد خان خورجوی	عجوبۂ اسرار	سنہ ۱۹۶۲ء	ادارہ علم مجلس کراچی
۱۶۰	نور الحسن خان	مجموعہ رسائل التصوف	سنہ ۱۳۱۵ھ	لکھنؤ
۱۶۱	نور الحسن ہاشمی ڈاکٹر	دلی کا دبستان شاعری	سنہ ۱۹۴۹ء	انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی
۱۶۲	نور الدین بن ابو الحسن لعبد ادی مترجم (نجم الدین احمد)	عین العلم	سنہ ۱۲۸۷ھ	مظہر العجائب پریس مدراس

ENGLISH BOOKS

163 The doctrine of the souls with absolute reality (ENCYC OF ETHICS).

164 Lecture on PLOTINUS ENCYCLO BRIT.

165 Muslims thoughts and its sources.

166 Sufism its saints and shrine.

167 out line of Islamic culture.

168 A history of Persian Languages and literature at the Mughal Courts. By M. A GHANI

رسائل

۱۶۹۔ رسالہ "اقبال"
اپریل سنہ ۱۹۵۷ء

۱۷۰۔ اورینٹل کالج میگزین
نومبر سنہ ۱۹۳۶ء
لاہور

۱۷۱ رسالہ "نگار"
اپریل سنہ ۱۹۴۰ء
"تصوف پر ایک نظر" از ذکا صدیقی

۱۷۲۔ رسالہ "نگار"
سنہ ۱۹۰۵ء